معارف شمس تبریزؒ

مُتکلّمِ اُمّت مولانا رُومؒ کے شیخ

حضرت شمس تبریزؒ

کے

حقائق و معارف سے لبریز

کلام کا

اقتباس ۰ ترجمہ ۰ تشریح

شگفتہ اور سلیس اردو

۰

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

۰

ناشر

کتب خانہ مظہری

۲-جی، ۲/۲، ناظم آباد

کراچی

معارفِ شمس تبریزؒ

مُتکلمِ اُمّت مولانا رُومؒ کے شیخ

حضرت شمس تبریزؒ

کے

حقائق و معارف سے لبریز

کلام کا

اِقتباس ۰ ترجمہ ۰ تشریح

شگفتہ اور سلیس اُردو

۰

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

۰

ناشر

کتب خانہ مظہری

۴-جی ، ۱/۱۲ ، ناظم آباد

کراچی

معارف شمس تبریزؒ

متکلمِ اُمّت مولانا رُومؒ کے

شیخ حضرت شمس تبریزؒ

کے

حقائق و معارف سے لبریز

کلام کا

اقتباس ــــ ترجمہ ــــ تشریح

شگفتہ اور سلیس اُردو

تالیف

الشیخ مولانا حکیم محمد اختر صاحب

مجاز بیعت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

خادم خاص حضرت مولانا شاہ عبدُ الغنی صاحب پھولپوریؒ

مجازِ بیعت حضرت اقدس حکیم الامت مجدد الملّت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

ناشر کُتب خانہ مظہری ۴-جی ۱/۱۲ ناظم آباد کراچی ۱۸

(معارف پریس لاہور) قیمت [illegible] روپے

فہرست معارف شمس تبریزؒ

ایک قطرہ اگر ہوتا تو وہ چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

اختر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ ۶ دفتر مثنوی شریف (ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار) کے علاوہ پچاس ہزار اشعار غزلیات رومی کا مجموعہ تصوف اور عشق حقیقی کے مضامین سے لبریز بنام دیوان شمس تبریز بھی شائع ہوا۔ اور یہ مولانا کا کمال فنائیت ہے کہ ان جملہ اشعار کو اپنے پیر و مرشد کے نام سے ظاہر کیا۔ یہ کتاب تقریباً نایاب ہے ـــــ ایک پرانا نسخہ نہایت بوسیدہ احقر کو دستیاب ہوا۔ حق تعالیٰ شانہ کی توفیق سے اس کا جستہ جستہ انتخاب مع ترجمہ و تشریح اس زاویۂ نظر سے کیا گیا کہ سالکین و عاشقین کے قلوب اور ارواح میں حق تعالیٰ کی محبت و معرفت مزید متصاعد حاصل ہو۔ نیز اصل کتاب میں عنوانات نہیں تھے احقر نے مضامین کی مناسبت سے تسہیل فہم کے لئے عنوانات قائم کر دیئے ہیں۔

ناظرین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول اور نافع فرمائیں۔ آمین۔

العارض محمد اختر عفا اللہ عنہ

۴۔جی۔ ۱/۱۲ ناظم آباد۔ کراچی

تقاریظ اکابر ومشائخ

رائے عالی برائے تصانیف حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

از حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

باسمہٖ سبحانہٗ

عنایت فرمائے مولانا حکیم محمد اختر صاحب سلمہٗ بعد سلام مسنون۔ آپ کی دو کتابیں معارف مثنوی اور دنیا کی حقیقت پہنچکر موجب منت ہوئیں۔ اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ کا تعلق اولاً مولانا پھولپوریؒ سے اور آخراً مولانا ابرار الحق صاحب سے ہے اللہ تعالیٰ دونوں کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدیہ سنیہ کا دونوں جہان میں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ یہ دونوں کتابیں سُن بھی لیں۔ مضامین ماشاء اللہ بہت اچھے ہیں۔ دل پر اثر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو قبول فرمائے۔ صدقہ جاریہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ معارف شمس تبریز کی طباعت کا بھی جلد از جلد انتظام فرمائے اور لوگوں کو ان معارف سے زیادہ سے زیادہ متمتع فرمائے۔ آپ کی دیگر تالیفات کی قبولیت کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ ذخیرۂ آخرت بنائے اور اپنے وقت پر حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔

(حضرت شیخ الحدیث) **محمد زکریا** (دامت برکاتہم)

مدینہ طیبہ ۱۱/۵/۶۷ء

تقریظ: از حضرت اقدس مرشدنا قاری حافظ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ: حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

کتاب معارف شمس تبریزؒ کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم اور حضرت ڈاکٹر عبد الحیٔ صاحب دامت برکاتہم نے جو آراء تحریر فرمائیں ہیں ان

سے بے حد مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی مثل معارف مثنوی باعث نفع بندگان خدائے تعالیٰ وطالبانِ ہدایت ومعرفت بنادیں اور قبول فرماویں آمین

ابرار الحق
ناظم مجلس دعوۃ الحق ہردوئی یوپی ہند
بعد ظہر یوم الاحد ۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

از محدث عصر فضیلۃ الشیخ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم
مفتی اعظم پاکستان بانی و مؤسس دارالعلوم (کورنگی کراچی)

باسمہٖ سبحانہٗ

جناب مولانا حکیم محمد اختر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے چند سال قبل معارف مثنوی لکھی تھی جو بہت مقبول ہوئی اور عوام وخواص نے اس سے استفادہ کیا اور اس کے مطالعہ میں روحانی وایمانی کیف محسوس کیا۔ اب مولانا موصوف نے صاحب مثنوی مولانا رومؒ کے مرشد حضرت شمس تبریزؒ کے دیوان کا اختصار کیا ہے اور ان اقتباسات کو مع ترجمہ وتشریح اہل دل کے سامنے پیش کیا ہے جو بہت ہی مفید ہیں۔ سالکان راہ طریقت سے خصوصاً اور مسلمانوں سے عموماً امید ہے کہ اس کتاب معارف شمس تبریزؒ سے پوری طرح مستفید ہونگے اس کے مطالعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ باطن مجلّیٰ ومزکّیٰ ہوگا۔

وباللہ التوفیق   بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

از حضرت فضیلۃ الشیخ محدث کبیر جناب مولانا محمد یوسف صاحب بنوری
دامت برکاتہم
بانی و موسس مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادر محترم جناب مولانا محمد اختر صاحب کی تالیف لطیف **معارف مثنوی** پڑھ کر موصوف سے اتنی عقیدت ہوئی جس کا مجھے تصور بھی نہ ہو سکتا تھا۔ فارسی و اُردو میں قدرت شعر۔ حسن ذوق۔ پاکیزگی خیالات۔ درد دل کا بہترین مرقع ہے اب موصوف نے **دیوان شمس تبریز**ؒ جو عارف رومی متکلم امت کے شیخ ہیں ان کے حقائق و معارف کا انتخاب اور پھر تشریح و بیان لکھ کر اپنے حسن ذوق۔ لطافت طبع۔ سلامت فکر کا ایک اور شاہد عدل پیش کیا ارباب ذوق و فکر انشاء اللہ تعالیٰ انتہائی قدر دانی سے دیکھیں گے اور حریفانِ بادہ پیما خوب لُطف اندوز ہوں گے اللہ تعالیٰ موصوف کو مزید ترقیات سے نوازے اور ارباب ذوق کو ان کے شگفتہ تالیفات و انتخابات سے مزید مستفید فرمائے۔ آمین

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ
یوم سہ شنبہ ۸ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

تقریظ :۔ از حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

برادرم محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب نے معارف شمس تبریز پر تقریظ لکھنے کی فرمائش کی، جس نے سالہا سال مصنف کا مطالعہ کیا ہو اسے تقریظ لکھنے کے لئے تصنیف دیکھنے کی حاجت نہیں،

حضرت پھولپوری قدس سرہ کی طویل صحبت کی برکت سے موصوف

میں حسن انتخاب کے ساتھ حسن بیان کی جو صلاحیت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے وہ آپ کی تصنیف "معارف مثنوی" سے ظاہر ہے۔

اللہ تعالیٰ معارف مثنوی کی طرح معارف شمس تبریز کو بھی شرف قبول سے نوازیں اور اپنی معرفت و محبت کا ذریعہ بنائیں، آمین

رشید احمد عفا اللہ عنہ

۸۔۴۔۹۶ھ

از حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبد الحیٔ صاحب برکاتہم (کراچی)
خلیفہ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمارے عزیز محترم مولانا حکیم محمد اختر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا کیف باطن عطا فرمایا ہے جو دوسروں کے لیے بھی کیف آفریں ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عزیز موصوف میں معارف و حقائق کا جو ذوق پایا جاتا ہے یہ سب ان کے بزرگوں کا فیضان ہے کچھ عرصے سے موصوف اسی موضوع کی تالیفات میں والہانہ انداز سے مصروف و مشغول ہیں چنانچہ اس سے قبل انھوں نے مولانا روم ؒ کی مثنوی کا اقتباس و شرح **معارف مثنوی** کے نام سے تالیف کیا ہے جس میں خود اپنے ہی ذوقیات سے معارف و حقائق کو منظوم شرح و بسط بھی کیا ہے یہ کتاب شائع ہو چکی ہے اور اہل ذوق نے بہت پسند کیا ہے اللّٰھم زد فزد اسی ذیل میں یہ تالیف موسوم بہ **معارف شمس تبریز** آپ کے پیش نظر

ہے اس میں عزیز موصوف کا ذوق وجدانی کارفرما ہے اور ماشاء اللہ بڑے بڑے حقائق اور معارف غامضہ وعمیق جس سے دیوان شمس تبریزؒ لبریز ہے بہت شگفتہ اور سلیس زبان میں اس کی شرح فرمائی ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی شرف قبولیت خواص وعوام مرحمت فرما آمین ثم آمین۔

دُعاگو

۷ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ — احقر محمد عبدالحئی عفی عنہ

تقریظ: از حضرت بابا نجم اَحسن صاحب نگرامی دامت فیوضہم

مجاز بیعت حضرت حکیم الامت تھانوی رح

"معارف شمس تبریز"

میں خود تو معارف سے بے خبر ہوں مگر حضرات عارفین سے متاثر ہونا جو تقاضائے فطری ہے اس سے الحمدللہ بیگانہ ومحروم نہیں ہوں۔ مجھے کبھی اپنی زبان سے نکلا ہوا مصرع یاد آگیا۔

رومی و شمس ست مارا تھانوی

عزیزم مولانا حکیم محمد اختر سلمہ نے جو کام کیا اہل ہونے کی وجہ سے ماشاء اللہ ان کے لئے سہل ہوگیا۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ مجذوب علیہ الرحمۃ کا انداز اختیار کیا۔

ے ارے کچھ تو مجذوب یاروں کا حق بھی
یہ چھپ چھپ کے پینا اکیلے اکیلے

اللہ اختر کو نجم الثاقب کی طرح چمکائے۔ خوب کیا کہ انہوں نے بادۂ عرفان شمسی کی سبیل لگادی ماشاء اللہ

محمد نجم احسن نگرامی

۲ ج ۱ / ۹۶ھ

تعارف

حضرت شمس الدین تبریزیؒ

حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بابا کمال الدین خجندیؒ کے مرید تھے۔ اور مولانا جلال الدین رومیؒ کے شیخ تھے۔ مثنوی سے مولانا رومی کو عظیم شہرت حاصل ہوئی اور مولانا رومی کا جو والہانہ اور عاشقانہ تعلق حضرت شمس تبریزی سے تھا چونکہ وہ مثنوی میں جگہ جگہ ظاہر ہوا اس وجہ سے حضرت شمس الدین تبریزیؒ کا کمال فیض بھی روشن ہوا اور یہ شعر تو بہت ہی مشہور ہو چکا ہے ؎

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم　　　تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولانا رومی اور حضرت شمس الدین تبریزی کی ملاقات

حضرت شمسؒ سوداگروں کی وضع میں سیاحت کیا کرتے تھے ؎

سینے میں اپنے درد کا نشتر لئے ہوئے
صحرا و چمن دونوں کو مضطر کئے ہوئے　　　(اخترؔ)

سینے میں عشق الٰہی کی آگ مثل شعلۂ رقصاں دربدر اس سوختہ جاں کو پھرا رہی تھی ایک دن خدائے تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے خدا مجھے اپنا کوئی بندہ ایسا عطا فرما جو میری آگ کا تحمل کر سکے اور یہ امانت اس کے سینے میں منتقل ہو ؎

اے خدا بندہ کوئی ملتا مجھے جو صحیح معنوں میں لائق ہو تیرے
عشق حق سے سینہ اس کا پُر کروں اور صدف کو اس کے میں پُر دُر کروں
میری آتش کا تحمل جو کرے کوئی بندہ مجھ کو اب یارب ملے
اخترؔ

یہ دُعا قبول ہوئی اور الہام ہوا کہ روم جاؤ۔ اسی وقت چل کھڑے ہوئے اور قونیہ پہنچے برنج (چاول) فروشوں کی سرائے میں مقیم ہوئے سرائے کے دروازے کے سامنے ایک چبوترہ تھا جہاں شہر کے عمائدو معززین آبیٹھتے تھے اسی مقام پر مولانا رومیؒ اور شمس تبریزیؒ کی ملاقات ہوئی۔ پھر دونوں بزرگوں کی تنہائیوں میں ملاقاتیں شروع ہوئیں کئی کئی روز بند کمرہ میں مجلس ہوتی۔ جہاں کسی کو اجازت جانے کی نہ ہوتی۔ مولانا کے سینے میں حضرت شمس نے کیا آگ بھر دی وہ ۶ دفتر مثنوی اور غزلیات رومی سے ظاہر ہے ؎

اے سوختہ جاں پھونک دیا کیا مرے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

حکایت مولانا رومیؒ درس و تدریس میں مشغول تھے شاہ خوارزم کے نواسے تھے شہر میں ان کے علوم کا غلغلہ بلند تھا۔ حضرت شمسؒ نے ایک دن اچانک آکر مولانا کی تمام کتابیں قریبی حوض میں ڈالدیں۔ مولانا گھبرا گئے اور عرض کیا کہ حضرت میرا قیمتی علمی سرمایہ! حضرت شمسؒ نے پھر نکال کر تمام کتابیں حوالہ کر دیں اور ذرا بھی پانی نہ لگا تھا اس کرامت سے مولانا پر بڑا اثر ہوا۔ حضرت شمس پہلے بہت گمنام تھے۔ قلندرانہ مذاق تھا۔ عام لوگ دیوانہ سمجھتے تھے لیکن جب حضرت رومیؒ معتقد ہو کر بیعت ہوئے تو حضرت شمس کا دور دور شہرہ ہو گیا۔

حکایت ایک بار حضرت شمسؒ اچانک مولانا سے غائب ہو گئے۔ مولانا نہایت بے چین ہوئے۔ ڈھونڈنے کے لئے سفر کیا کسی سے معلوم کیا کہ بھائی تم نے ہمارے حضرت شمسؒ کو دیکھا ہے ایک شخص نے کہا ہاں میں نے انھیں شام میں دیکھا ہے مولانا پر کیفیت طاری ہو گئی اور ایک آہ کی اور والہانہ فرمایا کہ ہائے اس شام کی صبح کیسی ہو گی جس میں ہمارا شمسؒ رہتا ہے۔

تاریخ میں ہے کہ مولانا رومی کی بے چینی دیکھ کر اور بھی لوگ حضرت شمسؒ کو ڈھونڈنے میں نکل گئے اور حضرت شمس کو مولانا کے پاس لے آئے۔

ارشاد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

فرمایا کہ مولانا رومی حضرت شمسؒ پر اس قدر کیوں دیوانے ہو گئے تھے حتیٰ کہ شہر تبریز کے نام پر مولانا کو وجد آ گیا اور کئی شعر شہر تبریز کی تعریف میں فرما گئے بات یہ ہے کہ حضرت شمس تبریزیؒ کے فیض سے مولانا رومی قلیل مدّت میں اتنے بلند مقام ولایت اور قوی نسبت مع الحق سے مشرف ہو گئے تھے کہ سیکڑوں برس کے مجاہدات سے بھی وہ مقام نہیں ملتا — اسی سبب سے مولانا پر تشکر کا حال طاری ہو جاتا تھا۔

تاریخ میں ہے کہ اصل نام حضرت محمد بن ملک داد تھا اور حضرت شیخ شمس الدین تبریزی آپ کا لقب تھا۔ اور یہ بھی منقول ہے حضرت شمسؒ مادر زاد ولی تھے ۶۴۵ھ آپ کو حاسدین نے شہید کر دیا۔

واقعہ شہادت۔ حضرت شیخ شمس تبریزیؒ کی تفصیل یوں ہے کہ

ایک رات مولانا رومی اور حضرت شمس تبریزی ایک حجرہ میں مراقب تھے کہ سات آدمی دروازہ پر آئے آواز دی حضرت کو کشف ہوا اور فرمایا الوداع برائے کشتن خوانند جب باہر نکلے چھری سے حملہ کر دیا۔ حضرت شیخ نے نعرہ مارا سب بے ہوش ہو گئے اور جب ہوش آیا تو وہاں بجز چند قطرۂ خون کچھ نہ تھا۔ اور قاتلان نہایت خراب حالت میں مرے لکھا ہے کہ حضرت شیخ اس وقت کے سلطان العرفا تھے۔

اپنی غزلیات کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ و مرشد حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ملتان میں جو شمس تبریز کی قبر بتائی جاتی ہے بعض لوگ غلطی سے انھیں کو مولانا رومیؒ کا پیر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات خلاف حقیقت ہے عوام کو دھوکا دیا گیا ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اسی نام کے یہاں بھی کوئی صاحب مدفون ہوں مگر یہ حضرت رومی کے مرشد ہرگز نہیں ہیں اور اس کتاب کا کوئی تعلق ملتانی تبریز سے نہیں ہے۔

ناظرین حضرات سے دعا قبولیت کی درخواست ہے۔

العارض احقر طالب دُعا

محمد اختر عفی عنہٗ

"تعارف کتاب از مولف"

پہلے دل کی داستان دردِ پنہاں دیکھیے

پھر غمِ آفاق دِل پر شمسِ تاباں دیکھیے

شمس تبریزی کے سینے میں جو تھا اک رازِ غم

اس کتابِ عشق میں وہ دردِ پنہاں دیکھیے

زمین سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم

برس گیا جو برسنا تھا مرا خونِ جگر

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

معارف دیوان شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

اقتباس وانتخاب مع ترجمہ وتشریح

در بیان مجاہدات

شعر
بسوزانیم سودا وجنوں را
در آشامیم ہر دم موجِ خوں را

ترجمہ دیوانگی اور جنونِ عشق کو ہم سوزا ور وارفتگی عطا کرتے ہیں اور راہ سلوک میں ہر لمحہ موج خوں پیتے ہیں۔

تشریح مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق حق کی روح کو عالم غیب سے جو نفحات کرم عطا ہوتے ہیں اور محبوب حقیقی سے جو خوشبو ان کی روح کو عالم غیب سے عطا ہوتی ہے ۔ س قدر مست و سرشار کرتی ہے کہ خود سودا (دیوانگی) جنوں (محبت) جو عام طور عشاق کو وارفتہ اور سوختہ کنندہ ہے وہ ان اللہ کے پروانوں کی مضطر جانوں سے سوختہ ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ہم ایسے دیوانے ہیں کہ خود سودا اور جنوں کو اپنی آتش محبت سے جلاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے عشاق اور مجاز پرست تو اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتے ہیں اور عاشقان حق

اپنی مرضی اور خواہش کو حق تعالیٰ کی مرضی اور خواہش کے تابع رکھنے ۔اور نفس کو خونِ آرزو پلانے میں ہر وقت مجاہدات اور دل پر جو غم برداشت کرتے ہیں اس کے تحمل سے زمین و آسمان بھی کانپتے ہیں اور اس حالت میں ان کی دعا کا مقام نہ پوچھئے۔

اے ٹوٹے ہوئے دل تری فریاد کا عالم
اے ٹوٹے ہوئے دل پہ نگاہ کرم انداز (اخترؔ)
نشانِ دل بتایا مجھ کو تیرے دردِ پنہاں نے (اخترؔ)

مگر مجاہدہ کے اس دریائے خون سے عبور پر ان کے قلب کو انعام قرب بھی ایسا ملتا ہے جس کی لذت کے لئے لغت کے الفاظ قاصر اور عاجز ہوتے ہیں ؎

میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے   جو تجلی دلِ تباہ میں ہے

بوئے آں دلبر چو پرّاں می شود
ایں زباں ہا جملہ حیراں می شود (رومیؔ)

اس محبوب حقیقی کی خوشبو جب اُڑ کر عرش اعظم سے عاشقین حق کی جانوں تک پہنچتی ہے تو اس وقت اس کی لذت کو بیان کرنے کے لئے تمام زبانیں محو حیرت ہو جاتی ہیں ؎

جو دل پر ہم ان کا کرم دیکھتے ہیں   تو دل کو بہ از جامِ جم دیکھتے ہیں

اس شرح کی تائید مولانا کے اس مصرعہ سے بھی ہوتی ہے ؏

بادہ از ما مست نے کہ ما ازو

(ترجمہ) بادہ مجھ سے مست ہے نہ کہ میں اس سے، اور اس مصرعہ سے بھی

بادہ در جوشش گدائے جوش ماست

(ترجمہ) مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ بادۂ عشق اپنے جوش و مستی میں میرے

جوش عشق کا غلام وگدا ہے۔

دربیان مرشد

شعر ۲ دیدم زدور شمس دیں را — شاہ تبریز فخر دیں را
شعر ۳ آں چشم وچراغ آسماں را — واں زندہ کنندہ زمیں را

ترجمہ ۲ ہم نے دیکھا اپنے شمس الدینؒ مرشد کو شاہ تبریز ہیں اور فخر دین ہیں۔

ترجمہ ۳ وہ آسمان دین کے چشم وچراغ ہیں اور زمین دین کے زندہ کرنے والے ہیں۔

تشاریح ۲ معلوم ہوتا ہے مولانا نے اپنے مرشد کو کہیں دور سے دیکھا اور بے تابانہ فرط محبت سے یہ اشعار ہو گئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت شمس دین کو دیکھا اور وہ شاہ تبریز ہیں اور فخر دین ہیں۔
(یہ کلمات محبت وعقیدت سے ناشی ہیں)

تشاریح ۳ وہ شریعت وطریقت کے آسمان کے چشم وچراغ ہیں اور زمین کے زندہ کرنے والے ہیں یعنی اللہ والوں کی طاعت کا نور، آسمان اور زمین کو منور اور زندہ کرتا ہے اور جب یہ نہ ہوں گے قیامت آجاوے گی۔ پس بقائے عالم کے یہ حضرات موقوف علیہ اور اساس و ستون ہیں۔

فائدہ ان اشعار سے شیخ کے ساتھ محبت اور عقیدت کی تعلیم ملتی ہے مگر بقول شخصے کہ کسی نے پوچھا ہلدی کے کیا دام ہیں کسی نے جواب دیا کہ جس قدر چوٹ میں درد ہو پس اللہ والوں کی قدر بھی انھیں کو

ہوتی ہے جن کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی طلب کا درد ہوتا ہے۔

"شان نسبت مع اللہ"

شعر ۴ کنارے ندارد بیابان ما قرارے ندارد دل و جان ما

شعر ۵ صلاح حق و دین نماید ترا جمال شہنشاہ سلطان ما

ترجمہ و تشریح شعر ۴ ہمارا بیاباں (مراد جولانگہ عشق و محبت و معرفت ہے) کنارہ نہیں رکھتا جیسا کہ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا

عجب کیا گر مجھے عالم بایں وسعت بھی زنداں تھا

میں وحشی بھی تو وہ ہوں لامکاں جس کا بیاباں تھا (مجذوبؒ)

اور ہمارے دل و جان طلب اور وصول حق میں بے قرار رہتے ہیں اور یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اسکے متعلق اپنے آخری وصایا میں فرماتے ہیں

اور خدائے تعالیٰ کے لئے ہر وقت بے چین رہے۔

احقر اختر عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ یہ بے چینی صرف اللہ تعالیٰ کے خاص مقبول اور محبوب بندوں کی صحبت و تعلق سے عطا ہوتی ہے جن کے قلوب حق تعالیٰ کے لئے بے چین ہیں انھیں کے پاس بیٹھنے سے یہ نعمت ہاتھ لگتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر شے کے لئے معدن ہے اور تقویٰ کا معدن عارفین کے قلوب ہیں ؎

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے

یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

اور یہ کہنا کہ اب اس زمانے میں ایسے لوگ کہاں مسلمانی در کتاب اور

مسلماناں در گور تو یہ محض شیطانی دھوکہ ہے۔ جس دن اللہ والے نہوں گے تو یہ زمین و آسمان بھی نہ ہوں گے۔ قیامت تک اہل اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہاں ان کی پہچان سب کو نہیں ہوتی اپنے ماحول کے نیک بندوں سے معلوم کرنے سے ان کا پتہ چل جائے گا۔ جن کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت آخرت کی فکر پیدا ہو دنیا کی محبت کم ہونے لگے اور اخلاق واعمال کی درستی ہونے لگے تو سمجھ لو کہ وہ اللہ والا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جس کی صحبت میں دس آدمی بیٹھتے ہوں تو ان میں اگر ۵ یا ۶ آدمی بھی نیک بن گئے تو سمجھ لو کہ یہ صاحب برکت ہے، اللہ والا ہے۔

ترجمہ و تشریح شعر ۵ حضرت سلطان صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مخلص اور خاص دوست تھے حضرت صلاح الدینؒ پہلے سونے کا ورق بنایا کرتے تھے۔ مولانا رومیؒ کا ان کی دوکان سے گذر ہوا سونے کا ورق کوٹنے کی آواز نے مولانا پر حال طاری کر دیا۔ مولانا کو جب غشی سے افاقہ ہوا تو حضرت صلاح الدین کے قلب کی دنیا بدل چکی تھی۔ عرض کیا کہ اب مجھے اپنی ہمراہی میں قبول فرمائیے ؎

اے سوختہ جاں پھونکدیا کیا مرے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں (مجذوبؒ)

؎ اب وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسماں
تونے جہاں بدلدیا آکے مری نگاہ میں (اصغرؔ)

؎ کائنات دل کے ہیں کچھ دوسرے شمس و قمر (اخترؔ)

؎ گرا کے بجلی مرا نشیمن جلا کے اپنا بنا لیا ہے (اختر)

مولانا کی صحبت سے حضرت صلاح الدین کو وہ فیض ملا کہ اکابر اولیاء سے ان کا شمار ہوتا ہے۔ اور یہ نعمت تو اہل دل کی صحبت ہی سے ملتی ہے ؎

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ ملنے والوں سے راہ پیدا کر

امرود سے محبت ہے تو امرود والوں سے ملنا ہی پڑے گا ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا (اکبرؔ)

افسوس کہ اس زمانے میں ہم کو بُری صحبت جلد مل جاتی ہے اور اچھی صحبت کے لئے ہم کو تلاش نہیں ہوتی تو یہ دولت لازوال کیسے ہاتھ لگے ؎

صرصر اگر کلیوں سے کہے کھل جا چمن میں
اس حکم کی تعمیل میں کیا ہونگی شگفتہ
ہاں چھیڑ دے گر ان کو کبھی بادِ سحر تو
پھر کھل کے وہ خوشبو کو لٹا دیں گی چمن میں (اخترؔ)

جو تعلق کلی اور بادِ نسیم کا ہے وہی ہماری روح اور صحبت خاصانِ حق کا ہے اللہ والوں پر حق تعالیٰ کی طرف سے وہ ہوائیں آتی ہیں جو ان کو بھی اور انکے پاس بیٹھنے والوں کو بھی ہدایت کے نور سے منور کرتی ہیں۔ بدون بادِ نسیم یہ کلیاں باخوشبو ہوتے ہوئے بے خوشبو ہیں کیونکہ ان کی سیل بادِ نسیم ہی توڑتی ہے اسی طرح ہماری روحوں کی کلیوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی جو خوشبو ہے اس کی سیل صرف اللہ والوں کی صحبت سے ٹوٹتی ہے اور پھر یہ خود بھی خوشبو دار ہو جاتا ہے اور دوسروں کو بھی خوشبو دار کرتا ہے انکی برکت کی صحبت سے دوسرے لوگ بھی اللہ والے بننے شروع ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ سلف سے

خلف تک منتقل ہوتا قیامت چلا جارہا ہے۔ علامہ شبلیؒ کا شعر ہے ؎

بوئے گل سے یہ نسیم سحری کہتی ہے حجرۂ غنچہ میں کیا کرتی ہے آ سیر کو چل

جس طرح حجرۂ غنچہ سے نسیم سحری بوئے گل کو لے کر اڑ جاتی ہے اسی طرح ہمارے دل کے گوشوں میں اللہ کی محبت کا جو درد پنہاں ہے اللہ والوں کی صحبت اس کو لے کر اڑ جاتی ہے اور وہ دردِ پنہاں ظاہر ہو جاتا ہے اور اگر بغیر نسیم سحری کے کوئی اپنی انگلیوں سے کلی کو کھول دے تو خوشبو اُجاگر نہیں ہوگی اسی طرح اللہ والوں کی صحبت کی بجائے اپنے دل کی سیل کسی غیر فطری طریقہ سے تڑواؤ گے تو اللہ کی محبت کی خوشبو ظاہر نہ ہوگی اور ہماری جانوں کی کلیاں محبت کی صلاحیتیں اپنے اندر لئے ہوئے فنا ہو جائیں گی۔

اللہ والوں کے پاس زبان نہ بنے کان بنے اور اتباع کرے۔ ان کی صحبت کے تین حقوق ہیں

شیخ کے ہیں تین حق رکھ ان کو یاد
اطلاع و اتباع و انقیاد (مجذوبؒ)

۱ اپنی حالت بیان کرنا۔ ۲ پھر اُن کے مشوروں پر عمل کرنا اور ۳ اپنی خود رائی سے باز رہنا۔

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ راہ چلنا راہرو کا کام ہے
تجھ کو مرشد لے چلے گا دوش پر یہ ترا راہرو خیال خام ہے
(مجذوبؒ)

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حُسن کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی فکر کے اہتمام سے ہوگی (〃)

الغرض حضرت صلاح الدین مولانا رومی کی چند روزہ صحبت میں ایسے بافیض

اور ایسی دولت باطنی سے مالا مال ہوئے کہ انکی تعریف میں مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت صلاح الدین اپنی معیت اور صحبت اور ارشادات کے انوار میں ہم کو حق تعالیٰ شانہ کا جمال (تجلیات معرفت) دکھا رہے ہیں۔

شان کلام عارفین

شعر ۲۶

بس کن کہ ہیچ گردد و دنیا بر اہل دنیا
گر بشنوند ناگہ ایں گفتگوئے ماڑا

ترجمہ و تشریح فرماتے ہیں کہ معرفت و محبت حق کی گفتگو کو فی الحال اتنا ہی رہنے دو ورنہ اگر اہل دنیا یہ ہماری گفتگو سن لیں گے تو ان کو جس دنیا پر فخر و ناز ہے وہ دنیا ان کے اوپر حقیر اور بے قدر ہو جاوے گی ؎

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے (مجذوبؒ)

جمال اس کا چھپائے گی کیا بہار چمن
گلوں سے چھپ نہ سکی جس کی بوئے پیراہن (اصغرؔ)

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے (جگرؔ)

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

؎ گرا کے بجلی مرا نشیمن جلا کے اپنا بنا لیا ہے
غموں کے پھولوں سے میرے دلکو برائے مسکن سجا لیا ہے (اخترؔ)

دربیان شوق سلوک

شعر۷ دہل بزیر گلیم اے پسر نشاید زد
علَم بزن چودلیراں میانۂ صحرا

ترجمہ و تشریح اے لڑکے اپنے کمبل کے اندر اپنی بہادری کا ڈھول نہ پیٹنا چاہیئے جھنڈا اپنی شجاعت کا لہرادے دلیروں کے مانند میدان میں۔ مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے دینی رنگ کو مخفی رکھتے ہیں اور شرم وخوف مخلوق سے کھاتے ہیں حالانکہ انھیں اظہار حق میں اس طرح رہنا چاہیئے۔

پیش نظر تو مرضی جانانہ چاہیئے
سارا جہاں خلاف ہو پروانہ چاہیئے
پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہیئے (مجذوب)

لا یخافون لومة لائم الآیہ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے خاص بندوں کی یہی نشانی بیان فرمائی ہے کہ وہ نہیں ڈرتے ہیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے۔۔

شعر۸۔ اگر درآئی تو در درس شمس تبریزی
بُود نتیجۂ تحصیل ہر بقات فنا

ترجمہ و تشریح مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم میرے مرشد حضرت شمس تبریزیؒ کے درس علم و معرفت و محبت میں شرکت کرو گے تو تم کو اس وقت اپنے جن صفات پر ناز و فخر ہے صحیح نور علم عطا ہونے

کے بعد مستعار حق سمجھ کر ان پر شکر کے ساتھ نیاز و فنائیت و عبدیت اختیار کروگے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت سے تکبر اور نخوت قلب سے نکل جاتی ہے جس سے دل نورانی ہو جاتا ہے۔ پھر یہ دل اللہ تعالیٰ کے تعلق خاص کے قابل ہو جاتا ہے برعکس متکبر شیطان کا خاص قرین ہوتا ہے۔

"مقام بسط بعد القبض"

شعر ۹ باز آمد آں مہے کہ ندیدش فلک بخواب
آورد آتشے کہ نمیرد بہ ہیچ آب

ترجمہ و تشریح رفع قبض باطنی کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ پھر میرا وہ چاند یعنی محبوب حقیقی کا قرب و حضور دل میں عطا ہوا اور یہ لذت قرب خداوندی ایسی لذت ہے کہ آسمان نے خواب میں بھی نہ دیکھا۔ اور حق تعالیٰ نے قلب کو اپنی محبت کی ایسی آگ بخشی ہے جس کو کوئی پانی نہیں بجھا سکتا۔

مولانا نے اپنی مثنوی میں اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے

باز آمد آب من در جوئے من　　　باز آمد شاہ من در کوئے من

ترجمہ:۔ میرے دریا میں پھر میرا پانی آگیا اور میری گلی میں پھر میرا شاہ آگیا سالکین کو قبض کے بعد جب بسط عطا ہوتا ہے تو یہی کیفیت اور حالت محسوس ہوتی ہے۔ جس کو شعر مذکور میں بیان فرمایا گیا۔ یہاں بھی دریا سے مراد سالک کا دل ہے اور پانی سے مراد حق تعالیٰ کی ذات ہے اسی طرح گلی سے مراد قلب عارف ہے اور شاہ سے مراد ذات حق ہے۔

"دربیان گریہ وزاری"

شعر ۱۰: چوں دیدہ شد ز اشک لبالب ندا رسید
احسنت اے پیالہ وشاباش اے شراب

ترجمہ وتشریح: جب عاشق حق کی آنکھیں اشک محبت سے لبالب بھر گئیں تو الہام ہوا اے پیالہ (یعنی اے چشم پُرآب) مبارک ہو اور اے شراب محبت سے بریز آنکھیں تجھے مبارک ہوں

اے خوشا چشمے کہ آں گریاں اوست
اے ہمایوں دل کہ آں بریانِ اوست (مثنوی رومی)

ترجمہ:- کیا ہی مبارک ہیں وہ آنکھیں جو حق تعالیٰ کی یاد میں رونے والی ہیں اور کیا ہی مبارک ہے وہ دل جو حق تعالیٰ کے لئے مضطر اور بے چین ہے

اس شعر کی تشریح احقر کے چند اردو اشعار سے ملاحظہ ہو۔

۱۔ زمین سجدہ پہ انکی نگاہ کا عالم — برس گیا جو برستا تھا مرا خون جگر
۲۔ بن گئی عرشِ زمیں سجدہ — کس کی آنکھوں سے لہو برسا ہے
۳۔ آہ سے راز چھپایا نہ گیا — منہ سے نکلی مرے مضطر ہو کر
۴۔ چشم نم سے جو چھلک جاتے ہیں — ہیں فلک پر وہی اختر ہو کر
۵۔ مری مغفرت کا ساماں مری بندگی کی رفعت
مرا نالۂ ندامت تیرے سنگ در پہ کرنا
۶۔ چند قطرے اگر ہوتے تو وہ چھپ بھی جاتے
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا
۷۔ تمام عمر ترے درد محبت نے مجھے — کسی سے دل نہ لگانے دیا گلستاں میں

۶ روح را با ذات حق آویختہ   درد دل اندر دعا آمیختہ (اختر)

ترجمہ۔ عارفین اپنی روح کو حق تعالیٰ کے ساتھ آویزاں رکھے ہوئے اپنے درد دل کو دُعا میں شامل کئے ہوئے ہیں یہ شعر بروزن مثنوی خواب میں موزوں ہوا جب احقر بیدار ہوا تو لب پر جاری رہا۔ حضرت مخدومی ڈاکٹر عبدالحی صاحب دامت برکاتہم نے اس شعر کی بڑی قدر فرمائی اور دیر تک اس کا لُطف لیا اور فرمایا مصرعۂ اولیٰ نعمت ہے اور مصرعہ ثانیہ اس کے حصول کا ذریعہ ہے۔

"در بیان غم فراق از شیخ کامل"

شعر ۱۱ شمس کمال مجد بمغرب نہفت رو
اندر بیش رواں ز لبے چشم خوں ناب

ترجمہ و تشریح غالباً اس شعر کا تعلق ایک واقعہ سے ہے وہ یہ کہ جب حضرت شمس تبریزی پر مولانا رومی کے بعض نادان رفقاء نے یہ اعتراض شروع کیا کہ یہ کیسا قلندر مست فقیر ہے۔ جس نے مولانا پر وجد سکر اور بیخودی کی کیفیت طاری کر دی۔ چونکہ یہ نادان لوگ باطنی احوال اور تعلق مع اللہ (معیت خاصّہ) کے آثار سے بے خبر تھے اس لئے انھوں نے حضرت شمس سے عداوت و نفرت کا کچھ اظہار کیا۔ جس کے سبب حضرت شمس مولانا کو بدون اطلاع کئے ہوئے اچانک شام کی طرف روپوش ہو گئے۔ جب مولانا کو خبر ہوئی تو عشق شیخ نے بے چین کر دیا اور دیوانہ وار دربدر تلاش کرنا شروع کیا ہر ایک راہ گیر سے پوچھتے کہ کہیں ہمارے شمس کو دیکھا ہے ایک دن کسی نے کہا ہاں میں نے ان کو شام میں

دیکھاہے۔فرمایاہائے اس شام کی صبح کیسی ہوگی جس میں میراشمس مقیم ہے۔اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ملتاہے فرماتے ہیں میرامرشد شمس سراپا کمال مغرب میں روپوش ہوگیا مراد شام ہے کہ وہ غالباً مولانا کے وطن سے مغرب کی طرف ہوگا۔اور دوسری توجیہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ شمس کے لغوی مفہوم کی رعایت سے ان کی جدائی کو مغرب میں روپوشی سے تعبیر کیا ہو جیسا کہ آفتاب کے غروب ہونے کے مقام کو مغرب کہتے ہیں۔

اور مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی جدائی کے سبب ان کے مریدین صادقین کی آنکھوں سے بسبب شدۃ غم فراق خون کے آنسو رواں ہیں۔مولانا کے اس شعر سے مولانا کا مقام محبت مع الشیخ ظاہر ہوتا ہے۔

شعر ۱۲

عاشقا کمتر ز پروانہ نئی
کے کند پروانہ ز آتش اجتناب

ترجمہ و تشریح: اے عاشق تو پروانہ سے کمتر تو نہیں ہے، پس پروانہ تو آتش سے اجتناب نہیں کرتا تو تو کیوں مجاہدہ اور افناءِ نفس سے خائف ہے۔یعنی عاشق حق اور طالب حق کو راہ حق کی ہر مشکل سے ہمت نہ ہارنا چاہیئے۔

"عنایات اہل اللہ بر طالبین"

شعر ۱۳

شاہ در شہر ست و بہر چغد من
می گذارد شہر و می جوید خراب

ترجمہ و تشریح: یہاں شاہ سے مراد مرشد ہے کہ وہ تو اپنے مقام قرب کے سبب حضور مع الحق کی نعمت کے شہر میں ہیں مگر ہم جیسے

اُلّو خصلت لوگوں کی اصلاح کے لئے وہ اپنے نوافل اوراوراد کو چھوڑ کر اُلّو وستان (خرابا باد) میں ہماری تلاش میں مصروف ہیں یعنی اللہ والے ہماری اصلاح نفس کے لئے اپنے مقام سے نزول فرماکر ہماری طرف متوجہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ اس کام کے لئے مامور من اللہ بھی ہوتے ہیں۔

حکایت ایک بزرگ نے سفر کیا اور ایک طالب صادق پر توجہ فرمائی انھوں نے ان کے شکریہ میں یہ مصرعہ پڑھا۔

شاہبازے بشکارے مگسے می آید

ترجمہ :- ایک شاہباز ایک مکھی کے شکار کے لئے آرہا ہے اللہ والے کو مثل باز شاہی قرار دیا اور خود کو تواضع اور خاکساری سے مکھی قرار دیا۔

"دربیان ادب طریق"

شعر ۱۴

امت زہد را ادب صفتے است
امت العشق کلہم آداب

ترجمہ و تشریح زاہدوں کے لئے تو ادب صرف ایک صفت ہے صفات حمیدہ سے اور عاشقوں کے لئے حق تعالیٰ کا راستہ ابتداء تا انتہا ادب ہی ادب ہے۔ مولانا رومی اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں

اے خدا جوئیم توفیق ادب ۔۔۔ بے ادب محروم ماند از فضل رب

ترجمہ :- اے خدا ہم آپ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب تو رب کے فضل سے محروم ہی ہوا۔

آداب راہ حق سیکھنے کے لئے حسب ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوتا ہے
قصد السبیل[۱] - آداب زندگی[۲] - بہشتی زیور[۳] کا ساتواں حصہ

"مقام اہل اللہ"

شعر ۱۵

مرد خدا مست بُوَد بے شراب
مرد خدا نیست زخاک و زآب

ترجمہ و تشریح: خاصان حق بے شراب ہی مست رہتے ہیں۔ وہ عالم خاکی و آبی میں رہتے ہوئے اپنے دل کو اس سے بیگانہ اور حق کا دلوانہ رکھتے ہیں

شان عارف

جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانے
بلاکشان محبت کو کوئی کیا جانے (اختر)

شعر ۱۶

مسبب اوست اسباب جہاں را
چہ باشد پیش او سُغراق اسباب

حل لغت۔ سغراق۔ بضم السّین یہ لفظ ترکی ہے قدح بزرگ (بڑا پیالہ) غیاث صف ۲۲۷

ترجمہ و تشریح: دنیا کے تمام اسباب کا پیدا کرنے والا مسبب حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ پس عبدالاسباب نہ بنو خالق اسباب سے رجوع کرو اور اسباب و تدابیر کو بھیک کا پیالہ سمجھ کر اختیار کرلو مگر بھیک ملے گی اسی ذات پاک سے اسباب و تدابیر کے پیالے خواہ کتنے ہی بڑے ہوں مگر حق تعالیٰ کے کرم عام اور لطف عام کے سامنے وہ بے قدر اور حقیر ہیں۔

شعر ۱۷

فتوح اندر فتوح اندر فتوح ست
تو مفتاحی و حق فتّاح ابواب

لغت۔ مِفتاح۔ کنجی

ترجمہ و تشریح حق تعالیٰ کی محبت و معرفت کے راستے میں غیبی انعامات کے دروازے ہر قدم پر کھلتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اے شمس تبریزی آپ تو مثل کنجی ہیں اور حق تعالیٰ ان دروازوں کے تالوں کو کھولنے والے ہیں۔ مطلب یہ کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے پس کنجی تالہ کو کھولنے کا ذریعہ تو ہے مگر کنجی جب ہی کھولتی ہے جب وہ کسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ پس شیخ و مرشد واسطۂ وصول الی الحق تو ہوتا ہے مگر یہ واسطہ جب ہی کام آتا ہے کہ حق تعالیٰ کا فضل بھی شامل ہو اور عادۃ اللہ یہی ہے کہ ان کے مقبولین کا جو ہاتھ پکڑتا ہے اس پر فضل فرما ہی دیتے ہیں اور ہاتھ پکڑنے سے مراد ان کی اتباع ہے دین کے اوامر و نواہی ہیں اور مقبول سے مراد وہ متبع شریعت ہے جس کو کسی بزرگ کی طرف سے اجازت و خلافت عطا ہوئی ہو۔ اور محقق اللہ والا اسی کو اجازت دیتا ہے جو شریعت و طریقت کا جامع ہو۔

بابا فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں ؎

گر ہوائے ایں سفر داری دلا   دامن رہبر بگیر و پس بیا

اے دل اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا راستہ طے کرنا چاہتا ہے تو کسی جامع شریعت و طریقت اللہ والے کا دامن پکڑلے اور اس کے پیچھے پیچھے چلا آ۔

تنہا نہ چل سکیں گے کبھی آپ اے جناب
میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آئیے   (مولانا محمد احمدؔ)

جامع شریعت سے مراد یہ ہے کہ بقدر ضرورت احکام شریعت سے واقف ہو

حقارت و ذلّت رُوح غیر عارف

شعر ۱۸   آں روح را کہ عشق حقیقی شعار نیست
نابودہ بہ کہ بودن او غیر عار نیست

ترجمہ و تشریح اہل اللہ کی صحبت میں مجاہدات برداشت کرکے جس روح نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دردنہ حاصل کیا وہ روح اس قابل نہیں کہ زندہ رہے کیونکہ ایسی روح خود بے روح ہے اور ایسی جان خود بے جان ہے۔ اس کا وجود صفحۂ زمین اور صفحہ ہستی پر ننگ و باعث شرم ہے ؎

آن زجاجے کو ندارد نور جاں
بول قارورہ ست قندیلش مخواں (مثنوی رومی)

ترجمہ:۔ جس شیشۂ دل میں حق تعالیٰ کا نور نہ ہو وہ قندیل کہنے کے قابل نہیں اس کو قارورہ کہو۔

لغت۔ بول قارورۂ۔ اضافت مقلوبی ہے قارورۂ بول تھا پیشاب کی شیشی ؎

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بہت مشکل سے بن پاتا ہے دل

جس دل میں حق تعالیٰ کی محبت ایک ذرۂ درد داخل ہوتا ہے اس کے نور کے سامنے نور شمس و قمر شرمسار و سرنگوں ہوتا ہے کیونکہ اب شمس ساز و قمر ساز کا نور اس کے دل میں ہے۔ انھیں بندوں کو اہل دل بھی کہا جاتا ہے ؎

نشانِ دل بتایا مجھ کو تیرے دردِ پنہاں نے
نہیں معلوم تھا پہلے کہ سینہ میں کہاں دل ہے (اختر)

شعر ۱۸ عشق است و عاشق ست کہ باقی ست تا ابد
دل بہ جز ایں منہہ کہ بجز مستعار نیست

ترجمہ و تشریح عشق حق اور عاشق حق باقی ہے پس اے مخاطب دل کو جسم اور صورت پر مت قربان کر یعنی حسن مجاز سے

اجتناب کرکہ یہ عارضی اور مستعار اور فانی ہے۔ فانی معشوق پر جو بنیاد پڑے گی وہ ایک دن ڈھا جائے گی اور محبوب حقیقی کی ذات پاک سے جو بنیاد وابستہ ہوگی وہ کبھی منہدم نہو گی کیونکہ وہ ایسے باقی ہیں کہ ان کے عاشق بھی باقی (باللہ) ہو جاتے ہیں اور مجاز کا حال یہ ہے ؎

اسکے عارض کو لغت میں دیکھو کہیں مطلب نہ عارضی نکلے (اختر)

مطلب یہ کہ شعراء اور عشاق مجاز اپنے محبوب مجازی کے رخسار کو عارض سے جو خطاب کرتے ہیں تو یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا ایک عنوان ہے کہ حسنِ مجاز کا بودہ پن اور اس کا عارضی ہونا ان کے منہ سے نکلے ہوئے لفظ عارض ہی سے ظاہر فرما دیا اور یہ بیچارے بے خبر ہیں کہ اس نقارۂ خلق میں نقارۂ خدا بھی مضمر ہے۔

شعر ۱۹ تا کے کنار گیری تو معشوق مردہ را
جاں را کنار گیر کہ او را کنا رنیست

ترجمہ و تشریح: کب تک مرنے والوں پر مرے گا اور مردہ اجسام کو کب تک بغلگیر رکھے گا ؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے

روح سے ہم آغوش ہو کہ روح کا کوئی کنارۂ فنا نہیں۔ مطلب یہ کہ جسم کی چمک دمک مت دیکھو روح کا کمال دیکھو اگر روح عارف باللہ ہے تو اس سے دل لگا لو اور اس سے فیض حاصل کرنے میں عار محسوس نہ کرو اگر چہ وہ غلام حبشی کیوں نہ ہو۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی روح پاک پر حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیاہ جسم کے اندر خدا اور رسول پر فدا ہونے

والی روح کا مقام رفیع (بلند تر) جب منکشف ہو گیا تو آپ شرفاء قریش اور اتنے جلیل القدر اور مقرب بارگاہ رسالت صحابی ہوتے ہوئے حضرت بلالؓ کی روایتوں کو قال سیدی بلالؓ سے بیان فرماتے۔

پس حضرت عمرؓ کا سیاہ فام حبشی غلام (بلالؓ) کو میرے سردار سے خطاب کرنا روح عارف سے محبت کرنے اور عشق ابدان کا بے قدر اور بے حقیقت ہونے پر ایک اہم سبق دیتا ہے۔ اور اجسام کا منظر اس شعر سے ملاحظہ ہو۔

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا مشیّن بدن تھا معطّر کفن تھا
جو قبر کہن ان کی اکھڑی تو دیکھا نہ عضوِ بدن تھا نہ تار کفن تھا
(نظیر اکبر آبادی)

۵ کھا کے کیڑوں نے خاک کر ڈالا

در بیان مرشد شمس تبریزیؒ

شعر ۲۰ شمس تبریزی بہ نور ذوالجلال
درد و عالم مایۂ اقرار ماست

ترجمہ و تشریح حضرت شمس تبریز حق تعالےٰ کے نور سے منور ہو رہے ہیں اور انکی صحبت کے فیضان سے ہمارے قلب میں ایمان و یقین کی دولت عطا ہو رہی ہے جو ہمارا دونوں جہاں کا سرمایہ ہے۔ مطلب یہ کہ اہل یقین کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کا یقین اترتا ہے اور عارفین ہی کی صحبت سے دل میں حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اُترتی ہے۔

شعر ۲۱ لا یجوز و یجوز تا اجل ست
علم عشاق را نہایت نیست

ترجمہ و تشریح جائز و ناجائز کے احکام موت کے بعد ختم ہو جاتے ہیں مگر عاشقان حق کے علم معرفت و محبت کی انتہا نہیں ہے۔ چونکہ حق تعالیٰ شانہ کی ذات پاک غیر محدود اور غیر متناہی ہے اس لئے مراتب قرب و معرفت بھی غیر متناہی ہیں۔ کما قال رومی فی مقام آخر ؎ اے برادر بے نہایت درگہیست
ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

ترجمہ:- اے بھائی بارگاہ حق کی کوئی انتہا نہیں پس جس مقام قرب پر تو پہنچا ہے اس پر قناعت کر کے ٹھہر مت یعنی ترقی کرتے رہو۔

شعر ۲۲ زہے بحر در افشانِ خراساں
کہ موجش بایزید و بوسعید است

ترجمہ و تشریح کیا ہی مبارک ہے خراسان کا بحر دُر افشاں کہ جس کی موج بایزیدؒ و بوسعیدؒ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خراسان کی سرزمین سے چونکہ بہت سے اولیائے کرام پیدا ہوئے نیز مولانا رومی خود خوارزم شاہ کے حقیقی نواسے ہیں اور اس وقت خراسان کے حدود میں فرغانہ، خوارزم۔ طخارستان۔ سیستان۔ نیشاپور۔ مرو۔ سرخس فاریاب۔ بخارا۔ ہرات۔ بلخ۔ طوس جرجان وغیرہ بلاد شامل تھے اور مختلف دور میں خراسان کے حدود بدلتے رہے۔

شعر ۲۳ ہمہ فانی و خوان وحدت تو
مدام ست و مدام ست و مدام ست

ترجمہ و تشریح: کائنات کی ہر چیز فانی ہے۔ مگر حق تعالیٰ کی شان یکتائی کو دوام ہے۔

شعر ۲۴

غم و شادی ما در پیش تختت
غلام ست و غلام ست و غلام ست

ترجمہ و تشریح: ہمارے غم اور ہماری خوشی سب حق تعالیٰ کے حکم کے تابع اور غلام ہیں۔

گر او خواہد عین غم شادی شود
عین بند پائے آزادی شود (رومی)

ترجمہ:۔ اگر حق تعالیٰ چاہیں تو ہمارے عین غم کو خوشی بنا دیں اور ہمارے پاؤں کی بیڑی اور قید ہی کو آزادی بنا دیں۔ اسی غلبۂ قدرت کا نام قدرۃ قاہرہ کہلاتی ہے جو خاص صفت ہے حق تعالیٰ جلّ شانہ کی۔

شعر ۲۵

بے گاہ شد بے گاہ شد خورشید اندر چاہ شد
خورشید جان عاشقاں در حضرت اللہ شد

ترجمہ و تشریح: آفتاب غروب ہو گیا اور رات کی تاریکی میں عاشقان خدا کی روحوں کا خورشید (سورج) بارگاہ حق میں روشن ہو گیا۔ یعنی ظاہری خورشید کے غروب ہونے سے رات کے اندھیرے میں روح کو ذکر کا لطف بڑھ جانے سے باطنی خورشید قرب حق کے سبب روشن ہو گیا۔ صوفیائے محققین نے لکھا ہے کہ اندھیرے سے روح کو مناسبت زیادہ ہے اور روح کو جمعیت و یکسوئی تاریکی میں زیادہ حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسی بنیاد پر بعض صوفیہ بوقت ذکر کوئی رومال چہرہ اور سر پر ڈال لیتے ہیں اور بعض صوفیہ حجرہ بند کر کے ذکر کا معمول رکھتے ہیں۔

"مقام غم عشق و آہ دل"

شعر ۲۶ خود کیست اندر راہ دل کو را نباشد آہ دل
کار آں دلے دارد کہ او غرقابہ اللہ شد

ترجمہ و تشریح جس قلب کو آہ کا مقام حاصل نہیں یعنی جس سینے میں دل درد آشنا نہیں اور شدت درد سے خوگر آہ نہیں وہ دل اس لائق نہیں کہ محبوب اس میں راہ کر سکے وہ دل اس کام کے لئے لائق ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق ہو جاوے ؎

آہ کو نسبت ہے کچھ عشاق سے   آہ نکلی اور پہچانے گئے
آہ سے راز چھپایا نہ گیا   منہ سے نکلی مرے مضطر ہو کر

شعر ۲۷ چوں غرق دریا می شوی دریات بر سر می نہد
چوں یوسفے چاہے کہ او از چاہ سوئے جاہ شد

ترجمہ و تشریح جب تو دریا میں غرق ہو جاتا ہے تو دریا تجھے اپنے سر پر رکھتا ہے اور جب سیدنا یوسف علیہ السلام کنوئیں میں ڈالے گئے تو وہ چاہ (کنواں) ان کی جاہ کا سبب بن گیا۔ مطلب یہ کہ جس فنائیت سے تو ڈرتا ہے وہی تیرے بقا کا سبب ہے ؎

قال را بگذار مرد حال شو   پیش مرد کامل پامال شو (رومی)

ترجمہ:- قال یعنی تکبر کو چھوڑ دو اور صاحب حال بن جاؤ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مرد کامل کے سامنے اپنے کو مٹا دے یعنی خود رائی ترک کر کے اس کی رائے پر چند دن عمل کر لو ؎

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستار فضیلت گم ہو دستار محبت میں (مولانا محمد احمد صاحب)

"مشاہدۂ انوار در ذکر"

شعر ۲۸

بر چرخ سحر گاہ یکے ماہ عیاں شد

واز چرخ بزیر آمد و در ما نگراں شد

ترجمہ و تشریح
سحر گاہ۔ شب آخر نصف شب کے بعد ہم جو ذکر و نوافل میں مشغول ہوئے تو ایک چاند نمودار ہوا مراد اس سے حق تعالیٰ کی تجلّی خاص ہے جو سالکین کو حالت ذکر میں کبھی منکشف ہوتی ہے اور وہ تجلّی خاص آسمان سے نزول کرتی ہوئی ہمارے اندر داخل ہوگئی مولانا اپنی کوئی خاص حالت اس شعر میں بیان فرما گئے۔ کبھی کبھی اللہ والے اپنی کسی حالت کو شکر نعمت کے طور پر یا غلبۂ حال سے بیان کر جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی حالت کے متعلق حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اسکے آگے خبر نہیں ہے

مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی

پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

شعر ۲۹

چوں باز کہ کبکے برُباید بگہہ صید

بربود مرا از من و تا چرخ رواں شد

ترجمہ و تشریح
جس طرح کہ باز کبھی بڑے جانور کے شکار سے قطع نظر کرکے کوئی کبک (چھوٹی چڑیا) شکار کر لیوے اسی طرح وہ تجلّی خاص نمودار ہوئی اور مجھے شکار کر گئی اور (مجھ سے جدا کرکے) یعنی عالم بیخودی میں مجھے آسمان تک لے کر اُڑ گئی۔

شعر ۳۰
درجان چو نظر کردم جز ماہ ندیدم
تا سِرّ تجلّی ازل جملہ بیان شد

ترجمہ و تشریح: میں نے جان کے اندر غور کیا تو سوائے اس تجلّی خاص حق کے مجھے کچھ نظر نہ آیا یہاں تک میری روح ایسی منور ہوگئی کہ وجود باری تعالیٰ کے بہت سے اسرار ظاہر ہوگئے۔

شعر ۳۱
نہ چرخ فلک جملہ دراں ماہ فروشد
کشتیِ وجودم ہمہ در بحر نہاں شد

ترجمہ و تشریح: حق تعالیٰ کا ایسا قرب خاص عطا ہوا کہ اس تجلّی قرب کے اندر سات آسمان اور عرش و کرسی سب منکشف معلوم ہوتے تھے اور اس وقت میرے وجود کی کشتی بحر قرب و معرفت میں نہاں معلوم ہوئی۔

شعر ۳۲
بار دگر آں قاضیِ حاجات ندا کرد
خیز یدکہ آں فاتحِ ابواب در آمد

ترجمہ و تشریح: قبض کے بعد بسط کی حالت کو بیان فرمایا کہ دوسری بار ذات باری تعالیٰ کی طرف سے جو قاضی حاجات ہے آواز آئی یعنی الہام ہوا کہ اُٹھو کہ وہ رحمت کے دروازوں کا کھولنے والا آگیا۔ یعنی قرب خاص رحمت حق نے عطا فرمایا۔

"اثبات قیامت از بہار"

شعر ۳۳
آمد بہار خرم و وقت نثار شد
سوسن چو ذوالفقار علی آبدار شد

ترجمہ و تشریح موسم بہار تازہ آیا فدا ہونے کا وقت آیا (رونق چمن کے سبب) سوسن کا رخ شمشیر عریاں کی طرح آبدار (یعنی نکھر گیا) ہوا یہ شعر ادب فارسی کا کمال ظاہر کرتا ہے۔

شعر ۳۴

اجزائے خاک حاملہ بودن ز آسماں
نہ مہہ گذشت حاملہ زاں بے قرار شد

ترجمہ و تشریح موسم بہار میں آسمان کی بارش سے زمین حاملہ ہوئی۔ یعنی نرم ہو کر پھول گئی اور اُبھر گئی جس طرح زمانۂ حمل میں پیٹ ابھرتا ہے۔ پھر جس طرح ۹ ماہ پورے ہونے کے بعد حاملہ وضع حمل کے لئے بے قرار ہوتی ہے اسی طرح زمین موسم برسات میں پھولنے اور اُبھرنے کے بعد اپنے اندر سے نباتات (برگ و گل و سبزہ) بے چین ہو کر اُگا دیتی ہے۔

شعر ۳۵

گلزار چرخ چونکہ گلستان ما بدید
در رخ کشید پردہ بہ دل شرمسار شد

ترجمہ و تشریح گلزار آسمان نے جب ہمارا یعنی زمین کے سبزہ و گل اور لہلہاتا چمن دیکھا تو دل میں شرمندہ ہو کر اپنے چہرہ پر پردہ ڈال لیا (موسم برسات میں بادلوں سے آسمان چھپ جانے کی صورت کو اس لطیف انداز سے بیان فرمایا ہے)

شعر ۳۶

آں خارمی گریست کہ اے عیب پوش خلق
شد مستجاب دعوت او گلعذار شد

ترجمہ و تشریح مولانا نے عجیب مضمون بیان فرمایا جو گنہگاروں کیلئے نہایت اُمید اور تسلی کا ہے فرمایا کہ موسم برسات میں

ہر طرف سبزہ ہی سبزہ دیکھ کر خار نے بزبان حال فریاد کی کہ اے خدائے عیب پوش خلق یعنی اے مخلوق کے عیب چھپانے والے خدا! اور یہ کہہ کر رونے لگا اور یہ گریہ بھی بزبان حال تھا کہ خار مخلوق بے زبان ہے۔ پس خار کا یہ رونا اور فریاد کرنا قبول ہوا اور حق تعالیٰ کے کرم نے خار کی عیب پوشی اس طرح فرمائی کہ خاروں کے درمیان ایسا پھول پیدا فرمایا جس کی پنکھڑیوں نے خار کو اپنے دامن میں چھپا لیا۔ نہایت عمدہ مضمون اس شعر میں ہے۔

شعر ۳۷

زندہ شدند بار دگر کشتگان دے
تا منکر قیامت بے اعتبار شد

ترجمہ و تشریح خزاں کے مارے ہوئے اور قتل کئے ہوئے جو پودے مردہ ہو چکے تھے یعنی خشک ہو کر بے برگ و گل ہو چکے تھے یا زمین پر گرمی سے ایسے جل کر خاک ہو گئے تھے کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا تھا۔ موسم بہار میں ابر باراں سے ان کو دوبارہ حیات حق تعالیٰ نے عطا فرما کر منکرین قیامت کے قول انکار کو سراسر کذب اور نا معتبر قرار دیا۔

"حقائق عشق و معرفت"

شعر ۳۸

باز شیر با شکر آمیختند
عاشقاں باہم دگر آمیختند

ترجمہ و تشریح شیر و شکر کو پھر ملا دیا یعنی عاشقوں کو جو جدا ہو گئے تھے پھر ملا دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شمس تبریز رح

جب مولانا رومیؒ سے اچانک جدا ہو کر دمشق چلے گئے تھے اور پھر مولانا نے ان کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے پالیا اس لذت وصال محبوب شیخ کو مولانا نے بیان فرمایا کہ میں شیر ہوں اور حضرت شمس شکر ہیں حق تعالیٰ کی رحمت نے شیر و شکر کو پھر ملا دیا دوسرے مصرعہ میں صاف واضح فرما دیا کہ دو عاشقانِ حق کو آپس میں جو جدا ہو گئے تھے دوبارہ حق تعالیٰ کے کرم نے ملا دیا۔

شعر ۳۹

روز و شب را از میاں برداشتند
آفتابے با قمر آمیختند

ترجمہ و تشریح اس شعر کا تعلق اوپر کے شعر سے ہے کہ جس طرح زمین کے حائل ہو جانے سے چاند آفتاب کے نور سے محروم ہو کر سیاہ ہو جاتا ہے اور پھر حق تعالیٰ زمین کی حیلولت کو دور فرما کر سورج کے نور سے چاند کو روشن فرما دیتے ہیں تو چاند کے اس استفادۂ نور من الشمس کو وصل و ملاقات سے تشبیہ دے کر مولانا فرماتے ہیں کہ روز و شب سے مراد زمین ہے (یہ تسمیۃ الحال باسم المحل من قبیل مجاز مرسل ہے) آفتاب اور چاند کے درمیان سے زمین کی آڑ ہٹا کر آفتاب اور قمر کو جس طرح باہم وصال عطا فرماتے ہیں یعنی استفادۂ نور کا موقع عطا فرماتے ہیں اسی طرح حق تعالیٰ کے کرم نے مجھ کو حضرت شمس تبریز سے ملا کر استفادۂ نور باطنی کا موقع عطا فرمایا۔

شعر ۴۰

رنگ معشوقاں و رنگ عاشقاں
جملہ ہمچوں سیم و زر آمیختند

ترجمہ و تشریح محبوب کا رنگ مثل چاندی اور عاشق کا رنگ مثل سونے کا ہوتا ہے کیونکہ عاشق غم مجاہدہ سے پیلا

ہوتا ہے پس یہ ملاقات میری اور حضرت شمس کی ایسی ہے جیسے کہ سونا اور چاندی کو باہم ملا دیا ہے۔ چونکہ مولانا کو حضرت شمس کی جدائی سے بہت صدمہ پہنچا تھا اس لئے اپنی زرد روئی کو زر سے تشبیہ دی۔

شعر ۴۱

چوں بہار سرمدی حق رسید
شاخ خشک و شاخِ تر آمیختند

ترجمہ و تشریح جب حق تعالیٰ کی طرف سے بہار سرمدی (دائمی) آپہنچی تو شاخِ خشک اور شاخ تر کو آپس میں ملا دیا۔ مولانا نے اپنے غمِ فراق زدہ جسم کو شاخ خشک سے اور حضرت شمس کو شاخ تر سے تشبیہ دیا۔

"دعائے رومیؒ برائے عاشقان راہ حق تعالیٰ شانہٗ"

شعر ۴۲

دولت عشاق او پائندہ باد
نہ فلک مر عاشقاں را بندہ باد

ترجمہ و تشریح مولانا عاشقان حق کے لئے دُعا فرماتے ہیں کہ اے خدا اپنے دردِ محبت کی جو دولت آپ نے اپنے عاشقوں کو بخشی ہے وہ ہمیشہ باقی رہے ؎

جان قربت دیدہ را دوری مدہ (مثنوی رومیؒ)

ترجمہ:۔ جس جان نے آپ کے قرب کا مزہ چکھ لیا ہے اس کو دوری کا عذاب نہ دیجئے ؎

مرے دوستو سنو غور سے یہ صدائے اخترؔ بے نوا
نہ ہو ذکر حق نہ ہو فکر حق تو یہ جینا جینا حرام ہے

اور ۹ آسمان یعنی ، ۷ آسمان عرش و کرسی آپ کے عاشقوں کے لئے غلام رہیں اس کی شرح یہ ہے کہ متقی بندے عند ملیک مقتدر رہوں گے جیسا کہ قرآن میں منصوص ہے پس جب وہ حق تعالیٰ کے پاس ہوں گے تو عرش پر ہوں گے اور مکین مکان سے افضل ہوتا ہے لہذا متقی بندے یعنی اولیائے کرام عرش سے بھی افضل ہوئے پس دُعا دراصل عاشق حق کے تقوی کی سلامتی کی ہے۔ تاکہ وہ عند ملیک مقتدر کا مقام حاصل کرسکیں۔ یعنی عرش پر اپنے رب کے ہمقرین ہوں

إن المتقين فی جنّٰت ونھر فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر الایۃ

شعر ۴۳

بوستاں عاشقاں سرسبز باد
آفتاب عاشقاں تابندہ باد

ترجمہ و تشریح مولانا دُعا کرتے ہیں کہ اے خدا عاشقوں کا باغ قرب و معرفت جواں کے قلب و روح میں سرسبز و شاداب رہتا ہے ہمیشہ نور تقوی سے سرسبز رہے اور معاصی کے ظلمات اور نار شہوت سے محفوظ رہے اور عاشقان خدا کے باطن میں نور خدا کا سورج ہمیشہ روشن رہے۔

شعر ۴۴

بلبل دل تا ابد سرمست باد
طوطی جان ہم شکر خائندہ باد

ترجمہ و تشریح اور اے خدا آپ کے عاشقوں کا دل جو مثل بلبل ہے تیرے گلہائے باغ قرب پر شیدا ہے ہمیشہ تیرا سرمست رہے اور اے خدا آپ کے عاشقوں کے جان کی طوطی ہمیشہ تیرے ذکر کی شکر کھانے والی رہے۔

شعر ۴۵
تا قیامت ساقئے باقی وعشق
جام برکف سوئے ما آئندہ باد

ترجمہ و تشریح
اور اے خدا قیامت تک میرا ساقی مئے معرفت یعنی حضرت شمس تبریز باقی رہیں اور ان کی طرف سے ہماری طرف ہمیشہ جام عشق آتا رہے۔

شعر ۴۶
ما اگر خشک و نزار و لاغریم
بر سر ما فضل او بارندہ باد

ترجمہ و تشریح
ہم دین کے اعتبار سے اگر خشک اور کمزور و نحیف ہیں تو ہمارے سر پر حق تعالی کی عنایات کی بارش ہوتی رہے۔ اسی طرح یعنی ہماری باطنی زمین دین کی بوجہ خشک ہونے کے عنایات حق کی بارش کی زیادہ محتاج ہے۔

شعر ۴۷
ما اگر بے دست و پائے و عاجزیم
رحمت او کارما سازندہ باد

ترجمہ و تشریح
ہم اگر بے دست و پا اور عاجز ہیں تو حق تعالی کی رحمت ہمیشہ ہمارا کام بنانے والی رہے۔

شعر ۴۸
شمس تبریزے خرام اندر چمن
کہ چنیں دولت ترا پائندہ باد

ترجمہ و تشریح
اے شمس تبریز!
حق تعالی کی معرفت کے چمن میں ٹہلئے اور بہار قرب حق کی یہ دولت جو آپ کے باطن میں ہے ہمیشہ باقی رہے۔

"حیات سرمدی جانِ عاشقاں"

شعر ۴۹

تا ابد از دوست سبز و تازہ ایم
ایں بہار نیست کو را دے رسد

ترجمہ و تشریح قیامت تک حق تعالیٰ شانہ کی رحمت لازوال سے ہم سبز و تازہ ہیں یہ بہار قرب حق وہ بہار دنیاوی نہیں ہے جس کو خزاں ختم کر سکے ؎

باشد ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر

اللہ تعالیٰ کی محبت کا بازار تو ہر دم گرم تر رہتا ہے بر عکس دنیاوی خوبان کا بازار کہ زوال حسن سے ان کے عاشقوں کا بازار عشق سرد پڑ جاتا ہے ؎

گیا حسنِ خوباں دلخواہ کا ہمیشہ رہے نام اللہ کا

رنگ تقویٰ رنگ طاعت رنگ دیں تا ابد باقی بود بر عابد یں
رنگ شک و رنگ کفران و نفاق تا ابد باقی بود بر جان عاق

(رومی)

ترجمہ :۔ تقویٰ اور طاعت اور دین کا رنگ عاشقان حق کی جانوں پر قیامت تک باقی رہے گا اور کفر و شک اور نفاق کہ ظلمت کا رنگ نافرمانوں کی جانوں پر ہمیشہ رہے گا۔

شعر ۵۰

من بمردم زیں حیات منقضی
تا حیات باقیم در پے رسد

ترجمہ و تشریح میں نے اپنے نفس کو مردہ کر لیا ہے یعنی اس حیات فانی کے تقاضائے شہوانیہ کو مغلوب کالعدم کر دیا

پس ہیں زندہ رہتے ہوئے بھی گویا مردہ ہوں لیکن یہ افنا ر نفس چونکہ حق تعالیٰ کی مرضی کے لئے ہے جو باقی ذات ہے لہٰذا یہ فنا سبب بقا کا ہوگیا۔ ما عند کم ینفد وما عند اللہ باق

جس نے ما عند کم کو ما عند اللہ پر فدا کردیا وہ اور اس کا فدا کردہ سب باقی ہوگیا۔ وہ ایسے باقی ہیں کہ ان سے تعلق کامل رکھنے والا بھی دولت بہار لازوال باقیہ سے مالا مال ہوجاتا ہے۔

شعر ۵۱

عاشقاں پیدا و دلبر ناپدید
در ہمہ عالم چنیں عشقے کہ دید

ترجمہ و تشریح عاشقان خدا تو ظاہر ہیں اور محبوب حقیقی حق تعالیٰ شانہ مستور ہیں کائنات میں ایسا عشق کس نے دیکھا ہے یعنی ہمارے اعمال وضو۔ نماز۔ روزہ۔ حج جہاد وغیرہ تو ظاہر ہیں اور جن کے لئے ہمارے جان و مال فدا ہوتے ہیں وہ ذات پاک نگاہوں سے مخفی ہے۔

"اثار غم محبوب حقیقی"

شعر ۵۲

نارسیدہ یک لبے بر لعل دوست
صد ہزاراں روح بر لبہا رسید

ترجمہ و تشریح محبوب حقیقی تک نارسائی کے سبب سو ہزار روحیں شدۂ غم فراق سے عاشقوں کے لبوں تک پہنچ گئیں۔

شعر ۵۳

ناگرفتہ در کنار او را یکے
صد ہزاراں جاں ز قالبہا رسید

ترجمہ و تشریح | حق تعالیٰ کی ایک ذات ایسی ہے کہ ان سے جدائی میں صد ہزار جانیں اپنے اپنے قالب سے یعنی ابدان سے جدا ہو چکی ہیں۔

شعر ۵۴
ناکشیدہ دامن معشوق غیب
دل ہزاراں محنت و ضربت کشید

ترجمہ و تشریح | جو محبوب حقیقی سے دور ہے اس کے دل پر دنیا کے ہزاروں فکر و غم کی مار پڑتی رہتی ہے لہٰذا

ع غموں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ بن جائے

یعنی صرف حق تعالیٰ کے تعلق ہی سے قلب کو سکون مل سکتا ہے۔

شعر ۵۵
از وصالش ناچشیدہ شربتے
صد ہزاراں زہر ہر عاشق چشید

ترجمہ و تشریح | حق تعالیٰ کی راہ میں حصول رضا کی خاطر ہر عاشق نے مجاہدات کے سو ہزار زہر چکھے۔ یعنی نفس کی لذات کو ترک کرنے کا غم برداشت کیا۔

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں (مجذوبؔ)

ہزار خون تمنا ہزار ہا غم سے دل تباہ میں فرمانروائے عالم ہی (اخترؔ)

شعر ۵۶
ناشگفتہ از گلستانش گلے
صد ہزاراں خار در سینہ خلید

ترجمہ و تشریح | جس عاشق کا پھول حق تعالیٰ کے بہار گلستاں سے نہ شگفتہ ہوا سو ہزار کانٹے اس کے سینے میں چبھ گئے۔

شعر ۵۷

خار او از جملہ گلہا دست بُرد
قفل او دلکش تر ست از صد کلید

ترجمہ و تشریح

جس خار کو ان کے باغ سے نسبت ہے وہ بوجہ بے نیازی اپنا ہاتھ گلوں سے ہٹا لیتا ہے۔ اور محبوب حقیقی کا تو قفل بھی سیکڑوں کنجی سے دلکش ہے۔

"دربیان مقام قرب حقیقی"

شعر ۵۸

ردّ او بہ از قبول دیگراں
لعل و مروارید سنگش را مُرید

ترجمہ و تشریح

محبوب حقیقی کا رد فرمانا دوسروں کے قبول کرنے سے بہتر ہے اور لعل و موتی اس کے سنگ در کے مُرید ہیں۔

شعر ۵۹

ایں سعادتہائے دنیا ہیچ نیست
آں سعادت جو کہ دارد بو سعید

ترجمہ و تشریح

دنیا کی یہ سعادتیں اور راحتیں کچھ نہیں ہیں وہ سعادت تلاش کرو جو حضرت بوسعید رحمۃ اللہ علیہ (باطن میں) رکھتے ہیں۔ یعنی تعلق مع اللہ کی دولت تلاش کرو۔

شعر ۶۰

قد بالائے کہ عشقش بر فراشت
درگذشت از کرسی و عرش مجید

ترجمہ و تشریح

حضرت بوسعیدؒ کے عشق حقیقی نے جو قدم محبت اٹھایا تو اس کا سرا عرش و کرسی سے آگے بڑھ گیا۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کی شان یہ ہوتی ہے۔

جسمِ عارف بر زمیں چو کوہِ قاف

روحِ او سیمرغ بس عالی طواف (رومی)

ترجمہ :- انکے جسم تو زمین پر مثل کوہِ قاف ہیں اور ان کی روح حق تعالےٰ کا طواف کرتی ہوتی ہے۔

نظر وہ ہے جو اس کون و مکاں سے پار ہو جائے

مگر جب روئے تاباں پر پڑے بےکار ہو جائے (اصغر)

شعر ۶۱

از مضیق جسم چوں یابی خلاص

بے تجدد عالمے یابی جدید

ترجمہ و تشریح

اس جسم سے جب خلاصی ہو گی تو ایک نیا عالم پاؤ گے جو بے کیف و کم ہو گا۔ مراد عالم قرب حق ہے۔

شعر ۶۲

ہے خمش کن عالم السر حاضر ست

نحن اقرب گفت من حبل الورید

ترجمہ و تشریح

اب مولانا فرماتے ہیں ارے خاموش رہو عالم سر تو عالم حاضر ہے کیونکہ حق تعالی نے فرما دیا ہم تم سے تمہاری رگ جان سے قریب تر ہیں۔ پس یہ عالم غیب معنیً عالم شہادت بھی ہے۔

شعر ۶۳

کیمیائے کیمیا ساز ست عشق

خاک را گنج معانی می کند

ترجمہ و تشریح

عشق حقیقی ایسا کیمیا ہے جو عاشق حق کو کیمیا ساز بنا دیتا ہے یعنی اس کی صحبت کی برکت سے کتنے رند بادہ خراب تائب ہو کر اولیاء اللہ بن جاتے ہیں اور عشق حق انسان خاکی کو معرفت کا خزانہ بنا دیتا ہے نیز درد محبت سے جو مضمون بیان کرتا ہے۔

اس میں اثر ہوتا ہے ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

وہ درد محبت مخفی کرنا چاہے بھی تو اس کی خوشبو عالم میں اڑ کر رہتی ہے۔

؎ کہیں ظاہر نہ کرے آہ مرا دردِ نہاں
عمر گزری مری منّت اخفار کرتے (اختر)

آہ سے راز چھپایا نہ گیا　　منہ سے نکلی مرے مضطر ہو کر
چشمِ نم سے جو چھلک جاتے ہیں　　ہیں فلک پر وہی اختر ہو کر

بابا فرید عطار رحمۃ اللہ علیہ نے خدائے پاک سے ذرّۂ دردِ دل مانگا تھا ؎

ذرّۂ دردِ دل عطار را

ترجمہ:- اے خدا عطّار کو اپنی محبت کے درد کا ایک ذرہ عطا فرما

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحؒ نے اپنے خلیفہ ارشد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے کان میں یہی مصرعہ پڑھا تھا یعنی ؎

ذرّۂ دردِ دل عطار را

اس مقام کی مناسبت سے احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

ہو آزاد فوراً غمِ دو جہاں سے　　ترا ذرّۂ درد گر ہاتھ آئے
دلوں میں چراغ جلتے ہیں　　جب کوئی آہ کرتا ہے
درد کے سُراغ ملتے ہیں　　جب کوئی چاہ کرتا ہے

احقر تقریباً ۴۰ برس کی عمر تک تقریر پر قدرۃ نہ پاتا۔ اگر مجبوراً کبھی بیان کرنا ہوا تو زبان خشک ہو جاتی نہایت صدمہ رہتا۔ حق تعالیٰ سے دعا کرتا تھا۔ ایک بار میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے مدینہ منورہ میں احقر سے فرمایا کہ آج تم کو وعظ کہنا ہے۔ احقر نے

عرض کیا کہ حضرت آپ کے سامنے تو یہ زبان اور بھی گنگ ہو جاوے گی۔ حکم فرمایا کہ نہیں بیان کرو احقر نے توکلاً علی اللہ صاحب خانہ مولانا احمد عبداللہ میمنی کے یہاں کچھ دیر ایک مضمون بیان کیا۔ مولانا موصوف بیمار اور غمزدہ تھے کچھ اور پریشانیاں بھی تھیں احقر نے مضمون میں اس کی رعایت رکھی ناظرین کرام کے لئے اس سے صرف ایک بات جو یاد آرہی ہے کچھ اضافہ سے پیش کر رہا ہوں۔ بعد حمد و خطبہ! ہمارے اوپر جو حالات خیر یا شر راحت یا تکلیف کے آتے ہیں وہ محض اتفاقی نہیں ہیں جیسا کہ ہم آپس میں کہتے ہیں کہ اتفاق سے یہ ہو گیا، اتفاق سے وہ ہو گیا۔ دراصل یہ حالات حق تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمت کے تحت ہماری تربیت جسمانی و روحانی کی مصلحت سے بھیجے جاتے ہیں اور رب العالمین کے بعد اپنی صفت الرحمٰن الرحیم بیان فرما کر یہ بتا دیا کہ اپنی پوری زندگی میں میری ربوبیت کی ہر شان کے اندر میری رحمت کا اعتقاد رکھنا اگرچہ صورۃً وہ تکلیف کی صورت میں نمودار ہوں مگر وہ واقعات غم و صدمہ بھی تمہاری تطہیر عفو گناہ۔ ترقی درجات کے لئے آتے ہیں ؎

کہ بلائے دوست تطہیر شماست

ترجمہ:۔ دوست کی جانب سے بلا ہماری پاکی کے لئے ہوتی ہے۔

اور کبھی ؎ کیں بلا دفع بلاہائے بزرگ

یہ بلا کسی بڑی بلا کو دفع کرنے کے لئے آتی ہے۔ نیز غمزدہ دل سے جو دعا نکلتی ہے وہ عجیب درد سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کی نگاہ رحمت اس پر خاص ہوتی ہے احقر کا شعر ہے ؎

اے ٹوٹے ہوئے دل تری فریاد کا عالم
اے ٹوٹے ہوئے دل پہ نگاہ کرم انداز

حضرت اقدس نے اس وقت سکوت اختیار فرمایا مگر اپنے بھائی کو جو کراچی میں مقیم ہیں خط لکھا کہ تم اپنے گھر گاہ گاہ اختر کا وعظ کرایا کرو۔ اس سے احقر کو نہایت خوشی ہوئی کہ حضرت شیخ کی پسندیدگی اس خط سے ظاہر ہوئی ۔

بہرحال حضرت اقدس کی کرامت اور دعا ہے کہ یہ عبد بے مایۂ علم وعمل وعظ کہنے لگا۔ لیکن اب بھی اپنے اختیار میں نہیں۔ حق تعالیٰ کی توفیق ہی سے وعظ ہوتا ہے بعض وقت خود چاہتا ہوں کچھ نہیں آتا۔ مٹی کا ڈھیلا کیا بول سکتا ہے۔ فیض مرشد کامل کو احقر نے اس طرح شعر میں پیش کیا ہے۔

مجبور تھا ضمیر کے اظہار سے لیکن
مجمع میں تیرے درد نے بہروں بلادیا
ویرانۂ حیات میں درد نہاں کا گنج
اختر کو دے کے درد کا حامل بنادیا

تجھ سے روشن ہیں جہانِ درد کے شمس و قمر
اے امام درد دل اے رہبر درد جگر (اختر)

شعر ۶۴

گہہ چو روح اللہ طبیبے می شود
گہہ خلیلے میزبانی میکند

ترجمہ و تشریح

عشق عاشقان حق کے لئے کبھی تو طبیب بن جاتا ہے اور کبھی میزبان بن کر غذائے روحانی دیتا ہے۔

شعر ۶۵

شوق چو موسیٰ نمی گردد خمش
گر سماع لن ترانی میکند

ترجمہ و تشریح

عشق کی خاصیت یہ بھی ہے کہ عاشقوں کو آواز لن ترانی سننے کے باوجود شوق کم نہیں ہوتا۔

در بیان ثمرۂ مجاہدات و عطائے حق

شعر ۶۶
اندریں طوفان کہ خون ست آب او
لطف خود را نوح ثانی می کند

جب عاشقوں کا خون پانی ہوجاتا ہے اور آنکھوں سے اشک کی صورت میں مثل طوفان بہہ پڑتا ہے تو عشق اپنے لطف کو نوح ثانی بنا کر عاشق کو کشتیٔ امن عطا کرتا ہے ؎

اشک خون است و بغم آبے شدست (رومی)

مثنوی میں مولانا نے فرمایا ہے کہ آنسو در اصل خون ہوتا ہے مگر غم سے پانی ہوجاتا ہے۔

شعر ۶۷
روز و شب شوریدگان عشق را
چوں محمد پاسبانی می کند

اور روز و شب اپنے شوریدگان عشق کی پاسبانی کرتا ہے۔

شعر ۶۸
بانگ اِنّا نستعینُ ما شنود
کرد اجابت مستعانی می کند

ترجمہ و تشریح: حق تعالیٰ نے ہم سے اِنّا نستعین (ایاک نستعین) سنا اور قبول فرما کر ہماری استعانت فرماتے رہتے ہیں۔

شعر
ہر کسے را حصّۂ دادی عجب
خار با گل ہمعنانی می کند

ترجمہ و تشریح: ہر شخص کو حق تعالیٰ نے اپنی رحمت و قرب و محبت و

معرفت سے حصہ دیا ہے اور خار و گل کو ہمعنان (ہمجلیس و ہمسفر) بنا رکھا ہے۔ یعنی اہل اللہ کو اور ان کے طالبین کو ایک ساتھ رکھا ہوا ہے حالانکہ طالبین میں بعض بہت ناقص مثل خار ہوتے ہیں۔

"آثار اسرار عشق"

شعر ۷:

ہر کرا اسرار عشق اظہار شد
رفت یارے از بقا بیزار شد

ترجمہ و تشریح: جس بندہ پر حق تعالیٰ اپنی محبت کا راز ظاہر فرماتے ہیں وہ حق تعالیٰ ہی کے ذکر و فکر کو عزیز سمجھتا ہے اور اپنی خواہشات نفسانیہ کو مرضیات الٰہیہ کے تابع کر کے مقام فنائیت حاصل کر لیتا ہے اور یہی بقا سے بیزاری ہے کہ ؎

تو مباش اصلا کمال ایں ست وبس
رو در و گم شو وصال ایں ست وبس

ترجمہ:۔ تو اپنے کو مٹا دے اور کچھ باقی نہ رہے بس یہی تیرا کمال ہے جا اور ان کے اندر گم ہو جا یہی تیرا وصال ہے۔

شعر ۸:

شمع افزوں را بروز آفتاب
بنگرش چوں باطل الاثار شد

ترجمہ و تشریح: حق تعالیٰ کا نور قلب میں پیدا ہو جاتا ہے (ذکر و فکر اور صحبت شیخ کے فیضان سے) تو جس طرح آفتاب کے سامنے چراغ بے نور معلوم ہوتا ہے اسی طرح تمام کائنات اور موجودات عارف باللہ کی نگاہوں سے کالعدم ہو جاتی ہے ؎

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے (مجذوب)

اس مقام کے مناسب احقر کے دو اشعار فارسی ملاحظہ ہوں۔

(۱) ہمیں بینم کہ جنت بر زمیں از آسماں آید
درون قلب چوبے پردہ یار مہرباں آید

(۲) چو درد عشق یار ما گہے اندر بیاں آید
ز لبہائے ہمہ عالم ز درد و ما فغاں آید

ترجمہ ۱ اور ۲ جب حق تعالیٰ کا خاص قرب قلب محسوس کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جنت آسمان سے زمین پر آگئی اور جب درد محبت سے حق تعالیٰ کی محبت کو بیان کرتا ہوں تو کائنات والوں کے لبوں سے نالہ و فریاد جاری ہوتا ہے۔

چو بگریم خلقہا گریاں شود چو بنالم خلقہا نالاں شود
(از مثنوی اختر)

ترجمہ:- جب میں روتا ہوں تو ایک مخلوق ہمارے ساتھ شریک گریہ ہوتی ہے اور جب میں نالہ کرتا ہوں تو ایک مخلوق ہمارے ساتھ ہمشریک نالہ ہوتی ہے۔

شعر ۴۷ جوئے جویاں ست و پویاں سوئے بحر
عاقبت زاں غرق در یا بار شد

حل لغت - دریا بار- بڑے دریا کو کہتے ہیں، بحر: فارسی میں دریا کو کہتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح نہر ڈھونڈنے والی ہے اور دریا کی طرف دوڑنے والی ہے اور اس سعی مسلسل کا ثمرہ یہ ملا کہ انجام کار وہ

نہر بڑے دریا سے جا ملتی ہے۔ اس شعر میں وصول الی اللہ کو اس مثال سے سمجھایا ہے کہ اگر تم مسلسل طریق طے کرتے رہو گے تو ایک دن ضرور واصل ہو جاؤ گے ؎

گر ز چاہِ میکنی ہر روز خاک

عاقبت اندر رسی در آب پاک (مثنوی رومیؒ)

ترجمہ:- اگر ہر روز کسی کنوئیں سے مٹی نکالتے رہو گے تو ایک دن ضرور پانی تک رسائی نصیب ہو جاوے گی مطلب یہ کہ لگن اور دھن سے ذکر اور فکر میں لگے رہو تو کام ضرور بن جاوے گا۔

کامیابی تو کام سے ہو گی نہ کہ حسنِ کلام سے ہو گی

ذکر کے التزام سے ہو گی فکر کے اہتمام سے ہو گی

حضرت سرمدؒ فرماتے ہیں کہ ؎

سرمد گلہ اختصار می باید کرد یک کار ازیں دو کار می باید کرد

یا تن برضائے دوست می باید داد یا قطع نظر زیار می باید کرد

ترجمہ:- اے سرمدؒ شکوہ و گلہ کو مختصر کرنا چاہیئے اور ایک کام ان دو کاموں سے کر ہی لینا چاہیئے یا تو تن کو رضائے دوست میں مجاہدہ و ریاضت سے فدا کر دینا چاہیئے یا پھر یار کی محبت کے دعوی سے دستبردار ہو جانا چاہیئے۔

شعر ۲۳

ور بد و مقصود گل بنمود روئے

جملہ گلہا بر در او خار شد

ترجمہ و تشریح اگر وہ محبوب حقیقی کسی قلب و روح میں تجلّی قرب دکھائے تو جملہ عالم نگاہوں میں بے قدر معلوم ہو گا یعنی یعنی اس گُل کے سامنے تمام گلہائے کائنات خار معلوم ہوں گے ؎

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

بلکہ اللہ والے اپنی باطنی بہار کی رونق سے جہاں پہنچتے ہیں ساری محفل پہ چھا جاتے ہیں اور ان کا دردِ محبت سب کو محوِ حیرت کرتا ہے ؎

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے ہیں زمانہ پہ چھا گیا

؎ یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی تو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

ترغیب مجالستِ مرشد شمس تبریزیؒ

شعر ۲۷
ہمچو من شو در ہوائے شمس دیں
آں صبا کز وے دلم گلزار شد

ترجمہ و تشریح حضرت رومیؒ فرماتے ہیں کہ میری طرح اے مخاطب تو بھی منارۂ عشق و معرفت میرے مرشد شمس الدین تبریزی کا عاشق ہو جا کیونکہ میرا مرشد مثل صبا کے ہے کہ جس کے فیض سے میرا دل گلزار ہو رہا ہے یعنی جس طرح بادِ نسیم کی چھیڑ سے کلیاں چمن میں چٹک کر اپنی خوشبو کی سیل توڑ کر فضائے چمن کو معطر کرتی ہیں اسی طرح مرشد کامل کا فیض مثل نسیم سحر ہمارے قلب و روح کی اُس سربستہ دردِ محبت ازلی کی سر بہ مہر خوشبو کی سیل توڑ دیتا ہے جو ساقی ازل نے عالم ازل میں ودیعت فرمائی تھی ؎

کہیں کون و مکاں میں جو نہ رکھی جا سکی اے دل
غضب دیکھا وہ چنگاری مری مٹی میں شامل کی

اس مقام کی شرح کے لئے احقر کی فارسی مثنوی اختر کے تین اشعار ملاحظہ ہوں ؎

عمر تو گر بے رفیقے شد تمام — ایں ہلال تو نہ شد ماہ تمام
بوئے خوش از غنچہ کے آمد بروں — تا نہ شد پیش نسیم سرنگوں
غنچہ را ایں کرّ و فر در انجمن — ہست از فیض نسیم در چمن

ترجمہ :- اگر بغیر مرشد عمر گذارے گا تو تیرا ہلال بدر کامل نہ بن سکے گا یعنی تیری ناقص حالت کامل نہ ہو سکے گی۔ خوشبو غنچہ سے کب باہر نکلتی ہے جب تک کہ نسیم سحر کے سامنے زانوئے ادب نہ طے کرے۔ غنچہ کو یہ شان و شوکت محفلوں میں جو حاصل ہو رہی ہے (کہ بڑے بڑے معزز لوگوں کی گردنوں میں پھولوں کے ہار پڑے ہوتے ہیں) یہ نسیم سحر کے فیضان ہی کا اثر تو ہے جس نے چمن میں کلیوں کو شگفتہ کیا۔ علامہ شبلی نعمانی رح کا یہ شعر اس مقام کے خوب مناسب حال ہے ؎

بوئے گل سے یہ کہتی ہے نسیم سحری
حجرۂ غنچہ میں کیا کرتی ہے آ سیر کو چل (شبلی نعمانیؒ)

شعر ۵ ؎ ہر کہ بہر تو انتظار کند — بخت او اقبال را شکار کند

ترجمہ و تشریح جو شخص کہ طریق میں تعجیل نہ کرے اور خدائے پاک کے فضل و رحمت کا امیدوار و منتظر رہتے ہوئے ذکر و فکر میں لگا رہے تو دراصل اس شخص کا نصیبہ اقبال مندی کا شکار کرتا ہے۔

"در فوائد تاخیر کامیابی و کلفت انتظار"

شعر ۶ ؎ بہر باراں چو دست منتظر ست — سنگ را لعل آبدار کند

ترجمہ و تشریح وادیِ دشت و کوہ جب بارش کا انتظار کرتی ہے تو فیضان رحمت باراں سنگ کو لعل آبدار کر دیتا ہے۔ پس سالک کو بھی انتظار رحمت و فضل کرنا چاہئے۔ تاخیر عطا سے جلد شکستہ و آزردہ نہ ہونا چاہئے۔ بس کام میں لگ رہے اور ثمرہ کی طرف توجہ ہی نہ کرے کہ اس راہ میں توفیق ذکر خود ثمرۂ عظمیٰ ہے۔ کیا معمولی انعام ہے کہ ہماری زبان سے ان کا نام پاک جاری ہو اور جبکہ ہر اللہ کہنے کے اندر حق تعالیٰ کی طرف سے اسی میں بہت سے لبیک بھی پوشیدہ ہیں ؎

زیر ہر اللہ تو لبیک ہاست

ویں نیاز و سوز و دردت پیک ماست (مثنوی رومی)

ترجمہ:۔ اے ذاکر حق جب تو اللہ کا نام لیتا ہے تو اس کے اندر حق تعالیٰ کی طرف سے بہت سے لبیک موجود ہیں کیونکہ تیرا اللہ کہنا قبول نہ ہوتا تو دوسری مرتبہ توفیق اللہ کہنے کی نہ ہوتی پس اللہ اللہ کا ذکر کرنا ہی دلیل ہے کہ ہر اللہ کہنا تیرا قبول ہو رہا ہے۔

حکایت ۔ ایک بزرگ نے اپنے مرید سے فرمایا کہ ہم کو معلوم ہو جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہم کو یاد فرماتے ہیں مرید نے کہا یہ کس طرح ؟

فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں بھی اسے یاد کرتا ہوں اگر تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں اکیلے یاد کرتا ہوں اگر کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس کا ذکر فرشتوں کی مجلس میں کرتا ہوں۔ پھر ان بزرگ نے فرمایا کہ جب مجھے ذکر کی توفیق ہوتی ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ اس وقت حق تعالیٰ مجھے یاد فرما رہے ہیں۔

شعر ۷۷ زانتظار جنین دروں رحم نطفہ را شاہ گلعذار کند

ترجمہ و تشریح یہ انتظار ہی کی برکت ہے کہ رحم مادر میں ۹ ماہ جنین انتظار کرتا ہے اور یہ انتظار اس نطفہ کو شاہ گلعذار کرتا ہے ؎

کہ کردست بر آب صورت گری دہد نطفہ را صورت چوں پری

ترجمہ :۔ کون ہے وہ جس نے پانی پر صورت گری کی ہے اور نطفہ کو پری جیسی صورت عطا کرتا ہے۔

شعر ۷۸ انتظار حبوب زیر زمیں ہر یکے دانۂ ہزار کند

ترجمہ و تشریح زمین کے نیچے دانہ انتظار کرتا ہے اور یہ انتظار اسی ایک دانہ کو ہزار دانہ کرتا ہے۔ ان تمام اشعار کی تشریح شعر ۷۶ میں موجود ہے۔

شعر ۷۹ بے کران ست فضل منتظرش
راندہ را لائق کنار کند

ترجمہ و تشریح حق تعالیٰ کا فضل منتظر بے پایاں و لامتناہی ہے جو راندۂ دربار کو درباری اور مقبول کرتا ہے۔ چنانچہ بہت سے اولیاء اللہ ایسے گذرے ہیں جن کے ابتدائی حالات خراب تھے اور پھر حق تعالیٰ کی رحمت سے ان کو توفیق توبہ عطا ہوئی اور وہ مقبول بارگاہ ہو گئے اور بعضے پیشوائے راہ بھی ہو گئے ؎

جوش میں آئے جو دریا رحم کا گبر صد سالہ ہو فخر اولیا

شعر ۸۰ انتظار صبی سوئے استاد مکسب علم بے شمار کند

ترجمہ و تشریح بچے کا استاد کی طرف انتظار علم بے شمار کو عطا کرتا ہے

یہاں بھی مفہوم وہی ہے جو شعر ۷۶ میں ہے یعنی استاد کے مشورہ سے تعلیم کی محنت جاری رکھے اور عجلت نہ کرے ایک دن علم بے شمار حاصل ہوگا۔

مولانا کا ہر شعر میں نئے نئے مثال کا مقصد طالب علم کی ہمت بڑھانا ہے اور تعلیم استقامت دینا ہے اور الاستقامۃ فوق الکرامۃ استقامت کرامت سے افضل ہے۔

شعر ۸۱ زانتظارات شمس تبریزی تیر و ناہید و مہ دوار کند

حل لغت: تیر۔ ستارۂ عطارد، ناہید۔ ستارہ زہرہ کہ تیسرے آسمان پر روشن ہے، دوّار۔ بہت گردش کرنے والا

ترجمہ و تشریح اب مولانا اپنے مرشد حضرت شمس تبریزی کی تعلیم و تربیت وفیض باطنی کو بیان فرماتے ہیں کہ شمس الدین تبریزی کے ساتھ رہنا اور مجاہدات برداشت کرنا اور الطاف وعنایات غیبیہ کا منتظر رہنا ستارۂ عطارد و زہرہ اور چاند کی طرح گردش کرنے والا کرتا ہے یعنی ایسی قوی نسبت عطا ہوتی ہے کہ کائنات میں خلق کثیر اس سے استفادۂ باطنی کرتی ہے۔

انتظار: لغت میں چیزبرا چشم داشتن۔ کسی چیز پر امید رکھنے کو کہتے ہیں۔

انتظار سے متعلق جس قدر اشعار ہیں ان سے یہ تعلیم دینا ہے کہ سالک کو حق تعالیٰ کے فضل کی امید پر کام میں لگے رہنا چاہیئے کیونکہ بہت سے نادان سالکین کچھ دن راستے پر چلے اور پھر مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔ مولانا نے اس حماقت وجہل پر تنبیہ فرمائی ہے۔

یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے
جو ناکام ہوتا ہے عمر بھر بھی بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے

در بیان لذت ذکر اللہ کہ از ہمہ لذات دو جہاں اشدّ و الذّ باشد

شعر ۸۲ اے دوست شکر خوشتر یا آں کہ شکر سازد
خوبیٔ قمر بہتر یا آنکہ قمر سازد

ترجمہ و تشریح اے دوست ! شکر زیادہ بہتر ہے یا وہ جو شکر ساز ہے یعنی شکر کا خالق زیادہ بہتر ہے یا شکر ؟ اور قمر کا حسن زیادہ بہتر ہے یا وہ جو قمر ساز ہے یعنی جو قمر کا خالق ہے

اس شعر میں تعلیم ہے کہ نعمت کو مُنعِم سے افضل مت سمجھو اور کفار و مشرکین کی طرح نعمتوں میں مشغول ہو کر نعمت دینے والے کو مت بھولو بقول اکبر الہ آبادی

آسمان پر جھولو مگر خدا کو مت بھولو
بھول بیٹھے اہل یورپ آسمانی باپ کو
اور سمجھے باپ اپنا برق کو اور بھاپ کو (اکبر)

حکایت ۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے کسی انگریز نے کہا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تفکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں ۔ تو مولانا آپ لوگ کہاں اس پر عمل کرتے ہیں اور کرتے بھی ہیں تو بس سرسری اور اجمالی طور پر اور ہم لوگ رات دن تحقیقات میں کروڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں ۔ اور چاند پر پہنچنے کی تیاری کر رہے ہیں ۔

مولانا نے جواب دیا کہ شاہی محل میں دو طرح کا داخلہ ہوتا ہے ایک تو شاہی مہمان داخل ہوتا ہے تو وہ اپنا مقصود شاہ کی ملاقات سمجھتا ہے اور شاہی محل کے نقش و نگار اور وہاں کے آرائش کے تمام متاع اسباب کو

اجمالی اور سرسری نظر سے دیکھتا گذرتا شاہ تک پہنچ کر شاہ کا ہمنشین ہو کر
شاہ سے مصافحہ اور ملاقات کا شرف اور اعزاز حاصل کرتا ہے۔

اور ایک داخلہ چور کا ہوتا ہے۔ تو چور جب داخل ہوتا ہے تو اس کا
مقصد شاہ سے ملنا نہیں ہوتا۔ بلکہ شاہ کے مال و متاع کو چرانا مقصود
ہوتا ہے اور اسی مقصد کے پیش نظر وہ شاہی محل کے ہر کمرہ میں گھستا ہے
اور ہر چیز کو غور سے دیکھتا ہے۔ پس مسلمان کا مقصد کائنات میں خالق کائنات
کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اس لئے وہ اجمالی نظر سے دیکھ کر عظمت الٰہیہ پر
استدلال کرتا ہوا اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ اور کفار یورپ کا
دائرہ فکر صرف مخلوقات تک ہے۔ خالق کائنات سے ان کا رشتہ کٹا ہوا ہے۔
اور اللہ والے تمام کائنات سے صرف نظر کر کے اپنے رب کی طرف متوجہ
ہیں ؎

بذکر حق از خلق بگریختہ　　　چناں مست ساقی کہ مے ریختہ

؎ توڑ ڈالے مہہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رخ زیبا تو نے

چاند سورج جیسے چہروں سے آنکھیں پھیری جاتی ہیں پھر نور تقویٰ
سے دل میں حق تعالیٰ کا قرب محسوس ہوتا ہے اور عارفین سے اس
قرب کی لذت پوچھئے۔

شعر ۸۳　　اے عقل تو بہ باشی در دانش و در بینش
یا آنکہ بہر لحظہ صد عقل و نظر سازد

ترجمہ و تشریح　اے عقل تو بہتر ہوگی فہم و نظر کے اعتبار سے یا وہ جو ہر لحظہ
صد عقل و نظر ساز ہے یعنی سیکڑوں عقل و نظر کا خالق

ہے۔اس شعر میں تعلیم ہے کہ حق تعالیٰ کے احکام کی اطاعت ہم پر واجب ہے خواہ ان کے احکام کی حکمت ہماری ناقص عقل میں نہ آئے کیونکہ ہماری عقل مخلوق اور حق تعالیٰ ہماری عقل کے خالق ہیں تو عقل کو عقل ساز کے سامنے سرنگوں ہونا ہی عین تقاضائے عقل ہوگا بشرطیکہ وہ عقل عقل سلیم ہو اور کسی عقل کا خود عقل ساز ہی کے احکام پر تمسخر اور اعتراض انتہائی بے عقلی اور فتور عقلی کی دلیل ہے بلکہ یہ عقل بدذات ہے یعنی اس کی ذات میں کوئی خرابی ہے۔جیسا کہ شیطان بدذات نے امر الٰہی میں چوں وچرا کیا اور مردود ہوا۔عجیب بات یہ ہے کہ یہ عقلاء جو قوانین اسلام پر اپنی عقل کی بالادستی کا دعوی کرتے ہوئے اپنے گندہ دہن سے نکال بیٹھتے ہیں کہ صاحب یہ قانون تو اللہ میاں کا ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔لیکن یہی لوگ جب اپنے لئے ملازم رکھتے ہیں اور ملازم سے کہتے ہیں کہ یہ پیالی الماری کے اوپر کے خانے میں رکھدے اور وہ یہ کہے کہ کیوں اوپر کے خانے میں رکھوں۔نیچے والے خانے میں رکھدینے میں کیا حرج ہے تو فوراً جوتا اتار اس کی کھوپڑی گنجی کرنے کو تیار ہوجاتے ہیں اور شعلۂ غضب آنکھوں سے پھینکتے ہوئے چیخنا شروع کرتے ہیں کہ ارے نمک حرام ہمارا نمک کھاتا ہے، تنخواہ لیتا ہے اور میرے حکم میں چوں وچرا کرتا ہے۔

احقر ان مدعیان عقل سے یہ مودبانہ سوال کرتا ہے کہ وہ اپنے ماتحت ملازم سے چند احسانات کے بدلے جو توقع جذبۂ اطاعت وفرمانبرداری کی رکھتے ہیں کیا حق تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہم کو بنام شرافت وغیرت اطاعت بے چون وچرا پر مجبور نہیں کرتے کیا قانون الٰہی پر چوں چرا کرنے کے بعد کھوپڑی کا چاند گنجا ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔امید ہے کہ اس عبارت کو دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ عقل بیمار عقل سلیم سے تبدیل ہوجاوے گی اور

ہدایت صرف حق تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو ہدایت اور ہدایت پر استقامت عطا فرمائیں۔ آمین

شعر ۸۴ اے باغ تو ئی خوشتر یا گلشن و گل در تو
یا آنکہ ببارد گل صد نرگس تر سازد

ترجمہ و تشریح اے باغ تو بہتر ہے یا تیرے اندر جو پھول و چمن ہے وہ بہتر ہے یا وہ جو گل برساتا ہے اور سیکڑوں نرگس تر پیدا کرتا ہے اس شعر میں بھی دنیا کے باغ و بہار سے نظر ہٹا کر حق تعالیٰ کے بہار قرب کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

جمال اس کا چھپائے گی کیا بہار چمن
گلوں سے چھپ نہ سکی جسکی بوئے پیراہن

شعر ۸۵ شمس الحق تبریزی صد گونہ کند دل را
گا ہیش کند تیغ گا ہیش سپر سازد

ترجمہ و تشریح مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ شمس تبریزؒ کا فیض روحانی میرا دل سو قسم کا کرتا ہے کبھی تو تلوار کرتا ہے یعنی میرے قلب سے دوسرے زخمی ہوتے ہیں ؎

جس قلب کی آہوں نے دل پھونکدیئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی (مجذوبؒ)

اور کبھی میرا دل سپر بنتا ہے اور اس پر دوسروں کے تیر لگتے ہیں مصرعہ اولیٰ میں مولانا نے اپنا کمال فیض باطنی بیان فرمایا ہے کہ فیض شمس سے میرا قلب اب دوسروں کو صاحب نسبت بنا رہا ہے اور مصرعہ ثانیہ میں مولانا نے اپنا صبر و تحمل ملامت خلق کے مقابلے میں بیان فرمایا ہے کہ

تیر طعن خلائق کے سامنے میرا قلب سپر بھی بنا ہوا ہے۔

شعر/۸۶ آنجا کہ عشق آمد جاں راچہ محل باشد
ہر عقل کجا پرّد آنجا کہ جنوں باشد

ترجمہ و تشریح جب عشق اپنا اثر کامل کسی دل پر کر لیتا ہے تو پھر جان کی محبت باقی نہیں رہتی جیسا کہ حضرات صحابہؓ بے دریغ بے جگری سے جنگ لڑ کر شہید ہوتے تھے اور روایت میں ہے کہ ایک صحابی کے تیر لگا تو حالت وجد میں فرمایا فُزت وربّ الکعبہ ربّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا اور ہر عقل کہاں اُڑتی ہے جب دیوانگی اپنا اثر دکھاتی ہے ؎

منڈلائے ہوئے جب ہر جانب طوفاں ہی طوفاں ہوتے ہیں
دیوانے کچھ آگے بڑھتے ہیں اور دست گریباں ہوتے ہیں

شعر/۸۷ سیمرغ دلِ عاشق در دام کجا گنجد
پرواز چنیں مرغے از کون بروں باشد

ترجمہ و تشریح عاشق حق کا دل مثل سیمرغ کے کسی جال میں پھنس نہیں سکتا۔ جالوں میں چھوٹی چڑیاں پھنسا کرتی ہیں سیمرغ تو جال ہی کو پھاڑ ڈالے گا۔ اسی طرح جو لوگ اللہ والوں کو جال میں پھنسانا چاہتے ہیں ان کا جال ہی پھٹ جاتا ہے۔

حکایت :۔ دامن کوہ کا ایک ذرہ از راہ تکبر بولا کہ اے پہاڑ میں تجھے اپنی ترازو میں آزمانا چاہتا ہوں پہاڑ نے کہا کہ اے ذرّہ بے وقوف! اگر تو مجھے ترازو میں رکھے گا تو تیری ترازو ہی پھٹ جاوے گی ؎

برنتابد کوہ رایک برگ کاہ آرزو میخواہ ولے اندازہ خواہ

آرزو تو کرو مگر انداز، کے مطابق کیونکہ ایک تنکا پہاڑ کو نہیں اٹھا سکتا
مولانا رومی حضرت شمس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ؎

من غلام آنکہ نفروشد وجود — جز بآں سلطان بافضال جود

ترجمہ وتشریح :- میں غلام اس ذات گرامی شمس تبریزی کا ہوں جو اپنا وجود کسی دنیاوی طمع سے فروخت نہیں کر سکتا ہاں حق تعالیٰ شانہٗ کی محبت میں اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔

حکایت :- ایک بزرگ نے آسمان کی طرف رُخ کر کے عرض کیا اے خدا کس قربانی اور قیمت پر آپ ملتے ہیں۔

الہام ہوا - دونوں جہاں مجھ پر فدا کر دے۔

عرض کیا ؎

قیمت خود ہر دم عالم گفتۂ — نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

ترجمہ :- اے خدا اپنی قیمت آپ نے دونوں جہاں فرمایا ہے ہمیں تو آپ دونوں جہاں سے زیادہ قیمتی معلوم ہوتے ہیں اپنی قیمت اور بالا فرمائیے کہ ابھی تو ارزاں معلوم ہوتی ہے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی — حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی ارواح ایسی چڑیاں ہیں کہ ان کی پرواز کون ومکاں سے بھی باہر ہے ؎

عجب کیا ہے جو یہ عالم بایں وسعت بھی زنداں ہے
میں وحشی بھی تو وہ ہوں لامکاں جس کا بیاباں ہے — (مجذوبؔ)

؎ نظر وہ ہے جو اس کون ومکاں سے پار ہو جاوے
مگر جب روئے تاباں پر پڑے بیکار ہو جائے — (اصغرؔ)

شعر ۸۸ جام مئے موسیٰ کش مخدوم ضیاء الحق
تا آب شود بہشت ہر بحر کہ خوں باشد

ترجمہ و تشریح اے مخدوم ضیاء الحق! آپ توحید موسوی کا جام پی لیجئے تاکہ آپ کے لئے بحر خون بحر آب بن جاوے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام جس طرح عافیت و سلامتی سے دریائے نیل کو عبور کر گئے حالانکہ وہ طوفان خیز دریائے نیل ہلاکت خیزی کے اعتبار سے دریائے خون ہو رہا تھا مگر حق تعالیٰ کا فضل بھی عجیب شان رکھتا ہے ؎

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی گرچہ جوئے خون بود نیلش کنی
(مثنوی روحی)

ترجمہ:۔ اے خدا آپ کا فضل عجیب کیمیا رکھتا ہے کہ دریائے خون کو اپنے کرم سے دریائے نیل کر دیتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اے ضیاء الحق تم حضرت شمس تبریزی کی صحبت و خدمت سے جام معرفت و محبت پی کر تو دیکھو پھر یہ کائنات اور اس کے تمام فتنے اور یہ صورتیں اور صورتوں کی دلبری کے ہنگامے سب تمہاری قوۃ ایمانی کے سامنے سرنگوں ہوں گے اور بسلامت طریق کو طے کر لو گے

در بیان مقام عاشقان حق

شعر ۸۹ اے عشق از تو جملہ شادند
واز نور تو عاشقاں بزادند

ترجمہ و تشریح اے عشق حقیقی (محبت باخدا) تجھ سے جملہ عاشقان خدا مسرور و فائز المرام ہیں اور اے عشق (حقیقی) تیرے ہی

نور سے عشاق پیدا ہوتے ہیں یعنی عاشقان حق کی تمام ترقیات باطنی اور قوۃ پرواز سوئے خدا تیرے ہی دم سے ہے ۔

سیر زاہد ہر مہے یک روزہ راہ

سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ (رومیؒ)

ترجمہ:۔ زاہد خشک ایک ماہ میں صرف ایک دن کا راستہ طے کرتا ہے اور عاشق حق ہر وقت فیضان درد محبت و جذب عشق سے محبوب حقیقی کے تخت یعنی عرش اعظم تک پہنچتا ہے ۔

خامش اندو نعرۂ تکرار شان　　میرود تا یار و تخت یار شان (رومیؒ)

جب اللہ والے خاموش بھی ہوتے ہیں تب بھی ان کے باطن میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت کے نعرہائے درد محبوب حقیقی تک دور عرش اعظم تک پہنچتے رہتے ہیں ۔

اب وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسماں

تم نے جہاں بدل دیا آکے مری نگاہ میں

شعر ۹۰　ہر کس کہ سر او دیدۂ داشت　　دیدند ترا و سر نہادند

ترجمہ و تشریح　جس شخص کے سر میں دیدۂ حق بین ہے اس نے اے عشق! تجھے دیکھا اور دیکھتے ہی تیرے جلوؤں کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ۔

زبانِ بے نگہہ رکھدی نگاہ بے زباں رکھدی

تیرے جلوؤں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھدی

اے تو افلاطون و جالینوس ما　　اے دوائے نخوت و ناموس ما (رومیؒ)

ترجمہ:۔ اے عشق تو ہمارے امراض باطنی کے لئے افلاطون و جالینوس

ہے۔ تیری برکت سے ہمارا نخوت و تکبر اور ناموس و حُبّ جاہ خاک آلود ہو گیا بزرگوں نے فرمایا ہے کہ عاشقوں میں تکبر نہیں ہوتا۔ کیونکہ عشق کی شان یہ ہے ؎

عشق ساید کوہ را مانند ریگ عشق جوشد بحر را مانند دیگ

ترجمہ:۔ عشق پہاڑ جیسے متکبرانہ دماغ کو پیس کر بالو بنا ڈالتا ہے اور عشق سمندر کو دیگ کے مانند جوش دیتا ہے۔ مراد ہر جگہ عشق سے عشق خدا ہے مجازی محبت تو روسیاہی، رسوائی اور نافرمانی اور عذاب الٰہی ہے۔ اہل مجاز نام اس کا بھی عشق رکھتے ہیں مگر در حقیقت وہ فسق ہوتا ہے

گفت مولانائے اشرف تھانوی عشق فانی را عذاب سرمدی

حضرت تھانویؒ کا ارشاد ہے کہ شیطان سالک تھا مگر عاشق اور عارف نہ تھا (عشق اور معرفت لازم اور ملزوم ہیں پس ہر عاشق عارف ہوتا ہے) —— ابلیس اگر عاشق حق ہوتا تو بے چون و چرا امر الٰہی کے سامنے سر جھکا دیتا۔

شعر ۹۱ چوں از در تو مدد نیابند گر حمزۂ وحیدر اند بادند

ترجمہ و تشریح اے عشق اگر تیرا فیض عشاق کو نہ پہنچے یعنی حق تعالیٰ اپنے کرم سے سالکین کی ارواح کو جذب نہ فرمائیں تو بڑے بڑے شیران طریق بھی روباہ ہو جاویں اور ان کا پتہ بھی نہ چلے جس طرح ہوا آئی چلی گئی۔ پس جو بھی واصل ہوا جذب حق سے واصل ہوا اپنی سعی و طاقت اور ریاضت و مجاہدہ کو صرف بہانۂ رحمت سمجھے۔ جس طرح چھوٹے بچے کو جو چل نہ سکتا ہو ماں باپ چلاتے ہیں مگر جب گرنے لگتا ہے تو دوڑ کر گود میں لے لیتے ہیں اسی طرح بندہ اپنی طرف سے

جب سلوک طے کرتا ہے تو مولائے قدوسی اپنی چال سے اسے آغوش رحمت میں لے لیتے ہیں۔ حضرت حمزہؓ وحضرت علی حیدرؓ کو بطور استعارۂ شجاعت کے استعمال کیا ہے ان کے مسمی مراد نہیں ہیں۔

شعر ۹۲ ہاں اے دل بستہ سینہ بکشائے کاں گمشدہ درکنار آمد

ترجمہ و تشریح ہاں اے دلِ افسردہ غمِ فراق یار سے (قبض باطنی سے) اپنے سینے کو کشادہ کر یعنی خوش ہو جا کیونکہ وہ گمشدہ محبوب پھر جلوہ فرما ہے۔

سالک کی دو حالت ہوتی ہے یا قبض یا بسط۔ قبض میں تجلی مستتر ہوتی ہے جس سے افسردگی اور بے کیفی ہوتی ہے اور یہ حال سالک کے علاج عجب وکبر کے لئے اکسیر ہے پھر حق تعالیٰ اپنی حکمت اور علم کے پیش نظر حالت بسط عطا فرماتے ہیں۔ جس میں تجلی قرب کا احساس اور انکشاف ہوتا ہے جس سے سالک پر کیف وسرور اور فرح طاری رہتا ہے۔

شعر ۹۳ گفتی گفتی کہ بہ شہ چہ عذر گویم

خود شاہ بہ اعتذار آمد

ترجمہ و تشریح اے مخاطب تو نے کہا کہ میں اپنے گناہوں کے متعلق کیا عذر احکم الحاکمین کے رو برو پیش کروں گا مگر وہ سلطان کرم دعفو خود ساز ندۂ عذر ہو کر جلوہ فرما ہے یعنی تو استتار تجلی کا سبب کوتاہی وقصور سمجھ کر عذر خواہی کا عنوان سوچ رہا تھا کہ وہ شاہِ کرم تیرے قلب پر خود ہی مضمون معذرت تلقین فرما کر مائل بہ کرم جلوہ فرما ہے سہ مانگنے کا ڈھنگ بھی بتلا دیا۔

حکایت :- ایک بزرگ کے اخلاق کریمانہ کا حال ایک صاحب نے

بیان کیا کہ کوتاہی مجھ سے ہوئی تو ان پر بوجہ کرم مجھ سے زیادہ ندامت طاری تھی اس خیال سے کہ اس کو شرمندگی ہوئی پھر اس عاشق نے یہ شعر اُن بزرگ کی شان میں پڑھا ؎

خطا مجھ سے ہوئی سرزد ندامت اُن پر طاری ہے
مجھے یہ احترام آدمیت کم نظر آیا

شعر ۹۴ وال دل کہ ز دام عشق دور است
بازے باشد کہ پر ندارد

ترجمہ و تشریح جو دل کہ محبت حق کے دام سے دور ہے وہ اس باز کے مانند ہے جس کے پر نہ ہوں۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اعمال صالحہ کرنے اور گناہوں سے بچنے کی ہمت حق تعالیٰ کی محبت سے پیدا ہوتی ہے پس محبت ایک انجن ہے جو اعمال کے ڈبوں کو لے کر تیز چلتا ہے اور محبت نہ ہو تو اس کی مثال اس موٹر کی ہے جس میں پیٹرول نہ ہو۔

شعر ۹۵ اول نظر ارچہ سرسری بود سرمایۂ ناز دلبری بُوَد

ترجمہ و تشریح پہلی نظر اگرچہ سرسری بھی کسی حسین پر پڑجاوے لیکن وہ نظر ناز دلبری کا سرمایہ ہوتا ہے۔ پس سرسری نظر سے بدنگاہی بھی تباہ کر دیتی ہے اور سینے سے دل کو غائب کرتی ہے اور سینہ بے دل بے چین و سکون ہوتا ہے۔ حضرت سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں ؎

خواہی کہ بکس دل ندہی دیدہ بند

ترجمہ :۔ اگر تو چاہتا ہے کہ اپنا دل کسی کو نہ دے اور بچا کے رکھے تو آنکھ

حسینوں سے بند کرے۔

در بیان سوز غم عاشقاں

شعر ۹۶ آہ کہ بار دگر آتشے در من فتاد
این دلِ بیخود شدہ روئے بصحرا نہاد

ترجمہ و تشریح آہ کہ پھر آتش عشق حقیقی نے دل کو شوق وصال سے مضطر کیا اور یہ دل بے خود ہو کر صحرا کی طرف رخ کر گیا۔
مراد وہ کیفیات خاصہ ہیں جو سالکین کے قلوب پر حق تعالیٰ کی رحمت سے وارد کئے جاتے ہیں اور اس جذب حق سے حق تعالیٰ کا راستہ طے ہوتا ہے

شعر ۹۷ آہ کہ دریائے عشق بار دگر موج زد
از جگرم ہر طرف چشمۂ خوں بر کشاد

ترجمہ و تشریح آہ کہ دریائے عشق دوسری بار پھر لہریں لے رہا ہے جس کے نتیجے میں ہر طرف میرے جگر سے خون کے چشمے اُبل پڑے ہ

برسائیں گے جب خون دل اور خون جگر ہم
دیکھیں گے جبھی نخل محبت میں ثمر ہم

مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت میں گریہ و زاری کی توفیق زیادہ ہوئی اور گریۂ محبت کے آنسو دراصل جگر کا خون ہوتا ہے جو غم سے پانی ہو جاتا ہے ہ

اشک خوں است وز غم آبے شدست (مثنوی رومیؒ)

ترجمہ:۔ آنسو خون ہے مگر غم سے پانی ہو گیا

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی شیخ العرب والعجم فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کی محبت میں رونا خوب آئے تو اس کا نام جانتے ہو کیا ہے پھر خود ہی فرماتے۔ اس کا نام گرم بازاری عشق ہے۔

شعر ۹۸ آتش دل سہل نیست ہیچ ملامت مکن
یارب فریاد رس ز آتش دل داد داد

ترجمہ و تشریح دل کی آگ آسان نہیں اہل عشق پر ملامت واعتراض مت کرو اے مرے رب میں آتش دل سے آپ کی بارگاہ میں فریاد کرتا ہوں۔ یعنی یہ راہ عشق آپ کا فضل ہی طے کرا سکے گا۔

دربیان مقام مرشد

شعر ۹۹ دست تو دست خدا چشم تو مست خدا
برہمہ افتادہ باد سایۂ رب العباد

ترجمہ و تشریح اے شیخ و مرشد حضرت شمس تبریزی! آپ کی عنایت دراصل عنایت حق ہی کا ظل و عکس ہے اور آپ کی آنکھیں مست خدا ہیں۔ جملہ طالبین پر مقبولان الٰہی کا سایۂ عنایت کہ وہ دراصل عکس سایۂ رب العباد ہے قائم رہے۔ مراد یہ کہ اللہ والوں کی عنایات اور ان کی مجالس و مصاحبت و محبت و مشاورۃ و اطلاع حال و اتباع تجویز کو مغتنم اور دولت عظمیٰ سمجھنا چاہئے۔ کہ یہ مقبولان الٰہی خدا تو نہیں ہیں مگر خدا سے جدا بھی نہیں ہیں حق تعالیٰ کے محبوب و مقبول ہونے کے سبب ان کی صحبت میں کیمیا جیسی تاثیر ہے ؎

آہن کہ بہ پارس آشنا شد فی الفور بہ صورت طلا شد

دربیان فوائد عشق حق

شعر ۱۰۰ ہر روانے کہ میرود بے عشق پیش حق شرمسار خواہد بود

ترجمہ و تشریح ہر وہ شخص جو حق تعالیٰ کا راستہ بدون عشق و محبت کے طے کرتا ہے یعنی زہد خشک اختیار کرتا ہے وہ حق تعالیٰ کے سامنے شرمسار ہوگا کیونکہ بارگاہ کبریا میں اہل محبت ہی محبوب و مقبول ہوتے ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ محبت سے فنائیت پیدا ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کو فنائیت و عبدیت ہی محبوب ہے

دراین راحق عجز و مسکینیت بہ از طاعت و خویشتن بینیت

حق تعالیٰ کی راہ میں عاجزی اور مسکینیت بہتر ہے اس عبادت سے جو بڑائی اور خود بینی پیدا کر دے اور زاہد خشک کے اندر بوجہ قلت محبت فنائیت کے بجائے ناز اور خود بینی اور بڑائی ہے جو اس راہ میں زہر قاتل اور باعث نامقبولیت ہے۔

شعر ۱۰۱ تلخی صبر اگر گلوگیر است عاقبت خوشگوار خواہد بُوُد

ترجمہ و تشریح صبر کی تلخی اگر گلوگیر ہے یعنی صبر کرنا اگرچہ مشکل ہوتا ہے لیکن اگر رضائے الٰہی کے لئے صبر کا مجاہدہ برداشت کرلے تو انجام صبر کا نہایت ہی خوشگوار ہوتا ہے۔ چنانچہ نفس کو گناہوں سے روکنے کی تکلیف برداشت کرنے کا انعام جنت ہے۔

شعر ۱۰۲ دامن جدّ و جہد را بکشا کز فلک در نثار خواہد بُوُد

ترجمہ و تشریح جد و جہد یعنی کوشش و مجاہدات کے دامن کو وسیع کر کہ آسمان تجھ پر دُر نثار ہوگا یعنی خالق آسمان سے

رحمت کا نزول ہوگا وعدہ والذین جاھدوا الخ کی طرف اشارہ ہے۔

شعر ۱۰۳ ہر کہ تن را نہ کرد خوار امروز ہمچو فرعون خوار خواہد بُوُد

ترجمہ و تشریح جو شخص کہ اپنے اعضاء کو احکام الٰہیہ کے آج تابع نہ کرے گا وہ مثل فرعون کے دنیا اور آخرت میں ذلیل ہوگا

شعر ۱۰۴ دیدہ خون گشت و خون نمی خسپید

ایں دلم از جنوں می خسپد

ترجمہ و تشریح انکھہ از انتظار خون ہوگئی یعنی خونریز ہوگئی ہے بس خون ٹپک پڑا انکھہ انتظار سے۔ یہ میرا دل کیف وسرور دیوانگی سے سوتا ہے۔ یعنی قرب وحضور مع الحق کے بغیر مجھے نہیں نیند آتی ہے ؎

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے

تیرے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا (اخترؔ)

شعر ۱۰۵ ہر کہ در ذوق عشق دنگ آمد

سخت فارغ ز نام و ننگ آمد

ترجمہ و تشریح جو شخص کہ ذوق عاشقی سے دیوانہ و حیران ہوا۔ یعنی خیال محبوب میں غرق ہوا وہ نام اور ننگ و ناموس کی فکر و کاوش سے آزاد ہوا ؎

پھر دل طواف کوئے ملامت کو جائے ہے

پندار کا صنم کدہ ویراں کئے ہوئے

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ محبت وہ نعمت ہے جو حب جاہ کو فنا کر دیتی ہے۔ جبکہ ہزاروں مجاہدات سے بھی یہ بیماری بہ مشکل جاتی ہے اسی لئے مولانا رومیؒ

نے محبت و عشق حقیقی کو افلاطون اور جالینوس کا لقب دیا ہے اور اس کو نخوت
و ناموس کی بہترین دوا، بتایا ہے ؎

اے تو افلاطون و جالینوس ما　　　اے دوائے نخوت و ناموس ما

اور محبت حقیقی حق تعالیٰ کی محبت کا نام ہے برعکس محبت مجازی جو رنگ
و روپ سے تعلق رکھتی ہے وہ زوال رنگ سے فنا ہو جاتی ہے اور مجاز کے
لغوی معنی خلاف حقیقت ہے۔ احقر کا شعر ہے ؎

اس کے عارض کو لغت میں دیکھو　　　کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ
حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے تین عمل نہایت مفید ہیں۔

(۱) حق تعالیٰ کے احسانات کو ہر روز تھوڑی دیر سوچنا۔

(۲) کسی اللہ والے سے مشورہ کر کے دس پندرہ منٹ ذکر الٰہی میں مشغول
رہنا۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ ہر روز حق تعالیٰ اپنی رحمت سے
ہم کو دن و رات میں ۲۴ گھنٹے کی زندگی عطا فرماتے ہیں اور ۲۴ گھنٹے
کے ۱۴۴۰ منٹ بنتے ہیں تو ۱۴۴۰ منٹ سے صرف ۴۰ منٹ بھی زندگی
بخشنے والے کی یاد میں مشغول ہونا زندگی کو زندگی عطا کرتا ہے اور
ہر روز ۱۴۴۰ منٹ زندگی بخش نے والے کی یاد میں ۴۰ منٹ بھی نہ
دینا کس درجہ ناشکری ہو گی۔ اور زندگی بدون ذکر و فکر کے
زندگی سے محروم ہوتی ہے یعنی صورۃً زندگی اور حقیقتہً مردگی ہوتی
ہے ایک بزرگ کا قول ہے ؎

ترا ذکر ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے

احقر کو اپنا شعر یاد آیا ؎

مرے دوستو سنو غور سے یہ صدائے اخترِ بے نوا
نہ ہو ذکرِ حق نہ ہو فکرِ حق تو یہ جینا جینا حرام ہے

(۳) تیسرا نسخہ جو اوپر کے دونوں تدبیروں کی روح ہے وہ یہ ہے کہ کبھی کبھی خدائے پاک کے عاشقوں کی صحبت میں حاضری دینا۔

گر تو سنگ خارہ و مرمر بوی
چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی (رومیؒ)

ترجمہ:- اگر تو پتھر جیسا سخت دل ہے لیکن اگر کسی اللہ والے (اہل دل) کی صحبت میں بیٹھتا رہے گا تو موتی ہووے گا۔ لیکن لعل ایک دن میں لعل نہیں بنتا ایک طویل مدت تک آفتاب کی شعاع حکم الٰہی اور ارادۂ الٰہی سے اس پتھر کے ذرات پر اثر انداز ہوتی ہے پھر وہ لعل بن جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کے دل کا آفتاب (ہدایت) اپنے مصاحبین اور رفقائے مخلصین کے دلوں پر آہستہ آہستہ اثر انداز ہوتا رہتا ہے اور حق تعالیٰ کی مشیت وفضل سے وہ لعل بن جاتے ہیں ؎

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

ایک مثال عرض ہے کہ ایک تالاب مچھلیوں سے خالی ہو وہ اگر مچھلی بھرے تالاب سے متصل ہو جاوے تو وہ مچھلیاں اس کے اندر بھی آجاتی ہیں اسی طرح خالی خولی دل جب کسی اللہ والے کے دل سے مل جاتا ہے تو اس کا دردِ محبت اور نورِ یقین اس کے دل میں بھی اتر جاتا ہے ؎

ساری دنیا تری چوکھٹ پہ چلی سر رکھنے
ہائے کیا بات مرے سجدۂ غماز میں ہے (احسن)

؎ عشق لا محدود جب تک رہنما ہوتا نہیں
زندگی سے زندگی کا حق ادا ہوتا نہیں

عشق حق ہی عاشقان حق کو غیر حق سے پاک کرتا ہے ؎
نکھرتا آرہا ہے رنگ گلشن   خس و خاشاک جلتے جارہے ہیں

بیان استغنائے مقام عشق

شعر ۱۰۶ شیشۂ عشق را فراغت ہاست
گر برو صد ہزار سنگ آید

ترجمہ و تشریح اللہ والوں کے نور قلب کو حاسدین اپنے اعتراض کی ہوا سے بجھانا چاہتے ہیں مگر ہزاروں پتھروں کی بوچھاڑ کے باوجود ان کے شیشۂ قلب کو حفاظت خداوندی حاصل ہے ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد   چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

ترجمہ:- اگر کائنات تمامتر آندھی سے بھر جاوے پھر بھی مقبولان حق کا چراغ نہیں بجھ سکتا ؎

داغ دل چمکے گا۔ بن کر آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی   (مجذوبؒ)

اللہ والوں کے دلوں میں درد محبت کا جو ذرّہ ہوتا ہے وہ آفتاب اور ماہتاب سے زیادہ روشن ہوتا ہے کیونکہ ہزاروں مجاہدات سے یہ ذرّۂ درد عطا ہوتا ہے۔ ہزاروں آرزوں اور تمناؤں کے خون کے شفق سے آسمان دل پر حق تعالیٰ شانہ کے قرب کا آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ اسے حاسدین اور متکبر بن بجھا نہیں سکتے۔ احقر کا شعر ہے

ے ایک قطرہ اگر ہوتا تو وہ چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

ے جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

شعر ۱۰۷ صد ہزاراں چو آسمان و زمین
پیش جولان عشق تنگ آمد

ترجمہ و تشریح حق تعالیٰ کی محبت کے درد کی وسعت کے سامنے لاکھوں آسمان و زمین کی وسعت تنگ معلوم ہوتی ہے

ے عجب کیا گر ہمیں عالم باایں وسعت بھی زنداں تھا
میں وحشی بھی تو وہ ہوں لامکاں جس کا بیاباں تھا

عاشقان حق کی فریاد اور آہ عرش تک جاتی ہے اور ہر وقت انکی ارواح کا رابطہ ذات حق سے قائم رہتا ہے۔ اس وجہ سے اس ذات پاک غیر محدود اور غیر متناہی کے جمال و تجلی کے سامنے تمام کائنات محدود انکی نگاہوں سے کالعدم ہو جاتی ہے ے

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے (مجذوبؒ)

اللہ والوں کے اس ربط باہم کو احقر نے اس شعر میں عرض کیا ہے ے

میرا پیام کہدیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے میری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا

اپنا ایک شعر اور یاد آیا

مبارک تجھے اے مری آہ مضطر
کہ منزل کو نزدیک تر لا رہی ہے

دربیان عشق مرشد

شعر ۱۰۸
شمس تبریزؒ ہر کہ بے تو بزیست
عذر او پیش خلق لنگ آمد

ترجمہ و تشریح اے شمس تبریزؒ! آپ کی صحبت اور محبت کے بغیر جو زندگی گذارتا ہے وہ کتنا ہی عذر پیش کرے عدیم الفرصتی کا مگر مخلوق میں آپ کی ایسی مقبولیت ہے کہ مخلوق ہر عذر کو عذر نامعتبر قرار دے دیگی اس شعر میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اُن جذبات محبت کا اظہار کیا ہے جو اُن کو اپنے مرشد حضرت شمس تبریزؒ سے والہانہ تھا۔

ے شمس و قمر کی روشنی دہر میں ہے ہوا کرے
مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ دو شعر اس وقت یاد آرہے ہیں نعت کے عجیب والہانہ مضامین سے پُر ہیں اور بہت مشہور ہیں

لَنَا شَمْسٌ وَلِلْآفَاقِ شَمْسٌ ۔۔۔ وَشَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَاءِ
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلَعُ بَعْدَ فَجْرٍ ۔۔۔ وَشَمْسِیْ طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ حضور اکرم علیہ السلام کی محبت والہانہ کو اس طرح بیان فرماتی ہیں کہ ہمارا ایک سورج ہے اور کائنات کا بھی ایک سورج ہے اور میرا سورج (حضور اکرم علیہ السلام) آسمان کے سورج سے افضل و بہتر ہے۔ پس تحقیق کہ آسمان کا سورج تو طلوع ہوتا ہے فجر کے بعد اور میرا سورج بعد نماز عشا طلوع ہوتا ہے ازواج مطہرات کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور جلوہ فرمائی کا تذکرہ اس طرح فرمایا۔

مشائخ کا قول ہے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ اپنا بنانا چاہتے ہیں اس کے قلب میں اپنے کسی مقبول ولی بندہ کی محبت ڈالدیتے ہیں پھر وہ اس متبع سنت بندہ کی صحبت وخدمت واتباع سے متبع سنت ہو کر خدا کا ولی بن جاتا ہے ؎

ملنے والوں سے راہ پیدا کر   ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ

ایک حدیث شریف میں اللہ والوں کی محبت کو خدائے پاک سے مانگنا سکھایا گیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اے خدا میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان کی محبت بھی مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت رکھنے والے ہیں۔ عبارت عربی حدیث پاک کی یہ ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ اللہ والوں ہی کی صحبت سے خدائے پاک کی محبت اور دعا کا طریقہ معلوم ہوتا ہے ؎

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتا دو قاعدہ
اے اسیران قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

شعر ۱۰۹ قفس و مرغ بیضہ پراں شد   پر و بال از جمال حق رو بند

ترجمہ و تشریح اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی ترقیات باطنی اور پرواز روحانی حق تعالیٰ کے مشاہدۂ جمال اور حلاوت ذکر سے ہوتی ہے جس کو پر و بال سے تشبیہ دی ہے اور یہی وہ لذت قرب ہے جو ان کو تمام کائنات سے بے نیاز رکھتی ہے ؎

جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانے
بلا کشانِ محبت کو کوئی کیا جانے

حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے جذب کا جو فیضان اولیائے حق کی ارواح پر

ہوتا رہتا ہے مولانا اس کی قوۃ پرواز کو بیان فرماتے ہیں کہ یہ اسیران محبت جوشش عشق سے مع قفس کے اڑتے ہیں یعنی مرغ روح کے لئے تن کا قفس مانع نہیں ہوتا مراد یہ ہے کہ عناصر کے تقاضائے شہوانیہ مغلوب کالعدم ہو کر اولیاء کے ابدان بھی ان کی ارواح طیبہ کے ساتھ مصروف اطاعت حق اور تابعدار فرمان حق رہتے ہیں ؎

رنج تھا اسیروں کو بال و پر کے جانے سے
اڑ چلے قفس لیکر بوئے گل کے آنے سے

شعر ۱۱۰
شمس تبریز نردبانے ساخت
نام گردوں برآ کہ آسان شد

ترجمہ و تشریح مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد شمس تبریزؒ نے سیڑھی بنا دی ہے اب آسمان پر سفر آسان ہے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا راستہ پیر کے ذریعہ بآسانی طے ہو جاتا ہے جیسا مولانا نے مثنوی میں بھی اس کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ

پیر باشد نردبانے آسماں　　　تیر پراں از کہ باشد از کماں

ترجمہ :- پیر آسمان تک یعنی خالق افلاک تک رسائی کی سیڑھی ہے اور تیر کس سے اڑتا ہے کمان سے پس طالب و مرید کے لئے مرشد (متبع سنت) سیڑھی بھی ہے اور کمان بھی ہے۔

بابا فریدؒ فرماتے ہیں ؎

گر ہوائے ایں سفر داری　　　دامن رہبر بگیر و پس بیا

اے دل اگر خدا کا راستہ طے کرنا چاہتا ہے تو مرشد کا دامن پکڑ لے اور پیچھے پیچھے چلا آ۔

ایک بزرگ کا اردو شعر ہے

تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آئے

مگر مرشد کامل وہی ہے جو جامع شریعت و طریقت ہو یعنی شریعت کا پابند ہو۔ ورنہ خلاف شریعت چلنے والا خواہ ہوا پر بھی اڑ کر شعبدہ دکھائے وہ گمراہ ہے ؎

گر ہوا پہ اڑتا ہو وہ رات دن ترک سنت جو کرے شیطان گن

خواری غافلان و اعزاز عاشقان

شعر ۱۱۱ عارفاں جانب نعیم روند غافلاں خوار بے خبر میرند

ترجمہ و تشریح عارفین حق جنت کی طرف منزل طے کر رہے ہیں اور خدا سے غافل لوگ خدا سے بے خبری کے سبب ذلت کی موت مر رہے ہیں۔

شعر ۱۱۲ وانکہ اینجا علف پرست برند
گاو بودند و ہمچو خر میرند

ترجمہ و تشریح اور وہ لوگ جو یہاں یعنی دنیا میں خدا کے خوف سے بے پروا اور آخرت سے غافل ہو کر مثل جانور دنیا کے گھاس پھوس پر فدا ہیں ان کی زندگی گائے بیل کے مانند اور موت گدھے کے مانند ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں کفار کو فرمایا ہے کہ یہ مثل جانور ہیں بلکہ جانوروں سے زیادہ اَضَلّ ہیں۔

شعر ۱۱۳
باده فراواں وخم وجام مے
بوسہ بے اندازہ ولب نا پدید

ترجمہ و تشریح
بادہ کثیر اور خم اور جام مے ہے اور بوسہ بے انداز اور بے شمار ہے اور لب پردۂ غیب میں پوشیدہ ہے مراد یہ کہ پیہم عنایات حق مخلوق پر ہو رہے ہیں اور حق تعالیٰ اپنی محبت و جذب پنہاں کے انعامات بصورت توفیقات اعمال صالحہ اپنے اولیاء کو عطا فرما رہے اور اعمال صالحہ میں حلاوت ولذت عطا فرما کر عبادت کو اس درجہ پرکیف و سرور بنا رہے ہیں کہ ان کے اولیاء کو ؎

بادہ درجوشش گدائے جوش ماست

بے ساختہ کہنا پڑا۔ یعنی عاشقان حق کو عبادت سے وہ ٹھنڈک آنکھوں کو عطا ہوئی اور وہ سرور روح کو عطا ہوا کہ وہ فانی مستی بادہ کو اپنی سرمدی مستی کا غلام و گدا سمجھنے لگے ؎

گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی بین
کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

حق تعالیٰ کے کرم پنہاں اور جذب پنہاں پر اشعار ذیل سے لطف لیجئے۔

؎ شعاع مہر خود بے تاب ہے جذب محبت سے
حقیقت ورنہ سب معلوم ہے پرواز شبنم کی

؎ ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اٹھی
ہر بن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

؎ میں سمجھتا تھا مجھے ان کی طلب ہے اصغر
کیا خبر تھی وہی لے لیں گے سراپا مجھ کو

ے ہماری آہ میں پنہاں انھیں کا جذب پنہاں ہے

شعر ۱۱۴ ہر کہ ز عشاق گریزاں شود عاقبت الامر پریشاں شود

ترجمہ و تشریح جو شخص کہ عاشقانِ حق سے بھاگتا ہے بالآخر اسے پریشانی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ مراد یہ اہل اللہ کی صحبت سے فرار مضر ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

شعر ۱۱۵ دل کہ سوئے عشق کشد عاقبت

در حرم عصمت سلطان شود

ترجمہ و تشریح جو دل اللہ تعالیٰ کی محبت عاشقانِ خدا کی صحبت اور خدمت سے حاصل کرتا ہے انجام کار وہ حق تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے اور خصوصی حفاظت حق تعالیٰ کی اس کے ساتھ شامل حال ہو جاتی ہے۔

"ترغیب صحبت اہل دل"

شعر ۱۱۶ رو بہ دل اہل دلے جائے گیر قطرۂ یم تو تو مرجان شود

ترجمہ و تشریح جاؤ کسی اہل دل کی صحبت میں خلوص دل سے کچھ مدت رہو کیونکہ ان کی صحبت کیمیا تاثیر سے جس طرح پانی کا قطرہ صدف کے اندر موتی بن جاتا ہے تم بھی موتی بن جاؤ گے اور جس طرح وہ پانی کا قطرہ صدف کے باہر موتی نہیں بن سکتا اسی طرح تم بھی صحبت اہل اللہ کے بغیر انسان کامل نہیں بن سکتے۔

"جذب پنہانی رَبّانی"

شعر ۱۱۷
بیا دلہا و جانہا را شہنشہ باز می خواند
بیا کہ گلّہ را چوپاں بسوئے دشت می راند

ترجمہ و تشریح اے مخاطب آکہ دلوں اور جانوں کو شہنشاہ حقیقی پھر اپنی محبت سے جذب فرما رہے ہیں یعنی اپنی طرف کھینچ رہے ہیں ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لئے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اے مخاطب آکہ چوپاں (چرواہا) جانوروں کے ریوڑ کو سیر کرانے اور کھلانے پلانے کے لئے جنگل کی طرف ہانک رہا ہے یعنی ہماری ارواح کو حق تعالیٰ ذکر و فکر کی توفیق دے کر کبھی مساجد اور اہل اللہ کی مجالس کی طرف کھینچ رہے ہیں اور کبھی دامن کوہ و بیاباں اور صحرا نوردی کی طرف نعرۂ عشق و دیوانگی اور گریۂ محبت کے لئے کھینچ رہے ہیں ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریہ بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا (مجذوبؔ)

احقر کے ۳ اشعار ملاحظہ ہوں

گرچہ میں دور ہو گیا لذتِ کائنات سے — لذت گناہ سے
حاصلِ کائنات کو دل میں لئے ہوئے ہوں میں — تعلق مع اللہ

لذت دو جہاں ملی اس کے کلام سے مجھے — تلاوت قرآن پاک
اس کے قرین بیٹھ کر راحت دو جہاں ملی — یعنی بحالت ذکر

دل کی گہرائی سے اُن کا نام جب لیتا ہوں میں
چومتی ہے میرے قدموں کو بہارِ کائنات

ان اشعار میں احقر نے اللہ والوں کی روحانی لذت کو بیان کیا ہے جو ان کو حق تعالیٰ کے ذکر و فکر۔ تلاوت سے محسوس ہوتی ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو بھی عطا فرمائیں۔ آمین

کوئی کہے کہ ہم تو اللہ والوں کو بنگلوں اور کاروں میں نہیں دیکھتے اور نافرمانوں کو خوب عیش میں دیکھتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ نافرمانوں کو ظاہری عیش ہے ان کے دل میں سکون نہیں ہوتا جیسے کسی کافر کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھائی جاوے اور قمقمے اور جھاڑ و فانوس سے مزین کیا جاوے اور اندر خدا کا قہر ہو رہا ہے۔

اور اللہ والوں کے پاس اگرچہ ظاہری عیش نہ ہو لیکن ان کے دلوں میں چین اور آرام اور اطمینان کی وہ دولت ہوتی ہے جو دنیا دار سلاطین کو خواب میں بھی میسر نہیں ہوتی۔ سکون اور عیش دراصل دل کا ہوتا ہے۔ جب دل میں غم ہے تو سارا جہاں اس کے لئے غم ہے

؎ دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

مگر مخلوق صرف ظاہر کو دیکھ سکتی ہے دل کے اندر کیا ہے اسے کچھ نہیں معلوم۔ اسی سبب سے اللہ والوں کو مخلوق حقیر دیکھتی ہے مگر اللہ والوں کی شان کو احقر کے اس شعر میں ملاحظہ کیجئے ؎

قطرہ کا بھی محتاج سمجھتی ہے انھیں خلق
دل میں ہیں مگر عیش کا دریا لئے ہوئے (اختر)

ے دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے (اختر)

دربیان احوال خاصان خدا

شعر ۱۱۸ منم مست و مرا اصل از مئے عشق
بگو از من بجز مستی چہ آید

ترجمہ و تشریح: میں مست ہوں اور میرا وجود ہی مئے عشق حقیقی سے ہے۔

عشق خود در جان ما کاریدہ اند ناف ما بر مہر خود ببریدہ اند

مثنوی میں مولانا فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنا عشق ہماری جان میں رکھ کر ہم کو دنیا میں بھیجا ہے اور ہمارا وجود ہم کو اپنی محبت کے شرط پر بخشا ہے پس معترض سے کہدو کہ جب اصل خمیر ہی میں ہمارے عشق کی چنگاری رکھی ہوئی ہے تو ہم مولائے حقیقی کے عشق سے بخوف ملامت و اعتراض کس طرح دستبردار ہو سکتے ہیں۔

انتباہ:- جہاں جہاں اشعار میں عشق کا لفظ اہل اللہ استعمال کرتے ہیں وہاں مراد حق تعالیٰ کا عشق ہے۔ کیونکہ عورتوں اور حسین لڑکوں سے عشق تو درحقیقت فسق اور دونوں جہاں میں عذاب و رسوائی ہے مجازی حسینوں کے عاشقوں کو ایک پل کو چین حاصل نہیں۔ ان کی دوزخ دنیا ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ ہر وقت دل جلتا رہتا ہے اور حسن فانی کے زوال کے بعد ندامت کے سوا کچھ حاصل نہیں۔

حکایت:- ایک آدمی ایک لڑکے پر عاشق ہوا جب اس کے

داڑھی مونچھ نکل آئی تو دیکھ کر منہ پھیر لیتا ہے اور یہ شعر پڑھتا ہے ؎

گیا حسن خوبان دلخواہ کا ہمیشہ رہے نام اللہ کا

حضرت رومیؒ فرماتے ہیں کہ ؎

کودکے از حسن شد مولائے خلق بعد پیری شد خرف رسوائے خلق

ترجمہ :۔ جو حسین لڑکا مخلوق میں سردار بنا پھرتا ہے بوڑھا ہوتا ہے تو وہی مخلوق میں رسوا پھرتا ہے ؎

چوں بہ بدنامی بر آید ریش او ننگ آید دیو از تفتیش او

جب بدنامی کے ساتھ اسی حسین لڑکے کے چہرہ پر داڑھی آجاتی ہے تو شیطان بھی اس کی مزاج پرسی سے شرم کرتا ہے۔

حسن مجازی اور عشق مجازی کے عذاب اور فتنے سے نجات کے لئے حق تعالیٰ نے آنکھوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے یعنی بد نگاہی سے سخت احتیاط کرے اور اس کے لئے لوگ وظیفہ پوچھتے ہیں مگر وظیفوں سے یہ عادت نہیں جاتی یہ بُری عادت تو دعا و ہمت اور ارادہ سے جاتی ہے۔ جب تک ہمت اور ارادہ ترک گناہ کا نہ کرے گا زندگی بھر پریشان رہے گا اور آخرت کا عذاب الگ بھگتنا پڑے گا بس ارادہ کرلے کہ اگر جان بھی جائے گی پھر بھی نہ دیکھوں گا انشاء اللہ تعالیٰ اس مرض سے نجات حاصل ہوگی اور ہر بد نگاہی پر کم از کم ۴ رکعات نوافل جرمانہ بھی اپنے نفس پر کرے اور گڑگڑا کر استغفار بھی کرے۔

بس حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جب شیطان دیکھے گا کہ یہ ہر گناہ کو استغفار سے معاف کرا لیتا ہے اور نوافل کا ثواب الگ جمع کر لیتا ہے تو وہ بھی اپنی تجارت میں ایسا زبردست خسارہ

دیکھ کر مایوس ہو کر تمہارا پیچھا چھوڑ کر دوسرا شکار تلاش کرے گا۔ واقعی اللہ والوں کی نظر کس قدر وسیع ہوتی ہے وہ نفس و شیطان کی چالوں کو خوب سمجھتے ہیں ۔ بدنگاہی کے علاج پر یہ دو شعر احقر کے ہیں ؎

نہیں علاج کوئی ذوقِ حسن بینی کا — مگر یہی کہ بجا آنکھ بیٹھ گوشہ میں

اگر ضرور نکلنا ہو تجھ کو سوئے چمن — تو اہتمام حفاظت نظر ہو توشہ میں

کتنی ہی حسین صورت سامنے آجائے دل مضبوط کر کے آسمان کی طرف دیکھو کہ اوپر بھی کوئی دیکھ رہا ہے اور وہ ان آنکھوں کا مالک ہے اور حق تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی گردن جھکا دو۔ نگاہ نیچی کر لو اسی وقت نقد انعام ملے گا اور وہ انعام ایمان کی حلاوت ہے (جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے) یہی وہ جہاد ہے کہ کفار سے جہاد کرنے بھی بڑا جہاد ہے نفس کے مقابلے کو جہاد اکبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہر وقت یہ شہادت مومن کو عطا ہوتی رہتی ہے یعنی امرِ الٰہی کے خنجر کے سامنے اپنے خواہشات نفسانیہ کی گردن کو خوشی خوشی پیش کرتے ہیں اور اسی مجاہدہ سے حق تعالیٰ کا عظیم قرب عطا ہوتا ہے جب بندہ بزبان حال کہتا ہے ؎

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں

تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں (مجذوبؒ)

اس مجاہدہ اور گناہ کے ترک کی تکلیف برداشت کرنا اور اس خونِ آرزو پر احقر کے ۵ اشعار ملاحظہ ہوں ؎

اس خنجر تسلیم سے یہ جان حزیں بھی — ہر لحظہ شہادت کا مزہ لوٹ رہی ہے

انھیں ہر لحظہ جانِ نو عطا ہوتی ہے دنیا میں
جو پیشِ خنجرِ تسلیم گردن ڈال دیتے ہیں

گر یوں ہی پیتا رہے گا آرزوؤں کا لہو
ایک دن پا جائے گا قسمت سے جانِ آرزو

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت ہے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

یعنی مجاہدات کے غم سے ایسا قرب عطا ہوتا ہے اللہ والوں کو کہ یہ آسمان کے حجابات ان کے لئے حجابات نہیں ہوتے

میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا حال اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا کہ میں دنیا میں جب چلتا پھرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے میں آخرت کی زمین پر چلتا پھرتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب قیامت کے دن دوزخ اور جنت اور تمام مغیبات دیکھوں گا تو میرا ایمان کچھ زیادہ نہ ہوگا اتنا ایمان تو مجھے فیضان بارگاہ رسالت کے صدقے دنیا ہی میں حاصل ہے۔

احقر کو اپنا ایک شعر عشق مجازی کے متعلق اور یاد آیا۔

ہر عشق مجازی کا آغاز بُرا دیکھا
انجام کا یا اللہ کیا حال ہوا ہوگا

شعر ۱۱۹ اگر عالم ہمہ پر خار باشد دل عاشق گل و گلزار باشد

ترجمہ و تشریح: اگر تمام دنیا کانٹوں سے بھر جاوے لیکن حق تعالیٰ شانہ کے عاشق کا دل ہمیشہ گل و گلزار اور پر بہار

ہوگا۔ کیونکہ دنیائے فانی کی ہر بہار فانی ہے اور حیّ قیوم کی ذات باقی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے تعلق و محبت کی بہار بھی بہار بے خزاں اور باقی ہے ؎

این بہارے نیست کورا دے رسد ؛ عاشقان حق کے قلب میں بہار ہے
وہ ایسی بہار نہیں جسے خزاں زائل کرسکے یا نقصان پہنچا سکے۔

اللہ والوں کو اگر کبھی کوئی تکلیف پہنچی ہے تو وہ اس میں بھی حق تعالیٰ کی رحمت و حکمت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور پر سکون اور خنجر تسلیم کے سامنے سر تسلیم خم رہتے ہیں۔

حکایت :۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ کیا حال ہے اور کیسا مزاج ہے فرمایا اس بندہ کا مزاج کیا پوچھتے ہو۔ جس کی مرضی کے مطابق کائنات میں تمام کام ہوتا ہے۔

مخاطب نہایت متوحش ہوا کہ یہ کیسا جملہ ہے جب تشریح کی درخواست کی تو فرمایا کہ بات یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ مرضی حق سے ہوتا ہے اور میں نے اپنی مرضی کو حق تعالیٰ کی مرضی میں فنا کردیا ہے۔ پس میری مرضی اور ان کی مرضی ایک ہو چکی ہے۔ لہٰذا جو کچھ ہوتا ہے میں یہی سمجھتا ہوں کہ سب میری ہی مرضی کے مطابق ہو رہا ہے اور میں ہر حال میں خوش رہتا ہوں ؎

ناخوش او خوش بُوَد بر جان من
دل فدائے یار من رنجان من (رومی)

؎ بہار من خزاں صورت گل من شکل خار آمد
چو از ایمائے یار آمد ہمیں گیرم بہار آمد (اخترؔ)

جو ہوا اچھا ہوا بہتر ہوا　　　　وہ جو حسب مرضیِ دلبر ہوا (مجذوبؒ)

عجیب مظہر اضداد ہیں تیرے عاشق
خوشی میں روتے ہیں اور غم میں مسکراتے ہیں (اخترؔ)

شعر ۱۲۰
اگر بے کار گردد چرخ گرداں
جہاں عاشقاں بر کار باشد

ترجمہ و تشریح اگر آسمان گردش کرنے والا اپنے کام سے کسی وقت بے کار ہو جاوے اور جس کے سبب تمام نظام ارضی و فلکی درہم و برہم ہو جاوے پھر بھی خدا کے عاشقوں کی کائنات سرگرم کار رہے گی یعنی عشاق حق ہر حالت میں باخدا رہتے ہیں اور ہنگامہ عشق حقیقی کا کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا ہے

یہاں تو ایک پیغام جنوں پہنچا ہے مستوں کو
انھیں سے پوچھئے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں

زیں سبب ہنگامہا شد کل ہدر　　　　باشد ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر (رومیؒ)

ترجمہ:۔ دنیا کے تمام ہنگامے ایک دن ٹھنڈے ہو جاتے ہیں مثلاً جوانی کا ہنگامہ بڑھاپے میں، بہار چمن کا موسم خزاں میں۔ بدر کامل کا شب تاریک میں۔ آفتاب کا اُفق غروب میں۔ گل تر کا افسردگی میں۔ صحت کا بیماری حیات کا موت میں۔ اور موت تو ہمیشہ کے لئے ہے

ہنگامۂ حیات کو خاموش کر گئی

مگر اللہ والوں کی روحانی بہار کا ہنگامہ ہمیشہ گرم تر رہتا ہے! اور یہ کیوں؟ حضرت رومیؒ جواب دیتے ہیں ہے

عارفاں زانند ہر دم آمنوں　　　　کہ گذر کردند از دریائے خوں

عارفین حق ہر وقت امن میں اور سکون میں اس سبب سے ہیں کہ وہ مجاہدات کے دریائے خون کو عبور کر چکے ہیں اور حق تعالیٰ کے مقرب ہو چکے ہیں۔

جہاں رنگ و بو میں رنگ گوناگوں کا منظر تھا
مگر ہر اہل رنگ و بو کا حالِ رنگ ابتر تھا
نظام رنگ و بو سے ہو کے جو ما فوق جیتا تھا
اسی مستِ خدا کا رنگ ہر دم رنگ خوشتر تھا (اختر)

ے رنگ تقویٰ رنگ طاعت رنگ دیں
تا ابد باقی بُوَد بر عابدیں (رومیؒ)

ترجمہ:۔ تقویٰ اور طاعت اور دین کا رنگ قیامت تک عابدین کی ارواح پر باقی رہنے والا ہے

ے رنگ شک رنگ کفران و نفاق
تا ابد باقی بُوَد بر جانِ عاق (رومیؒ)

ترجمہ:۔ شک اور کفر اور نفاق کی سیاہی قیامت تک نافرمانوں کی ارواح پر باقی رہنے والی ہے۔ مراد یہ کہ جو بدون توبہ اسی حالت میں مر گئے۔ ورنہ تائبین کو تو حق تعالیٰ پاک و صاف فرما دیتے ہیں۔

شعر ۱۲۱ ہمہ غمگین شوند و جانِ عاشق لطیف و خرّم و عیار باشد

ترجمہ و تشریح لغت۔ عیّار۔ بہت حرکت کرنے والا (یعنی خوشی میں خوب کام کرنے والا) (غیاث) کائنات میں ہر شخص پریشان ہے مگر اللہ والوں کے دل سکون اور چین میں ہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ خدائے پاک سے تعلق کر کے تو دیکھو پھر دیکھنا کہ پریشانی کہاں رہتی ہے۔

جسم زندہ ہے روح سے مگر روح زندہ ہوتی ہے حق تعالیٰ کے تعلق سے پس ذات حق ہماری جانوں کی بھی جان ہیں۔ ہائے حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کبھی بڑے درد سے حق تعالیٰ شانہ کو اس طرح خطاب فرمایا کرتے۔ اے آرام جاں بیقراراں ! یعنی حق تعالیٰ شانہ کی ذات بے قراروں کے دلوں کے آرام ہیں۔

ذکر حق آمد غذا ایں روح را

مرہم آمد ایں دل مجروح را (خاتم مثنوی)

حق تعالیٰ کا ذکر اس روح کی غذا ہے اور مجروح دل کا مرہم ہے چند دن حق تعالیٰ کے راستے میں گناہوں کے چھوڑنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پھر تمام زندگی راحت ہی میسر ہوتی ہے۔

پہنچنے میں ہوگی مشقت تو بے حد

تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی (مجذوبؒ)

نفس کے تمام بُرے خواہشات کا ڈٹ کر مقابلہ کرے اور کسی اللہ والے سے مشورہ کرتا رہے اور دعائیں کراتا رہے یقیناً حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ایک دن آپ کو اپنے قرب اور درد محبت سے مالا مال فرما دیں گے۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں

اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

(حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی دامت برکاتہم)

احقر کے اشعار ذیل ملاحظہ ہوں

جہان رنگ و بو میں ہر طرف بس آب و گل پایا

مگر عاشق کے آب و گل میں ہم نے درد دل پایا

ہمارے خونِ حسرت پر فلک رویا زمیں روئی
مگر اے دل مبارک ہو کہ تو نے دردِ دل پایا

۵ اسی لاشے سے اُٹھتی ہے بہارِ موجِ گلشن میں
رضائے دوست کی خاطر جو خاک و خون میں ملتا ہے

مزہ ملا جو مجھے دل کی بیابانی کا رہا نہ شوق گلستاں کی باغبانی کا
تری نگاہ کرم چاہیئے مرے دل کو یہی بہار ہے اختر کی زندگانی کا
حسرتیں وجہ شکست دل ہوئیں اور دل خود فاتح منزل ہوا
(اختر)

حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں

کسی کو رات دن سرگرم فریاد و فغاں پایا
کسی کو فکر گوناگوں میں ہر دم سرگراں پایا
کسی کو ہم نے آسودہ نہ زیر آسماں پایا
بس اک مجذوب کو اس غمکدہ میں شادماں پایا

غموں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ بن جائے

حکایت:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک منکرِ خدا نے کہا کہ میرے ایک سوال کا جواب دیدیں تو میں اسلام قبول کرلوں۔ فرمایا دریافت کرو مگر میں خدا سے معلوم کرکے بتاؤں گا۔

کہاں کہ اگر کوئی شخص اپنے مقابل پر مسلسل تیر کی بارش کررہا ہو تو اس سے بچنے کی کیا تدبیر ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے معلوم کیا ارشاد ہوا کہ اے عیسیٰ! آپ جواب دیدیں کہ تیر چلانے والے کے پاس آکر کھڑا ہو جاوے تو پھر اس کے تیروں سے محفوظ ہو جاوے گا۔ یہ جواب سنتے ہی وہ حیران ہوگیا

اور اس نے تصدیق کی بے شک آپ سچّے نبی ہیں۔

فائدہ:۔ مثنوی شریف میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ اس سے یہ سبق ملا کہ جب مصائب کے تیر خدا کی طرف سے آتے ہیں تو مصائب سے محفوظ رہنے کی صورت یہی ہے کہ خدائے پاک سے قریب ہو جاؤ اور ان سے تعلق پیدا کرو ؎

بلائیں تیر اور فلک کمان ہے چلانے والا شہنشہاں ہے
اسی کے زیر قدم اماں ہے بس اور کوئی مَفَر نہیں (مجذوبؒ)

اور اللہ تعالیٰ کا تعلق صحبت بزرگان دین سے نصیب ہوتا ہے ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا (اکبر الہ آبادی)

"در بیان شان باطنی اہل اللہ"

شعر ۱۲۲ دگر تنہا ست عاشق نیست تنہا
کہ با معشوق تنہا یار باشد

ترجمہ و تشریح کائنات میں ہر شخص تنہا ہے مگر عاشقان حق اپنے باطن میں تعلق مع اللہ کی دولت رکھتے ہیں اور وہ ہمہ وقت باخدا ہوتے ہیں۔ صوفیہ اسی نعمت کو حضور دائم یا دوام حضور کہتے ہیں۔

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

؎ ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربط خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے (مجذوبؒ)

اہل اللہ اگر مخلوق کے ساتھ بھی مشغول ہوتے ہیں تو اس وقت بھی

انھیں حق تعالیٰ کے ساتھ استحضار کی کیفیت حاصل رہتی ہے صوفیہ کے نزدیک اس رنگ نسبت کا نام خلوت درانجمن ہے ؎

کچھ اور ہی ہے اب مرے دن رات کا عالم
ہر وقت ہے اب اُن سے مناجات کا عالم (مجذوبؒ)

ہر لمحۂ حیات گذارا ہم نے ∴ آپکے نام کی لذت کا سہارا لیکر (اختر)

شعر ۱۲۳ سوار عشق شو در رہ میندیش
کہ اسپ عشق بس رہوار باشد

ترجمہ و تشریح عشق کی سواری پر بیٹھ کر حق تعالیٰ کا راستہ طے کرو یعنی زہد خشک کے بجائے حق تعالیٰ سے والہانہ اور عاشقانہ تعلق پیدا کرو ؎

زاہدوں پر مے اُچھالی جائے گی روح ان مردوں میں ڈالی جائیگی

مطلب یہ کہ زاہدوں کو حق تعالیٰ کے عاشقوں سے رابطہ قائم کر کے طریق عشق سے منزل طے کرنی چاہئے کیونکہ عشق کا گھوڑا ہی یہ راستہ طے کرنے والا ہوتا ہے

حضرت رومیؒ نے مثنوی شریف میں اس مقام کی یوں تشریح فرمائی ہے کہ

سیر زاہد ہر مہے یک روزہ راہ سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ

ترجمہ :۔ اگر زاہد خشک ہر ماہ میں ایک دن کا راستہ طے کرتا ہے تو عاشقانِ حق ہر سانس میں عرش اعظم تک بہ فیض پرواز محبت و درد عشق سیر کرتے رہتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

حق تعالیٰ کی محبت کے لئے سالک کو چاہیئے کہ اہل محبت کی (یعنی عاشقان حق کی) صحبت میں بیٹھا کرے۔ احقر کو اپنا ایک شعر یاد آیا

زاہد سے کیا سنوں میں محبت کی داستاں
الفاظ خشک میں ہے تہاں سرّ غم کہاں

اس کامیابی کا راز یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا راستہ فنائیت کاملہ اور عبدیت کاملہ سے طے ہوتا ہے اور محبت ہی آدمی کے نخوت و خودی کو مٹا دیتی ہے اور خودی کے مٹنے ہی سے خدا ملتا ہے۔ جس طرح چاند روشن ہوتا ہے اس وقت جب زمین سورج کے سامنے سے ہٹ جائے کیونکہ سورج ہی کی روشنی سے چاند روشن ہوتا ہے۔ یہ راستہ خودی کا نہیں بیخودی کا ہے

بے خودی میں یہ کبھی ممکن نہیں ہو خودی اہل خرد کی سربلند (اختر)

شیخ کامل کا فیضان بھی اسی طالب پر مکمل ہوتا ہے جو اپنے نفس کو اور رائے کو مٹا کر شیخ کی رائے پر چلتا ہے ؎

جب تک فنائے رائے کی ہمت نہ پایئے
کیونکہ آپ اہل عشق کی محفل میں آیئے (مولانا محمد احمد صاحب)

اور عبادت کا لطف بھی اسی وقت ملتا ہے جب حق تعالیٰ سے محبت کاملہ ہو۔

؎ تری ہر طاعتوں سے لطف جنت زندگی میں ہے
خلش حاصل جو تیرے غم کی میری بندگی میں ہے (اختر)

تیز رفتاری عشق

شعر ۱۲۴ بیک ساعت ترا منزل رساند اگرچہ راہ ناہموار باشد

ترجمہ و تشریح ایک ساعت میں عشق عاشقوں کو منزل تک پہنچا تا ہے

اگرچہ راستہ کس قدر دشوار ہے یعنی خدا کی محبت ہی نفس کی خواہشات کو کچلنا اور احکام الٰہی کو بجالانا آسان کر دیتی ہے۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ محبت ہر تلخی کو شیریں بنا دیتی ہے ؎

از محبت تلخہا شیریں شود

اور محبت ہی کا کرشمہ ہے کہ جہاد میں مومن اپنا خون بہا کر جان بھی فدا کر دیتا ہے ؎

منڈلائے ہوئے جب ہر جانب طوفاں ہی طوفاں ہوتے ہیں
دیوانے کچھ آگے بڑھتے ہیں اور دست و گریباں ہوتے ہیں

میدان بدر اور دامن کوہ اُحد کے خاک کے ذرّات شہیدوں کے لہو سے تاباں ہو کر بزبان حال اس مضمون کی تائید کرتے ہیں۔

آنا ہے جو بزم جاناں میں پندار خودی کو توڑ کے آ
اے ہوش و خرد کے دیوانے یاں ہوش خرد کا کام نہیں (اصغرؔ)

لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے ۔۔۔ تا بمنزل صرف دیوانے گئے
مستند رستے وہی ملنے گئے ۔۔۔ جن سے ہو کے تیرے دیوانے گئے
آہ کو نسبت ہے کچھ عشاق سے ۔۔۔ آہ نکلی اور پہچانے گئے

اللہ تعالیٰ کی راہ میں محبت اور خوف کا معیار کیا ہے؟ خدائے پاک کی محبت کا مقام زبان رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے

حدیث: اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنۡ نَفۡسِیۡ وَاَھۡلِیۡ وَمِنَ الۡمَاءِ الۡبَارِدِ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے خدا کی محبت کو اس عنوان سے مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ! اپنی محبت مجھے اتنی عطا فرما دیجئے جس سے

آپ کی ذات پاک میری جان سے بھی زیادہ محبوب و عزیز تر ہو جاوے اور میرے اہل و عیال سے بھی زیادہ آپ مجھے محبوب ہوں اور اے خدا ٹھنڈے پانی سے جو رغبت پیاسے کو ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ آپ کی مجھے رغبت ہو۔

یہ عجیب دعا ہے احقر عرض کرتا ہے کہ یہ دعا اگر ہم لوگ مانگ لیا کریں تو حق تعالیٰ کی محبت اسی بلند معیار سے ہم کو عطا ہو جاوے۔ حق تعالےٰ توفیق بخشیں۔ آمین

دوسری حدیث کا مضمون یہ ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْيَاءِ اِلَیَّ

اے اللہ میرے قلب میں کائنات کی تمام چیزوں سے زیادہ اپنی محبت عطا فرما دے۔

ایک حدیث میں یہ عنوان ہے کہ اے خدا آپ جب اہل دنیا کی آنکھیں ٹھنڈی کریں ان کی دنیاوی نعمتوں سے تو میری آنکھیں اپنی عبادت سے ٹھنڈی فرما۔

اسی طرح سے خوف کا معیار بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اور اس کا پتہ آپ کی اس دُعا سے ملتا ہے کہ اے خدا اپنا خوف مجھے اتنا عطا فرما دیجئے جو تمام کائنات کے اشیاء سے زیادہ ہو ایک دعا میں یہ عنوان ہے کہ اے خدا اپنے خوف سے مجھے اتنا حصہ عطا فرما دیجئے جو مجھے آپ کی نافرمانی سے روک دے پس معلوم ہوا کہ محبت اور خوف کی مقدار مطلوبہ ضرور یہ حاصل کرنا ضروری ہے ورنہ اعمال رضا پر عمل کی ہمت اور ناراضگی و غضب کے اعمال سے اجتناب کی توفیق مشکل ہے اور

محبت وخوف کے یہ مدارج اور ان کی یہ مقدار اہل محبت واہل حشیت کی صحبت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔اے ایمان والو اللہ سے ڈرو لیکن یہ ڈر کہاں سے حاصل ہوگا، کونوا مع الصادقین کاملین کی صحبت میں رہ پڑو۔حضرت شیخ الحدیث مولانا ذکریا صاحب دامت برکاتہم نے لکھا ہے کہ صادقین سے مراد مشائخ و بزرگان دین ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔

حدیث: لِکُلِّ شَیْئٍ معدنٌ ومَعْدَنُ التَّقْویٰ قلوب العارفین

ترجمہ:- ہر شے کے لئے معدن ہے اور تقوی کا معدن عارفین کے قلوب ہیں ہمارے حضرت شیخ پھولپوری رح فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز اپنے خزانے اور کانوں سے ملتی ہے سونا سونے کی کان سے چاندی چاندی کی کان سے کوئلہ کوئلہ کی کان سے۔اسی طرح امرود، امرود والوں سے۔مٹھائی مٹھائی والوں سے۔کپڑا، کپڑے والوں سے۔پس اللہ بھی اللہ والوں سے ملتا ہے۔

ہمّت مرد عاشق

شعر ۱۲۵

علف خواری نہ دارد مرد عاشق

کہ جان عاشقاں خمارہ باشد

ترجمہ و تشریح اہل محبت صرف شکم پروری اور بھوسہ خوری نہیں کرتے کیونکہ عاشقوں کی جانیں حق تعالیٰ کی محبت سے مست ہوتی ہیں۔

مولانا رومی رح نے اس مضمون کی تشریح یوں فرمائی ہے ؎

معدہ راہم زیں کہہ وجو باز کن ــــ خوردن ریحان وگل آغاز کن
معدہ راخوکن بداں ریحان وگل ــــ تا بیابی حکمت وقوت رسل

ترجمہ :- اے لوگو! اپنے معدہ کو چند دن گھاس اور جو سے باز رکھو یعنی التفات وانہماک ان سے ہٹا کر ریحان گل کھانا شروع کرو مراد یہ کہ روح کو غذائے ذکر حق دینا شروع کرو تاکہ انبیاء علیہم السلام کے علم وحکمت سے تمہیں بھی کچھ حصہ بہ فیضان نبوت عطا ہونے لگے۔

معارف وحقائق عشق

شعر ۱۲۶

ہمہ را بیازمودم ز تو خوشترم نیامد
چو فرو شدم بدریا چو تو گوہرم نیامد

ترجمہ وتشریح کائنات میں سب کو آزمایا لیکن سب کو ناپائیدار بے وفا پایا ہاں اے محبوب حقیقی! آپ سے خوشتر کسی کو نہ پایا۔ جب دریائے موجودات میں غوطہ لگایا تو وجود کے ہر موتی سے سابقہ پڑا لیکن اے واجب الوجود محبوب حقیقی! آپ جیسا گوہر یکتا کوئی نہ پایا۔

شعر ۱۲۷

رہ آسماں درازست پر عشق را بجنباں
پر عشق چوں کشودی غم نردباں نباشد

ترجمہ وتشریح آسمان کا راستہ (راہ حق) دراز ہے اپنے عشق کے پروں کو حرکت دو جب تو عشق کے پروں کو کھولے گا تو عشق کا فیض تجھے افلاک پر لے جائے گا اور تجھے سیڑھی نہ ہونے کا غم نہ ہوگا۔ عشق حقیقی کی شان یہ ہے کہ عاشق کو محبوب تک پہنچا دیتی ہے ؎

روح کو اپنا سا کر کے لے چلی افلاک پر
اللہ اللہ یہ کمال روح جولاں دیکھئے

مراد یہ کہ بیکار بیٹھنے سے اور باتیں بنانے سے خدا نہیں ملتا ؎

قدم باید ت در طریقت نہ دم | کہ اصلِ ندارد دمے بے قدم

طریقت میں قدم چاہیئے نہ صرف دعوئی کیونکہ بدون عملی قدم کے محض جذبات سے یہ راستہ نہیں طے ہوتا ؎

کامیابی تو کام سے ہو گی | نہ کہ حسن کلام سے ہو گی
ذکر کے التزام سے ہو گی | فکر کے اہتمام سے ہو گی (مجذوبؒ)

بیٹھے گا چین سے اگر کام کے کیا رہیں گے پر
گو نہ نکل سکے مگر پنجرے میں پھڑپھڑائے جا
کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تری نظر
تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

عشق کے پر کھولنے سے مراد ذکر و فکر کا شروع کرنا ہے۔ ہمارے شیخ حضرت پھولپوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر میں تین حروف ہیں ذال۔ کاف۔ ر۔ اور ذاکر میں اور مذکور میں بھی یہ تین حروف موجود ہیں۔ پس ذکر ذاکر کو مذکور سے ملا دیتا ہے۔ کیا ہی عجیب بات فرمائی۔ ذکر واقعی عجیب چیز ہے سب اصلاحات اسی کی برکت سے ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نور پیدا ہوتا ہے اور جب دل میں نور آتا ہے تو پھر گناہوں کے اندھیروں سے وحشت ہونے لگتی ہے ؎

می گریزد ضد ہا از ضد ہا | شب گریزد چو برا فروزد ضیا

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ ہر شے اپنے ضد سے بھاگتی ہے پس جب

دن روشن ہوا رات کی اندھیری کیسے ٹھہر سکتی ہے اور اگر احیاناً کوئی خطا ہو بھی جاوے گی تو سخت پریشانی ہوگی جس طرح روشنی میں رہنے والوں کے گھر کی بجلی چلی جانے سے وحشت ہوتی ہے اور پاور ہاؤس سے فون کے ذریعہ فریاد رسی شروع کر دیتے ہیں اسی طرح اللہ اللہ کرنے والوں سے اگر کبھی کوئی کوتاہی اور خطا صادر ہوتی ہے تو فوراً ان کو توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی ذات پاک سے جو سرچشمۂ نور اور مرکز نور ہے گناہ کی ظلمت و اندھیری دور ہونے اور دوبارہ نور عطا ہونے کی فریاد و گریہ و زاری شروع کر دیتے ہیں اسی کو مولانا نے بیان فرمایا ہے ؎

بر دلِ سالک ہزاراں غم شود گر ز باغ دل خلالے کم شود

سالک کے باغِ دل سے اگر ایک تنکا بھی کم ہوتا ہے تو اس کے قلب پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں۔ احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

میرے دل کو روشنی دیتے نہیں شمس و قمر!
کائنات دِل کے ہیں کچھ دوسرے شمس و قمر
اے خدا تجھ سے ہی روشن ہیں ہمارے رات دن
اے ہماری کائناتِ دل کے خورشید و قمر
زندگی پرکیف پائی گرچہ دل پر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

عشق کے پر کی تشریح کے لئے مثنوی رومی کا ایک شعر یاد آیا ؎

جاں مجرد گشتہ از غوغائے تن می پرد با پرّ دل بے پائے تن

عارفین حق کی جانیں جسم کے ہنگاموں سے یکسو ہو کر حق تعالیٰ کی طرف اڑتی رہتی ہیں دل کے پروں سے بدون جسم کے پاؤں کے۔ پس عارف

بیٹھا ہوا بھی سیر الی اللہ کرتا رہتا ہے۔

لذّت وصال بوقت مرگ

شعر ۱۲۸
اے شاد آن زمانے کز بخت ناگہانے
جاں بر کنارا فتاد تن بر کنارہ ماند

ترجمہ و تشریح کیا ہی خوشی کا وقت ہو گا جب قسمت سے میری جان تن کے قفس عنصری سے علیحدہ ہو کر محبوب حقیقی سے واصل ہو گی۔ یہ شوق لقاء محبوب ہے۔ جس کی دُعا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عنوان سے مانگی ہے

حدیث۔ اے خدا آپ سے آپ کی ملاقات کا شوق مانگتا ہوں۔

حکایت :۔ حضرت محدّث شیخ کامل شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ شوق کے کیا معنیٰ ہیں پھر خود ہی ارشاد فرمایا شوق کے معنیٰ تڑپ کے ہیں۔ مولوی صاحب پر حال طاری ہوا اور چیخ چیخ کر رونے لگے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا ارے مولوی ہو کر چلاّتے ہو۔ مطلب یہ تھا کہ حال شدت نہ اختیار کرے اور سکون ہو جاوے۔

حکایت :۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ آپ کی روح قبض کرنا چاہتے ہیں۔

فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے خلیل اللہ کا لقب دیا ہے اور خلیل کے معنیٰ گہرے دوست کے ہیں تو کیا کوئی اپنے خلیل کی بھی روح قبض کرتا ہے۔ یہ بات عزرائیل علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے عرض کی، ارشاد ہوا میرے

خلیل سے کہدو کہ کیا کوئی دوست اپنے دوست کے پاس آنے سے گھبراتا ہے۔ الموت جسرٌ موت تو پل ہے یوصل الحبیب الی الحبیب جو حبیب کو حبیب سے ملاتی ہے ؎

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم
راحت جاں طلبم وواز پئے جاناں بروم

ترجمہ:۔ کیا ہی مبارک وقت ہوگا کہ اس ویرانے سے میں رخصت ہوں گا اور محبوب حقیقی کے لقاء سے راحت جان حاصل کرنے کے لئے جسم سے جدا ہوکر محبوب کے پاس روانہ ہوں گا۔

"بیان عشق از عشق"

شعر ۱۲۹؎ عشق را از کس مپرس از عشق پرس
عشق او بس خوش بیان است اے پسر

ترجمہ و تشریح عشق حقیقی کا مقام کسی سے مت پوچھو کہ کیا ہوتا ہے ؎
یہ کیا ہوتا ہے جب لب پر کسی کا نام آتا ہے

عشق کی تفسیر عشق ہی کی زبان سے پوچھئے۔ حق تعالیٰ کی محبت نہایت خوش بیان مقرر ہے اے پسر۔ مولانا نے اس کی تشریح مثنوی میں یوں بیان فرمائی ہے ؎

شرح عشق و عاشقی خود عشق گفت — عقل در شرحش چو خر در گل بخفت
لیک عشق بے زباں روشن تر است — گرچہ تفسیر زباں روشن گر است

ترجمہ:۔ عقل نے عشق کی شرح شروع کی تھی کہ عاجز ہوکر مٹی میں مثل گدھے کے سوگئی یعنی عناصر کے تقاضوں سے مغلوب ہوکر حب دنیا میں پھنس گئی

اور عشق اور عاشقی کی شرح خود عشق نے بیان کرنا شروع کر دیا۔

"عذاب عشق مجازی"

مگر عشق مجازی جو مثل دوزخ کے نہ زندہ رکھتا ہے نہ مارتا ہے موت اور حیات کے درمیان لایموت فیھا ولا یحییٰ کا عذاب چکھاتا ہے۔ خدائے پاک کافر کو بھی یہ عذاب نہ دے۔

این چنیں اندوہ کافر را مباد　　　دامن رحمت گرفتم داد داد (رومی)

ترجمہ:- اے خدا! ایسا غم کافر کو بھی نہ دے تیری رحمت کا دامن پکڑ کر تجھ سے فریاد کرتا ہوں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق مجازی عذاب ہے، عذاب۔ اگر عشق مجازی سے توبہ کرلے اور اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دے تو ایسا محسوس ہوگا کہ مچھلی پانی سے دور ہو کر جو تپتی ریت میں تڑپ رہی تھی پھر کسی نے پانی میں ڈال دیا تو کیا حیات تو اسے معلوم ہوگی۔ ہمارے حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ پیر وہ ہے جو دل کی پیر انکال دے۔ یعنی کانٹا نکال دے۔

اگر عشق مجازی سے توبہ کرنے میں قلب و روح کو اس قدر تکلیف ہو کہ موت آجاوے تو وہ شہید ہوگا۔

حدیث میں وارد ہے کہ جو عاشق ہو جاوے کسی پر اور اس کو ظاہر نہ کرے اور عفیف (پاکدامن) رہے اور صدمہ سے مر جاوے فھو شہید پس وہ شہید ہے۔ اور اگر روح نہ نکلی مگر زندگی بے کیف تلخ معلوم ہونے لگی تو یہ بے کیفی چند دن کی ہے جلد ہی حق تعالیٰ کے قرب سے وہ لطف اور سکون عطا ہوگا کہ بزبانِ حال:

یہ کہے گا۔ جو احقر کے ان اشعار میں ہے۔

(۱) بپاس خاطر دیوانہ مے آتی ہے جنت سے

یہی انعام ہے نہلا اُٹھے جو خون حسرت سے

(۲) ہر خون آرزو کا صلہ یہ ملا مجھے

اُن کے کرم نے گود میں مجھکو اُٹھا لیا

(۳) سرد آہیں کبھی نالہ کبھی گریہ و بکا

دولت عاشق مسکین اسی کو کہتے ہیں

نفس کی بُری خواہشات کا خون کرنے سے ہی حق تعالیٰ کا قرب خاص عطا ہوتا ہے کیونکہ جب اپنی خواہشات پر عمل نہیں کرتا تو دل ٹوٹ جاتا اور دل درد بھرا ہوا ہو جاتا ہے ؎

سینے میں ہوں اک درد بھرا دل لئے ہوئے

احقر کے ان اشعار میں غور فرمائیے

کون کہتا ہے بامراد ہی کا   عشق ہے نام نامرادی کا

وہ جلا اس کا نشیمن وہ اٹھا اس کا دھواں

یوں کیا صیاد نے طائر کا سامان وصال

اس عارض و گیسو کے سہارے کو فنا ہے   بس ان کے سہارے پہ ہے جینا کوئی جینا

تو نے ان کی راہ میں طاعت کی لذت بھی چکھی

ہاں شکست آرزو کا بھی مقام قرب دیکھ

سرفروشی جاں فروشی دل فروشی سب سہی

ہاں شکست آرزو کا حوصلہ کر کے بھی دیکھ

وہ نامراد کلی رشک گل شگفتہ ہے   کہ اب وہ محرم راز دل شکستہ ہے

اس وقت احقر کو اصغر گونڈوی کا یہ شعر نہایت لذیذ معلوم ہوتا ہے ؎

ایک ایک تنکے پر سوءِ شکستگی طاری
برق بھی لرزتی ہے میرے آشیانے سے (اصغر)

ایک دفعہ ایک مشہور جریدہ میں ایک سرپھرے کا یہ مضمون پڑھا تھا کہ جتنے صوفیائے کرام عاشقانہ انداز سے کلام کہتے ہیں دراصل یہ مجاز کے شکار ہوتے ہیں مگر محروم و نامراد ہو کر حقیقت کی آڑ میں اپنی تشنگی بجھاتے ہیں۔ واقعی چور سب کو چور سمجھتا ہے المرء یقیس علیٰ نفسہٖ ہر آدمی اپنے ہی اوپر دوسروں کو قیاس کرتا ہے۔ اس بدفہم اور بے خبر اور جاہل محروم کو یہ نہیں معلوم کہ یہ صوفیائے کرام پھر رات دن تہجد و اشراق و اوابین اور تلاوت اور ہر وقت اتباع سنت کے غم و فکر میں کیوں گھلتے ہیں۔ اس ناشستہ رو معترض سے کوئی پوچھے کہ تجھے ان اعمال صالحہ کی کیوں توفیق نہیں ہوتی جو ان عاشقان خدا کو ہوتی ہے۔ جیسے نامرد کو لذت جماع سمجھانا محال ہے اسی طرح ایسے لوگوں کو اولیائے پاک کی ارواح کے درد و محبت کے مقام کو سمجھانا مشکل ہے۔ بہر حال سوال یہ ہے کہ ہر عاشق مجاز کے اعمال و احوال پھر ان صوفیائے کرام جیسے کیوں نہیں ہو جاتے حالانکہ کتنے ان میں نامراد ہو کر خودکشی کر گئے یا پاگل ہو گئے۔

درحقیقت بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ ان کی ارواح کو اپنی طرف جذب فرما لیتے ہیں۔ پس محبت کا مادّہ تمام کا تمام حق تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے ان کی محبت بالحق ہوتی ہے یا للحق ہوتی ہے یعنی یا تو اللہ کے ساتھ ہوتی ہے یا اللہ کے لئے کسی سے ہوتی ہے۔ البتہ حسن مجاز کی طرف انجذاب ان کو قوی تر ہوتا ہے اس لئے ان کے لئے مجاہدہ بھی قوی تر

ہوتا ہے اس لئے ان کا نور بھی قوی تر ہوتا ہے پھر یہ کہ اولیائے کرام مثل انبیاءؑ معصوم نہیں ہوتے۔ اگر احیاناً ان سے صدور خطا ہوتا ہے تو ان کی توبہ بھی اسی مقام درد سے ہوتی ہے جو عام لوگوں کی توبہ سے کہیں افضل ہوتی ہے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

کاشکے مادر نزادے مر مرا ۔۔۔ یا مرا شیرے نخوردے در چرا

درد جگر افتادہ ہستم صد شرر ۔۔۔ در مناجاتم بہبیں خون جگر

گر مرا ایں بار ستاری کنی ۔۔۔ توبہ کردم من زہر ناکردنی

ترجمہ:۔ ایک بزرگ کی توبہ کا مضمون بیان فرماتے ہیں کہ اے کاش اس گناہ سے جو صدمہ اور جو ندامت ہے میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا یا مجھے شیر کسی جنگل میں کھا گیا ہوتا۔ میرے جگر میں صدمہ و ندامت کی سیکڑوں چنگاریاں بھری ہوئی ہیں جس کے سبب اے خدا آپ میری مناجاۃ میں میرے جگر کا خون دیکھ لیجئے۔ اس مرتبہ آپ میری ستاری فرمادیجئے میں اپنی ہر نالائقی سے توبہ کرتا ہوں۔

حکایت:۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز تہجد شیطان نے آپ کے پاؤں دبا کر قضا کرادی یعنی نیند گہری طاری ہوگئی۔ آپ نے دن میں تہجد کی قضا ادا کی۔ مسلم شریف میں یہ حدیث مروی ہے کہ من نام عن حزبہ او عن شئ منہ جس شخص کا نیند کے سبب رات کا وظیفہ اور معمول ادا نہ ہوسکا اور اس نے فجر اور ظہر کے درمیان اس کو پورا کرلیا کتب لہ کانما قرءہ من اللیل تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جیسے کہ اس نے رات ہی میں پورا کیا۔ حاصل حکایت یہ کہ حضرت معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن میں بعد نماز فجر معمولات شب پورا کر کے بہت روئے اور حق تعالیٰ سے ندامت کے ساتھ استغفار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ندامت کے ان آنسوؤں کو جو ایک روایت کے مطابق شہیدوں کے خون کے برابر میدان محشر میں تولے جائیں گے قبول فرما کر ان کے درجے کو بہت بلند فرما دیا۔ ابلیس نے آپ کو آپ کے درجہ سے کمتر کرنے کی کوشش کی تھی لیکن آپ کا مقام پہلے سے بھی بلند دیکھ کر حسد سے جل گیا۔ دوسری شب میں تہجد کے لئے بیدار کیا۔ حضرت رضؓ نے دریافت کیا اے شخص تو کون ہے کہا میں آپ کو تہجد کے لئے اٹھا رہا ہوں۔ آپ اٹھ کر یہ نیک کام کریں۔ لیکن مجھے نہ معلوم کریں کہ میں کون ہوں۔ میرا نام بہت بدنام ہے فرمایا نہیں تجھے بتانا پڑے گا کہا حضور مجھے ابلیس لعین کہتے ہیں۔ فرمایا تیرا کام تو برائی کرانا ہے یہ نیک کام آج کیسے کر لیا کہا حضور ہزاروں سال عبادت گذار رہا ہوں پرانی عادت کبھی عود کر آتی ہے۔ فرمایا کہ سچ سچ بتا اے ابلیس تیرا مکر مجھ سے نہ چل سکے گا۔ کہا حضور رات آپ کی تہجد قضا کرا دی تھی۔ آپ کی گریہ وزاری اور توبہ نے آپ کو پہلے سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیا پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ مجھ جیسا بنی آدم کا حاسد اس کو کہاں برداشت کر سکتا ہے۔ آج سوچا کہ آپ کو بیدار کر دوں تاکہ آپ جس رفتار سے ترقی کر رہے تھے اسی پر قائم رہیں۔ آپ نے جس مقام درد و اخلاص سے توبہ کی۔ اس نے تو آپ کو تیز گام بنا دیا سلوک میں اور میری تدبیر معکوس نے میرے جگر میں غم کی آگ رکھدی۔

پس اللہ والوں کے ساتھ بدگمانی وہی کرتا ہے جو بدبخت ہوتا ہے مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد | میلش اندر طعنۂ پاکاں زند
سجدہ گہہ را تر کن از اشک رواں | کہ خدایا وارہانم زیں گماں

ترجمہ (۱) جب حق تعالیٰ کسی کو رسوا کرنا چاہتے ہیں تو اس کی پردہ فاشی کے لئے اور پردہ دری کے لئے اس کے قلب میں پاک اور مقبول بندوں کے اوپر اعتراض کا داعیہ پیدا فرماتے ہیں اور اس کی یہ رسوائی اس کے سابقہ جرائم کے پاداش میں ہوتی ہے۔

(۲) پس اے مخاطب! اگر تیرے اندر کبھی بدگمانی اللہ والوں کی طرف سے آئے تو سجدہ میں گر کر رونا شروع کر دے اور اپنے آنسوؤں سے سجدہ گاہ کو تر کر دے اور دعا کر کہ اے خدا اس گمان بد سے مجھے پاک فرما

احقر کو اپنا ایک شعر یاد آیا

زمین سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم | برس گیا جو برستا تھا مرا خون جگر

حق تعالیٰ کے راستے میں طعنہ و اعتراض و ملامت برداشت کرنا ہوتا ہے۔

حکایت :۔ ایک بزرگ ایک مرید کے ساتھ سفر کر رہے تھے ایک معترض نے کہا کیسا مکّار ہے مرید کی زندگی تباہ کرتا ہے۔ مرید نے کہا اس سے بدلہ لینا چاہا۔ بزرگ نے فرمایا کہ یہ راستہ خدا کا ہے اس میں تو یہی کانٹے برداشت کرنے ہوتے ہیں اگر تجھے منظور نہیں تو تو اپنا راستہ لے اور مجھے چھوڑ دے۔

حضرت خواجہ صاحب کا شعر ہے ؎

قدر مجذوب کی خاصان خدا سے پوچھو | شہرۂ عام تو اک قسم کی رسوائی ہے

احقر کا شعر ہے ؎

انعام اہل درد سے پاتا رہا ہوں میں | اور اہل عیش عمر بھر طعنہ دیئے مجھے

"عاشقی شیوۂ نازک مردان نیست"

شعر ۱۳۰: عشق کار نازکاں و نرم نیست
عشق کار پہلوان است اے پسر

ترجمہ و تشریح عشق نازک اور نرم لوگوں کا کام نہیں ہے۔ یعنی عشق سیکڑوں ناز رکھتا ہے اور سیکڑوں ناز سے ہاتھ آتا ہے۔ عاشقی بلاکشوں کا کام ہے ؎

دونوں عالم دے چکا ہوں میکشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

حدیث:۔ الا ان سلعۃ اللہ غالیۃ خوب سن لو کہ خدائی سودا بڑا مہنگا ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اہل ایمان کی ایسی ایسی آزمائش ہوئی کہ ان کے قلوب ان کے منہ تک آ گئے۔ لیکن دولت بھی تو وہ ملتی ہے کہ جو لاثانی ہے۔ آہ لاثانی کا لطف تعلق بھی لاثانی ہوتا ہے۔ جس ذات پاک کا کوئی کفو اور ہمسر و مثل نہیں تو نعمت قرب حق کے ساتھ کائنات کی کوئی نعمت کیسے ہمسری کا دعویٰ کر سکتی۔

حضرت رومیؒ فرماتے ہیں ؎

دعوی مرغابی کرد است جاں کے ز طوفان بلا دارد فغاں

جان مومن نے جب مرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو طوفان بلا سے مرغابی کو کب ڈر ہوتا ہے۔ چنانچہ مشاہدہ ہے کہ مرغابی دریا کی بلند موجوں پر چڑھ جاتی ہے اور جب موجیں نیچے اترتی ہیں تو وہ بھی نیچے اترتی ہے۔ الغرض طوفان پر غالب اور سوار رہتی ہے۔ اسی طرح مومن حق تعالیٰ کی محبت میں

زمانہ کے ہر طوفان سے ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے اور بزبان حال کہتا ہے ؎

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں

ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

شیر دریا کے دھارے کے خلاف تیرتا ہے دھارے پر بہنا اپنی توہین سمجھتا ہے اسی طرح مومن زمانے کے تابع نہیں ہوتا وہ اپنے گردوپیش کے طوفان میں خدا کے قانون کے مطابق جیتا ہے۔ ایک ہزار پاور کے بلب کی روشنی میں رہنے والا۔ کم پاور کے بلب والوں سے کبھی مرعوب نہیں ہو سکتا۔

نورِ آفتاب، لاتعداد ستاروں کی روشنی کو ماند کر دیتا ہے۔ یہاں قانون اکثریت اور جمہوریت دم توڑتا ہے۔ نااہلوں کی اکثریت بے معنی ہوتی ہے ایک کمزور لاغر بلّی کی صدائے میاؤں سن کر مکھن و دودھ پینے والے ولایتی چوہوں کی اکثریت بلوں کی سمت بدحواس راہ فرار اختیار کرتی ہے۔ ہزاروں گائے ایک قصاب کی چھری کے سامنے اپنی اکثریت ـــــ کو زیر خنجر قصاب دیکھنے کے باوجود دم بخود گردن تسلیم جھکائے کھڑی ہوتی ہیں۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اندھیری کی محیط کائنات اکثریت لاپتہ ہوتی ہے۔ پس یہ عذر لنگ لچر ہے کہ ہمارا معاشرہ خراب ہے ہماری اکثریت گمراہ ہے۔ لہٰذا ہم کس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر زندگی گذار سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے قلوب میں وہ نور ایمان نہیں حاصل کرتے جو زمانہ پر چھا جاتا ہے ؎

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ

وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا

ہماری روحوں اور قلوب کے بلب کا تار اس پاور ہاؤس سے صحیح اور

قومی رابطہ نہ قائم کرسکا جہاں سے انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو وہ نور عطا ہوتا ہے جو کائنات پر چھا جاتا ہے۔ اور کبھی احساس کمتری کا شکار نہیں ہوتا۔ اللہ والوں کی صحبت میں فنائے رائے کے ساتھ چند مدت گذار کر دیکھئے کہ دل کے اندر کیا نعمت عطا ہوتی ہے۔

حکایت :۔ حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی درس بخاری شریف میں مصروف تھے۔ ایک مولوی صاحب نواب رامپور کے مقرب تھے وہ بھی مجلس میں حاضر تھے درمیان میں عرض کرنے لگے کہ حضرت! نواب رامپور نے مجھ سے کہا ہے کہ شاہ صاحب کو میرے یہاں لاؤ میں ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کروں گا۔

حضرت کی روح مبارک اس وقت حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے استحضار کے ساتھ ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح سے پُر کیف تھی۔ بڑی مملکت کے سفیر کی بھی عظمت ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم احکم الحاکمین کے سفیر و رسول ہیں اور سید الرُسُل ہیں۔ اللہ و رسول کی قدر ان کے عاشقین ہی جانتے ہیں۔ شاہ صاحب نے ان کو جواب دیا کہ ارے لاکھ روپے پر ڈالو خاک اور میری بات کو غور سے سنو کہ میں اس وقت کیا کہہ رہا ہوں۔ پھر مست ہو کر یہ شعر پڑھا ؎

جو دل پہ ہم اس کا کرم دیکھتے ہیں
تو دل کو بہ از جام جم دیکھتے ہیں

دل کی گہرائی سے ان کا نام جب لیتا ہوں میں
چومتی ہے میرے قدموں کو بہار کائنات (اختر)

[redacted]

بدونِ عشقِ حقیقی روحِ انسانی ماہیِ بے آب

شعر ۱۳۱ ہر کہ بجز عاشقاں ماہیئے بے آب داں

مردہ و پژمردہ است گرچہ امیر و وزیر

ترجمہ و تشریح جو شخص کائنات میں عاشقِ حق نہ ہوا اور جس کی روح حق تعالیٰ کے قرب سے مشرف نہ ہوئی۔ پس دنیائے مردار پر مثل کرگس گرا رہا اس کی روح امیر اور وزیر ہونے کے باوجود اسطرح بے سکون ہے جس طرح خشکی کے عیش میں مچھلی ہو اور پانی سے دور ہو۔ ایک بزرگ محدّث عالم فرماتے ہیں کہ ہماری روح کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ایسا ہے جیسے مچھلی کو پانی سے ؎

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہاست

ماہیاں را با یبوست جنگہاست (رومیؒ)

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں اگرچہ خشکی میں ہزاروں عیش رنگا رنگ ہوں لیکن مچھلیوں کے نزدیک یہ اسبابِ موت و ہلاکت ہیں۔ ان کو تو پانی میں ڈالدو پھر پانی کے طوفان و حوادث میں بھی یہ پُر خمار اور مست رہتی ہیں۔ آدمی اسی طرح اللہ تعالیٰ سے دور ہو کر اور غفلت میں مبتلا ہو کر دنیا کے تمام اسباب عیش کے باوجود بے چین و بے سکون رہتا ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

ترا ذکر ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے

حکایت :۔ ایک بزرگ ایک بزرگ سے ملاقات کے لئے سفر کر رہے تھے راستے میں ایک درخت کے سایے میں آرام کرنے لگے۔ چڑیوں نے کہا

جہاں یہ جا رہے وہ بزرگ انتقال کر گئے - یہ بزرگ جب ان سے ملے تو وہ زندہ تھے فرمایا اب تو چڑیاں بھی جھوٹ بولنے لگیں۔ فرمایا کیا بات ہے قول چڑیوں کا نقل کیا۔ پوچھا کیا وقت تھا جب یہ خبر دی ۱۲ بجے دن کا تھا فرمایا چڑیوں نے صحیح خبر دی تھی۔ میں آج ۱۲ بجے خدا سے غفلت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اور خدا سے غافل کی مثال حدیث شریف میں مردہ سے دی گئی ہے اور ذاکر کی مثال زندہ سے دی گئی ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کا شعر یاد آیا ؎

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا   برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

جس نے دنیا میں خدا کا قرب و رضا نہ حاصل کیا وہ دنیا میں آ کر دنیا سے کچھ نہ پایا۔

افسوس کہ اہل آخرت کو آج کل کے عقلاء زمانہ بے وقوف سمجھتے ہیں حالانکہ عقل کی تعریف یہ ہے کہ جو نفع و ضرر سمجھ سکے پھر نفع و ضرر میں فیصلہ کر سکے نفع دائمی کے لئے ضرر عارضی کو گوارا کر لے اور نفع عارضی کو ضرر دائمی کے خوف سے ترک کر دے۔ اب ان کا حال ظاہر ہے کہ دنیا کے چند روزہ آرام کے لئے آخرت کے دائمی عذاب سے بے فکر ہیں اور عارضی نفع کو دائمی ضرر کے مقابلے میں ترجیح دے رہے ہیں۔ پس عقل کی صحت کا فیصلہ اس تعریف مذکور کی کسوٹی پر خود کر لیں اور عقل کی تعریف مذکور بین الاقوامی تعریف ہے۔ کوئی عاقل اس کے خلاف بول نہیں سکتا یہ کلمات مسلمات ہیں۔

جو اپنے دل میں ایک ذرہ نور رکھتے ہیں اور اللہ اللہ کرتے ہیں اور کسی اللہ والے کی صحبت سے نور باطن حاصل کرتے ہیں ان سے پوچھئے کہ

کہ کبھی ان کا ذکر چھوٹ جاتا ہے تو ان کے دل پر کیا گذرتی ہے گویا بزبان حال یہ کہہ اٹھتے ہیں ؎

تیرے بن کیوں اندھیرا اندھیرا ہوا
میری دنیا کا شمس و قمر کیا ہوا (اختر)

حضرت عارف رومیؒ فرماتے ہیں ؎

یار شب را روز مہجوری مدہ
جان قربت دیدہ را دوری مدہ

ترجمہ:۔ اے خدا! اپنے اُن دوستوں کو جنہوں نے راتوں میں تجھے یاد کیا ہے جدائی کا دن نہ دکھا یعنی دن میں ان کو لذت قرب سے مسرور فرمایا اور جس جان نے آپ کے قرب کی لذت چکھ لی ہے اس کو جدائی کا غم نہ دیجئے۔

حکایت:۔ ایک بزرگ نے اپنے قلب میں حق تعالیٰ کے قرب کی لذت میں کمی محسوس کی۔ بہت روئے۔ جنگل میں دیوانہ وار رویا کرتے اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہتے۔ دَلیا بنا بھتوا اداس مُری سَجنی ۔

ترجمہ۔ اے خدا میرا چاول (بھات) بغیر دال کے اداس ہے یعنی میری زندگی کے (ایام و لیالی) دن و رات بغیر آپ کے بے کیف ہیں۔ پھر جب نور قرب عطا ہوا تو بزبان حال فرمایا ؎

باز آمد آب من در جوئے من
باز آمد شاہ من در کوئے من

میرا پانی میری خشک نہر میں پھر آگیا یعنی میرا شاہ پھر میرے دل کی گلی میں آگیا یہ قرب حق کی تعبیرات و عنوانات عاشقانہ ہیں جس کا مزہ اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

زندگی میری ہے تیرا ذکر و بقا
ہے مری موت یہ میں ہوں تجھ سے جدا

بحر طوفان غم ہے مخالف ہوا   میری کشتی کا تو ہی ہے بس ناخدا
تیری دریائے رحمت کا ہے آسرا   ورنہ اختر ہے اعمال سے بے نوا

دولت باطنی یعنی تعلق مع اللہ کی نعمت اور ذکر کی لذت حوادث وآلام میں بھی عاشقانِ خدا کو پر سکون اور پر کیف رکھتی ہے

ہر لمحۂ حیات گذارا ہم نے   آپکے نام کی لذت کا سہارا لیکر (اختر)

اطمینان قلب از ذکر حق

بس خدائے پاک سے تعلق کے علاوہ پوری کائنات میں تلاش کر ڈالو کہیں چین نہ پاؤ گے گناہ کی لذت عارضی ہے اور دائمی بے سکونی کا سبب ہے جیسے خارش میں جب جلد ناتندرست ہو جاتی ہے تو کھجلانے میں لطف ملتا ہے لیکن کھجلانے کے بعد جلن اور تکلیف کتنی بڑھ جاتی ہے۔ پس تقاضائے خارش کا علاج جس طرح کھجلانا نہیں بلکہ خون صاف کرنے کی دوا استعمال کر کے جلد کو تندرست بنانا ہے اور جب جلد تندرست ہو گی تو خارش نہ اٹھے گی ــــ اسی طرح گناہوں کے تقاضوں کا علاج گناہ کرنا نہیں بلکہ دل کے فساد کا علاج کرنا ہے جب دل سلیم ہو جاوے گا ان فاسد خیالات سے نجات مل جاوے گی۔ نفس میں گناہوں کے تقاضوں کا علاج وہی ہے جو دوزخ کے پیٹ بھرنے کا ہے حدیث میں ہے کہ دوزخ میں جب سب دوزخی ڈالدیئے جاویں گے تو کہے گی کیا اور بھی کچھ ہے پھر حق تعالیٰ اپنا قدم مبارک رکھیں گے۔ پس کہے گی قط۔ قط۔ بس بس پیٹ بھر گیا۔ اسی طرح یہ نفس امّارہ بھی دوزخ کی ایک شاخ ہے اصل کا جو علاج ہے وہی فرع کا بھی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

نار بیرونی یا بے بفسرد | نار شہوت تا بدوزخ می برد
نار شہوت چہ کشد؟ نور خدا! | نور ابراہیم را سازاد وستا

ترجمہ :- بیرونی آگ کو پانی بجھا دیتا ہے مگر خواہشات نفسانیہ کی آگ تو دوزخ تک لیجاتی ہے پھر شہوت کی آگ کو کون بجھا سکتا ہے ؟ نور خدا یعنی ذکر حق شروع کردو اور کسی عاشق حق کی صحبت میں ہو آیا کرو پس نور حق ہی نار شہوت کا قاتل ہے - یہی وہ نور ذکر ہے کہ جب مومن جہنم کے پشت سے گذرے گا تو دوزخ فریاد کرے گی کہ اے مومن گذر جا تیرا نور میری آگ بجھائے ڈالتا ہے -

مضرات بدنگاہی

اس زمانے میں بدنگاہی عام ہے جس کا سبب بے پردگی کا عموم ہے اور اس سے روحانی صحت کی خرابی کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کو بھی شدید اور ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے - چنانچہ بعض تو عشق مجازی کا شکار ہو کر علم سے محروم ہو گئے اور بعض کا کاروبار ستیاناس ہو گیا بعض کی بیویاں رو رہی ہیں - اور بعض نامرادی کے غم سے پاگل یا خودکشی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور جو عشق میں نہ مبتلا ہوئے صرف سرسری مطالعۂ حسن کرتے رہے ان کے دل و دماغ کا سکون چھنا ہوا ہے - جریان و احتلام اور رقت و سرعت انزال کی بیماریاں ہو رہی ہیں -

حاصل یہ کہ پاکیزہ خیالی صحت کی بڑی ضمانت ہے اور یہ بدنگاہی اور پاکیزہ خیالی میں تضاد ہے جیسے پانی اور آگ میں اس کا علاج صرف ایمان اور خوف خدا ہے اور یہ نعمت حق تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت

ہی سے مل سکتی ہے ۔ اللہ والوں کی مجالس میں اہتمام سے شرکت ہو اور تنہائی میں ان سے وقت لیکر اپنا حال زار بتا کر مشورہ کریں اور عام حالات میں تبلیغی جماعت میں نکلنا بھی عجیب کیمیا ہے کیونکہ اس جماعت میں آدمی اپنے ماحول سے دور رہو کر صالحین کے ماحول میں رہ کر اچھے اثرات کو قبول کر لیتا ہے ۔ اور مشاہدات ہیں کہ اس جماعت کے اندر دفتر کے ملازمین کالج کے لڑکے اور تاجر طبقہ مل جل کر ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کسی دینی درسگاہ کے طالب عالم یا استاد ۔ یعنی ظاہری صورت صالحین کی معلوم ہوتی ہے ۔ احقر نے بدنگاہی کے علاج پر ایک نظم بھی لکھی ہے جو حسب ذیل ہے ۔

حفاظت نظر

بے پردہ حسینوں سے ہوا تنگ زمانہ
آنکھوں نے شروع کر دیا اب دل کو ستانا
ممکن نہیں صورت میں نہ ہوئی کوئی تغیر
بیکار ہے پھر ان سے تیرا دل کا لگانا
لیکن اگر آنکھوں کو نہ تو ان سے بچائے
ممکن نہیں پھر دل کا تیرا ان سے بچانا
آنکھوں کی حفاظت میں ہے اس دل کا سکوں بھی
گو نفس کرے تجھ سے کوئی اور بہانا
دھوکہ ہے تجھے لطف حسینوں سے ملے گا
ابلیس کے کہنے سے کبھی اس پہ نہ جانا

پاگل کی طرح پھرتے ہیں عشاق مجازی

بے چین ہیں دن رات یہ بدنام زمانہ

رہنا ہے اگر چین سے سن لو یہ مری بات

آنکھوں کو حسینوں کی نظر سے نہ ملانا

اختر کی ایک بات نصیحت کی سنو تم

ان مردہ حسینوں سے کبھی دل نہ لگانا

؎ ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے (مجذوبؒ)

جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوق نظر نہیں ہے

اسکے عارض کو لغت میں دیکھو کہیں مطلب عارضی نکلے (اختر)

یہ احقر کا عجیب پر لطف شعر ہے۔ اہل علم و اکابر نے بھی بہت پسند فرمایا عارضی لذت اور چند روزہ بہار کے لئے آخرت کی دائمی راحت کو کھو کر دائمی کلفت مول لینا کس درجہ خسارہ اور نادانی کی بات ہے ؎

جلد توبہ کر کے بھاگو سوئے حق کہ بہار بے خزاں ہے کوئے حق (اختر)

زلف جعد و مشکبار و عقل بر

آخر او دم زشت پیر خر (رومیؒ)

ترجمہ :۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ ان مجازی حسینوں کے گھونگھر والے بال جن سے تم مشک کی خوشبو محسوس کرتے ہو اور عقل و ہوش اڑائے دیتی ہے یہی جب بوڑھی ہو جاوے گی پھر اسی کی زلف (چوٹی) بوڑھے گدھے کی دم معلوم ہو گی۔ پس عبرت حاصل کرو اے آنکھیں والو!

"خالی کردن دل را از اغیار"

شعر ۱۳۲ گر تو خواہی وطن پر از دلدار خانہ را رو تہی کن از اغیار

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے شاہ خوباں کے لئے دربار دل

ترجمہ و تشریح اگر تو چاہتا ہے کہ محبوب حقیقی دل میں جلوہ فگن ہو۔ تو جا (کسی اہل دل کامل کی صحبت میں) دل کو غیروں پاک کرلے ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

جب خواجہ صاحبؒ نے یہ شعر حضرت حکیم الامت تھانویؒ کو سنایا تو خوش ہو کر فرمایا اگر میرے پاس ہوتا تو میں آپ کو بطور انعام ایک لاکھ روپیہ پیش کرتا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت تھانویؒ کا قلب اس نعمت سے مُشَرَّف تھا ؎

دل مرا ہو جائے اک میدان ہو
تو ہی تو ہو تو ہی تو تو ہی تو (مجذوبؒ)

اصلاح تصوف میں قلب کو غیر حق سے خالی کرنے کا نام تخلیہ ہے اور پھر انوار حق سے منور کرنے کا نام تحلیہ ہے۔

تخلیہ کے دو طریقے بزرگوں نے لکھے ہیں۔

(۱) دل کی ایک ایک بیماری کا علاج شیخ سے کرایا جائے۔

(۲) دل کے اندر عشق حق حاصل کیا جاوے جو سب غیر کو سوختہ کر دیتا ہے مگر یہ کسی خدا کے عاشق بندہ کی صحبت ہی سے ملتا ہے پہلا طریقہ

دیر طلب ہے دوسرا آسان اور کم وقت میں منزل تک پہنچاتا ہے۔
اس کی مثال حضرت تھانوی رحؒ نے یہ دی ہے کہ کسی جنگل کو صاف کرنا ہے تو اس کی دو صورت ہے ایک تو یہ کہ ایک ایک درخت کو ختم کیا جاوے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دیں تمام جنگل مختصر مدّت میں صاف ہو جاوے گا پس یہی دوسرا طریقہ عشق ہے۔ جب دل میں خدائے پاک کی محبت پیدا ہو جاتی ہے تو ہر حکم کو ماننا اور عمل کرنا آسان ہی نہیں بلکہ لذیذ تر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں ہر شخص رات دن اس کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے کہ جس سے محبت نہیں ہوتی اس کے لئے معمولی تکلیف و محبت بھی پہاڑ معلوم ہوتی ہے۔ اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کے لئے بڑی سے بڑی مشقت آسان تر بلکہ لذیذ معلوم ہوتی ہے یہی راز ہے جو انبیاء علیہم السلام اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کے حیرت انگیز جانی اور مالی اور بدنی قربانیوں اور محنتوں میں پوشیدہ ہے فرق اتنا ہے کہ اہل دنیا کے فانی محبوب نظر آتے ہیں اور وہ محبوب حقیقی صرف اپنے صفات کا ظہور فرماتے ہیں اور ذات پاک کو مخفی رکھتے ہیں تاکہ اپنے عاشقین کو عالم آخرت میں اپنے دیدار کی نعمت سے مسرور فرمائیں گے
مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

عشق من پیدا و معشوقم نہاں
یار بیروں فتنۂ او دو جہاں

ہمارا عشق تو ظاہر ہے اور ہمارا محبوب پوشیدہ ہے یعنی ہماری محبت کے اعمال وضو۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ سب ظاہر ہے مگر یہ اعمال

جن کے لئے ہو رہے ہیں وہ کائنات کی نظر سے مخفی ہیں لیکن اس مخفی ہونے کے باوجود تمام کائنات میں حق تعالیٰ ہی کا تصرف اور انھیں کی قدرت کارفرما ہے۔ آج کل اس کی مثال آسان یہ ہے کہ بجلی سے تمام کام ہو رہے ہیں مگر بجلی نظر سے پوشیدہ ہے۔

حکایت :۔ ہمارے شیخ مرشدنا مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ جب وضو کے لئے بوقت تہجد اٹھتے تھے تو اکثر یہی شعر گنگناتے ہوئے مستانہ وار پڑھا کرتے تھے

عشقِ من پیدا و معشوقم نہاں　　　یار بیروں فتنۂ او در جہاں

اور اکثر یا ربّی کا نعرہ مارتے کبھی یا ربّی معاف فرما دیجئے بھی کہتے اس وقت ایسا معلوم ہوتا کہ گویا حق تعالیٰ سے باتیں ہو رہی ہیں اور حق تعالےٰ شانہ کو نگاہ بصیرۃ کے ساتھ ساتھ بصارت سے بھی گویا دیکھ رہے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرمایا کرتے کہ ہمارے مولوی عبدالغنی صاحب کو اللہ کے ذکر نے مٹا دیا ہے اور ذکر اللہ چیز ہی ایسی ہے۔

حضرت شیخ پھولپوریؒ کو اکثر تنہائی میں دیکھا کہ فضا میں لفظ اسم ذات اللہ لکھ رہے ہیں یہ محبت الٰہیہ کا والہانہ رنگ تھا۔

واقعی محبت حق تعالیٰ کی اس قدر لذیذ ہے کہ امراء و سلاطین ہفت اقلیم کی سلطنت میں بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے ؎

ایں بہارے نیست کو رادے رسد

اللہ والوں کی یہ بہار کبھی خزاں رسیدہ نہیں ہوتی برعکس کائنات اور اس کی ہر چیز عارضی و فانی ہے۔ احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

جانے کیا پا گئے جانِ عالم سے ہم
سارے عالم کو خاطر میں لائے نہ ہم

صبح گلشن نہ ہو کیوں مری شامِ غم
غم ہی میں پا گئے آپ کو بھی تو ہم

لب پہ خنداں جگر میں ترا دردِ غم
تیرے عاشق کو سمجھا ہے لوگوں نے کم

میرا مقصود ہرگز نہیں کیف و کم
تیری مرضی پہ سر میرا تسلیم غم

ہو رہا ہے ترا درد کیوں بیش و کم
راز دارِ محبت سے پوچھیں گے ہم

تھمتے تھمتے اگر اشک جائیں گے کم
آتشِ غم مرے دل میں ہو گی نہ کم

"فرق اہل آخرت واہل دنیا"

شعر ۱۳۳ شہوت وخشم مرد صاحبدل بہتر از زہد وحلم دنیا دار

ترجمہ و تشریح اللہ والوں کے غصّے اور نفس کے تقاضے فانی فی الحق ہونے کے سبب سب للحق ہوتے ہیں یعنی ان کی محبت وخوشی بھی اللہ کے لئے ہوتی ہے اور ان کا غصہ وناراضگی بھی خدا کے لئے ہوتا ہے برعکس دنیا دار اگر زہد اور حلم بھی اختیار کرتا ہے تو وہاں بھی اس کی نیت دنیا ہوتی ہے یعنی تاکہ لوگ مجھے زاہد کہیں یا حلیم کہیں۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ دنیا ۴ طرح کی ہوتی ہے۔

(۱) بعض کے قلب میں بھی ہوتی ہے اور ہاتھ میں بھی ہوتی ہے یہ امرائے دنیا دار ہیں۔

(۲) بعض کے قلب میں دنیا ہوتی ہے مگر ہاتھ میں نہیں ہوتی یہ دنیادار تو ہے مگر بظاہر زاہد ہے کیونکہ بے چارہ محروم ہے دنیا سے

(۳) دنیا صرف ہاتھ میں ہوتی ہے مگر قلب میں نہیں ہوتی یہ امرائے صالحین بھی زاہدین کہلاتے ہیں۔

(۴) دنیا نہ دل میں ہوتی ہے نہ ہاتھ میں ہوتی ہے یہ اولیائے زاہدین امت کے ہیں جو ظاہراً و باطناً زاہد ہی نظر آتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام سے مقرب ہوتے ہیں۔

"بیان فوائد گریہ وزاری"

شعر ۱۳۴ تا نہ گرید صبیِّ گہوارہ — کے دہد شیر مادر غمخوار

ترجمہ و تشریح جب تک طفل شیر خوار (دودھ پیتا بچہ) روتا نہیں مادر مشفقہ کب دودھ اس کو دیتی ہے۔

مولانا رومیؒ نے اسی مضمون کو اس عنوان سے مثنوی میں پیش کیا ہے۔

تا نہ گرید طفل کے جوشد لبن — تا نہ گرید ابر کے خندد چمن

ترجمہ:۔ جب تک بچہ نہیں روتا ماں کے پستان میں دودھ نہیں جوش کرتا اسی طرح جب تک بادل نہیں ہوتے یعنی نہیں برستے باغات نہیں سرسبز ہوتے۔

حضرت خواجہ مجذوبؒ فرماتے ہیں ؎

جب فلک نے مجھ کو محروم گلستاں کر دیا

اشکہائے خوں نے مجھ کو گل بداماں کر دیا

یعنی حق تعالیٰ نے جب ہم کو جنت کے چمن سے دنیا میں اُتارا تو ندامت کے آنسوؤں کے صدقے میں پھر رحمت حق کو جوش آیا اور دنیا ہی میں اپنے عاشقوں کو جنت کا لطف بلکہ حاصل جنت یعنی خود اپنی ذات پاک کا قرب عطا فرما دیتے ہیں۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے جب حق تعالیٰ کی یاد میں خوب رونا آئے تو اس کا نام عاشقان خدا کی اصطلاح میں گرم بازاری عشق ہے۔

حکایت:۔ میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ جونپور شہر میں ایک مشاعرہ تھا جس کا مصرعہ طرح یہ تھا

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے

ایک لڑکے نے ایسی مصرعہ طرح لگائی کہ سارا مجمع محو حیرت ہو گیا اور اس کو نظر لگ گئی تین دن تک زندہ رہا اور مر گیا۔ وہ مصرعہ جانفزا یہ تھا

اے سیل اشک تو ہی بہادے اُدھر مجھے

یعنی اتنا رونا آوے کہ آنسوؤں کے سیلاب ہی یار تک بہالے جائیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں

سَهَرُ الْعُيُونِ لِغَيْرِ وَجْهِكَ ضَائِعٌ

وَبُكَاهُنَّ لِغَيْرِ فَقْدِكَ بَاطِلٌ

ترجمہ:۔ اے خدا جاگنا آپ کے غیر کے لئے آنکھوں کو ضائع کرنا ہے (کیونکہ فانی محبوب کے لئے جاگنا بھی بے قیمت اور فانی ہے) اور اے خدا آپ کے

علاوہ کسی کے لئے رونا اپنے آنسوؤں کو حقیر اور رائگاں کرنا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نقل فرمایا ہے اصدق کلمۃ قالہا الشاعر قول لبید شاعر کے تمام کلمات میں سب سے سچا شعر یہ ہے ؎

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَّا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ

ترجمہ:۔ خوب سن لو کہ ہر شے جو خدا کے علاوہ ہے وہ فانی اور باطل ہے لیکن جو محبت اللہ کے لئے ہوتی ہے وہ محبت بھی ملحق ہونے کے سبب محبت حق ہی ہوتی ہے پس اس تشریح سے خدا کا حکم سمجھ کر اور خدائے پاک کی مرضی کے مطابق جس سے محبت ہوگی وہ سب اس شعر سے مستثنیٰ ہے۔

حکایت:۔ ایک بزرگ سفر کر رہے تھے راستے میں تنہائی تھی آسمان کی طرف دیکھا۔ نگاہ کرم سے بھیک مانگی کہ اے خدا ایک ذرہ اپنی محبت کا عطا فرما قبولیت کی ساعت تھی دعا قبول ہوگئی۔ بس گریہ طاری ہوا۔ روتے روتے پہروں گذر گئے اور عالم تحیّر میں وہیں کھڑے رہ گئے اور بزبان حال فرمایا ؎

یا رب چہ قطرہ ایست محبت کہ من ازاں
یک قطرہ آب خوردم و دریا گریستم

اے رب! آپ کی محبت کا قطرہ کیسا قطرہ ہے کہ ایک قطرہ پیا تھا اور دریا کا دریا رو رہا ہوں۔

حضرت مرشدیؒ نے تفسیر علی مہائمی کے حوالہ سے فرمایا تھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا تو آپ پر ندامت کا غلبہ ہوا اور اس قدر روئے کہ ان آنسوؤں کے اجتماع سے چھوٹے چھوٹے چشمے

بن گئے اور انھیں اشکہائے ندامت سے خوشبودار پودے گلاب۔
بیلا۔ چمبیلی۔ گل نسرین و ریحان پیدا ہوئے۔

حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ

؎ برسائیں گے جب خونِ دل اور خونِ جگر ہم
دیکھیں گے تبھی نخلِ محبت میں ثمر ہم

؎ ہو گئی خشک چشمِ تر بہہ گیا ہو کے خوں جگر
رونے سے دل مرا مگر ہائے ابھی بھرا نہیں

غالباً جگر کا شعر ہے

؎ رونے کا جب مزہ ہے کہ اے چشمِ خونفشاں
ہر بوند میں لہو کی تمنا دکھائی دے

حضرت رومیؒ فرماتے ہیں

اے دریغا اشکِ من دریا بُدے ؎ تا نثارِ دلبرِ زیبا شدے

ترجمہ:۔ اے کاش میرے آنسو دریا ہوتے کہ محبوب حقیقی پر وہ قربان ہوتے۔

حکایت:۔ حضرت مرشدیؒ درس بخاری کے لئے اپنے مدرسہ بیت العلوم پھولپور سے سرائے میر ہر روز اپنے ذاتی یکہ سے تشریف لیجایا کرتے تھے احقر ساتھ ہوتا تھا ۵ میل کا راستہ تھا ہر روز با وضو تلاوت کرتے ہوئے سفر کرتے ایک دن اثنائے تلاوت ہی میں احقر سے فرمایا کہ حکیم اختر جب دُعا میں آنسو نکل آئے تو سمجھ لو کہ دعا قبول ہو گئی۔

اب احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں تین اردو اور دو فارسی کے ہیں

(۱) ہو گئی عرش زمیں سجدہ ؎ کسکی آنکھوں سے لہو برسا ہے

(۲) زمیں سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم
برس گیا جو برسنا تھا مرا خون جگر
(۳) ایک قطرہ اگر ہوتا تو وہ چھپ بھی جاتا
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا
(۴) ہر کجا گرید بہ سجدہ عاشقے — آں زمیں باشد حریم آں سہے

ترجمہ:- جس زمین پر بحالت سجدہ کوئی عاشق حق روتا ہے وہ زمین اس وقت اس شہنشاہ حقیقی کا حرم شاہی بن جاتی ہے غایتہ قرب کے اعتبار سے۔

(۵) قطرۂ اشک ندامت در سجود — ہمسری خون شہادت می نمود

گنہگار کے ندامت کا قطرۂ اشک (آنسو کا قطرہ) بحالت سجدہ شہیدوں کے خون کی ہمسری کرتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں سے بڑھ کر کوئی قطرہ نہیں ایک قطرہ آنسو کا جو حق تعالیٰ کے خوف سے نکلا ہو دوسرا قطرہ خون کا جو راہ خدا میں یعنی جہاد میں گرا ہو

حکایت:- ایک بار حضرت مرشدیؒ نے اپنے چہرہ پر بہے ہوئے آنسوؤں کو پہلے آنکھوں پر پھر تمام چہرہ پر اور داڑھی پر مل لیا اور فرمایا کہ ہمارے پیر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ پھر احقر نے ایک حدیث کی روایت میں دیکھا کہ ایک صحابی محمد بن منکدرؓ جب روتے تھے تو اپنے چہرہ اور داڑھی پر پھیلا لیا کرتے اور فرماتے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جہنم کی آگ اس جگہ نہ پہنچے گی جہاں آنسو پہنچے ہوں گے۔

حدیث:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس آنکھ سے اللہ کے خوف سے ذرا سا آنسو خواہ وہ مکھی کے سر کے برابر نکل کر چہرہ پر

گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آگ پر حرام فرمادیتے ہیں۔

حدیث :۔ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے اس کا آگ میں جانا ایسا ہی مشکل ہے جیسے دودھ کا تھن میں واپس جانا۔

حدیث :۔ حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کی امت سے کچھ لوگ بے حساب جنت میں جائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا ہے۔

حدیث :۔ قیامت کے دن سات آدمی ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنا سایہ عطا فرمائیں گے ان میں ایک وہ شخص بھی ہے جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھ سے آنسو بہنے لگے۔

حضرت کعبؓ احبار صحابی کا قول

فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر میں خدا کے خوف سے روؤں اور آنسو میرے رخسار پر بہنے لگے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ پہاڑ کے برابر میں سونا صدقہ کروں۔

حضرت رومیؒ فرماتے ہیں ؎

در مناجاتم ببیں خون جگر

ترجمہ :۔ اے خدا میری مناجات و دعائیں میرے جگر کا خون دیکھ لیجئے۔ یعنی کس درد سے دعا کر رہا ہوں۔

احقر کا شعر جو ایک دن سو کر اُٹھنے پر زبان سے جاری ہوا ؎

روح را با ذات حق آویختہ درد دل اندر دُعا آمیختہ

ترجمہ:۔ عاشقانِ خدا اپنی روح کو حق تعالیٰ کے ساتھ وابستہ کئے ہوئے ہیں اور دعاؤں میں اپنا دردِ دل شامل کئے ہوئے ہیں۔ توفیق گریہ اپنے اختیار میں نہیں اس لئے اگر رونا نہ آوے تو رونے والی صورت بنا کر حق تعالیٰ کے کرم کا تماشا دیکھئے ؎

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ　　　تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

حضرت ابوبکر صدیق کا ارشاد

فرمایا کہ اگر رونا نہ آوے تو رونے کی صورت ہی بنالے۔

توفیق گریہ کے لئے حدیث شریف کی یہ دُعا بھی کرتا رہے کہ اے خدا میں آپ سے ایسی آنکھیں مانگتا ہوں جو آپ کے خوف سے رونے والی ہوں قبل اس کے کہ (آخرت میں) یہ آنسو خون ہو جاویں اور ڈاڑھیں آگ کے شعلے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

ہر کجا بینی تو خون بر خاکہا　　　پس یقین می دانکہ آں از چشم ما

ترجمہ:۔ جہاں کہیں بھی دیکھو کہ زمین پر خون کے آنسو پڑے ہوں تو یقین کر لینا کہ جلال الدین رومی ہی کی آنکھوں سے یہ گرے ہیں۔ اور ایک مقام فرمایا کہ گریہ وزاری گنہگاروں کا بڑا سرمایہ ہے ؎

گریہ وزاری قوی سرمایہ است

؎ اے جلیل اشک گنہگار کے یک قطرہ کو
ہے فضیلت تری تسبیح کے سو دانوں پر

احوال عاشقان حق

شعر ۱۳۵　　ہرچہ غیرِ خیالِ معشوق ست　　خارِ عشق است اگر بُوَد گلزار

ترجمہ و تشریح محبوب حقیقی کے علاوہ یعنی یا ان کا خیال ہو یا ان کیلئے کسی کا خیال ہو اس کے علاوہ جو خیال بھی ہے سب خار ہی خار ہے اگرچہ صورت میں گلزار معلوم ہوتا ہے۔

دل کی دنیا جب روشن ہوتی ہے جب دل کا خالق اور مالک کا نور دل میں آجاوے۔ گھر آباد وہی کہلاتا ہے جس میں گھر کا مالک آجائے۔ ورنہ وہ دل ویران ہے۔

یہ مصرعہ ابھی ابھی لکھتے لکھتے موزوں ہو گیا ؂

جس دل میں تو نہیں ہے ویران ہے وہ دل

مچھلیوں کو خشکی کے گلزار کانٹے نظر آتے ہیں اور پانی کے طوفان باغ و بہار معلوم ہوتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ پانی سے مچھلیوں کو عشق ہے دراصل محبوب وہی ہوسکتا ہے جو اساس حیات اور جان حیات ہو اور یہ صفت صرف حق تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ فرماتے ہیں ہم تمہاری رگ جان سے بھی قریب تر ہیں۔ مولانا رومی عرض کرتے ہیں ؂

از کرم از عشق معزولم مکن　　　جز بذکر خویش مشغولم مکن

ترجمہ :۔ اے خدا اپنے کرم سے مجھے نعمت عشق سے محروم نہ فرمایا اور اپنی ملازمت عشق سے معزول نہ فرما۔ یعنی اپنی یاد کے علاوہ کسی دھندے میں مشغول نہ فرما ؂

مجھکو جینے کا سہارا چاہیئے　　　غم تمہارا دل ہمارا چاہیئے　(اخترؔ)

واقعی حق تعالیٰ کا تعلق جب روح کو عطا ہو جاتا ہے تو شاہی اور شاہزادگی بھی ہیچ ہو جاتی ہے ؂

شاہی و شہزادگی درباختہ　　　از پئے تو در غریبی ساختہ　(رومیؔ)

ترجمہ: اے خدا آپ کے عاشقوں نے شاہی اور شہزادگی کو تج دیا ہے یعنی آپ کی محبت کے داؤں پر لگا دیا ہے اور آپ کے لئے غربت سے موافقت کر لیا ہے ؎

دونوں عالم دے چکا ہوں میکشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی (مجذوبؒ)

؎ بفراغ دل زمانے نظرے بماہ روئے
ازاں بہ کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے وہوئے

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ فراغ قلب سے (سکون قلب سے) حق تعالیٰ کی یاد کی نعمت اور لذت بہتر ہے اس شاہی چھتری سے جو سر پر ہو اور سلطنت کا شور و غل ہو ؎

پس از سی این معنیٰ محقق شد بہ خاقانی
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ تیس سال کا تجربہ خاقانیؒ کو یہ ہوا ہے کہ ایک سانس خدا کے ساتھ مشغول ہونا سلطنت سلیمانی سے افضل ہے

حکایت:۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر مع اپنی شاہی شان و شوکت اور لشکر کے ہوا پر اڑتے ہوئے کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ زمین پر کسی اُمتی مسلمان نے ایک بار سبحان اللہ کہا اس کا نور زمین سے اٹھا اور ان کے تخت شاہی کو عبور کرتا ہوا آسمان تک پہنچا۔ آپ نے ہوا کو حکم دیا کہ اس شخص کو اڑا کر میرے تخت پر لاؤ جب وہ حاضر ہوا دریافت کیا تم نے کیا عمل کیا جس کا نور میرے تخت شاہی سے اوپر چلا گیا عرض کیا کہ میں نے سبحان اللہ کہا تھا۔

معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کا نام اور ان کا ذکر دونوں جہان کی سلطنت سے افضل ہے ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریہ بھی پھر ہمیں تخت سلیمان تھا

؎ جو وسعت میں کون و مکان کے نہ آئے
کرم سے مرے دل میں آ کر سمائے (اختر)

حق تعالیٰ کے مومن کے دل میں آنے سے مراد تجلّی خاص اور تعلق خاص کا عطا ہونا ہے ؎

اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس

؎ تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
ہم جان گئے بس تری پہچان یہی ہے

؎ ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو (اصغر)

؎ سمجھنا سہل نہیں اہل جہاں کو اختؔر
بنام عشق کوئی زندگی گذرتی ہے
نہ روزگار نہ اسباب تعیّش اس کو
مگر عجیب بہاروں سے وہ گذرتی ہے

؎ ہم ان کے اور وہ میرے ہوئے آہستہ آہستہ
محبت رنگ لائی ہے مری آہستہ آہستہ (اختر)

احقر کے دو شعر سے تعلق مع اللہ کا انعام ملاحظہ ہو۔

گئی وہ بھول جمال رخ مہہ و انجم
مری نظر جو رخ آفتاب سے گذری

یہ کائنات اسے تنگ تھی باایں وسعت
کوئی حیات جو اس کے عتاب سے گذری

مراد رُخ آفتاب سے حق تعالیٰ شانہ کی ذات پاک کا تعلق ہے جو ہزاروں ماہ پاروں سے نظر و قلب بچانے کے مجاہدہ پر عطا ہوتا ہے ؎

توڑ ڈالے مہ خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رُخ زیبا تو نے

بہہ رہا ہے میری رگ سے درد الفت کا لہو
رقص کرتی ہیں رگوں میں عشق کی چنگاریاں (اختر)

نہ ترا دل نہ تری جاں چاہئے انکو تجھ سے خون ارماں چاہئے (ء)

ہاں کوئی ترک آرزو سے جب شکستہ دل ہو کر اشک بار دُعا مانگتا ہے اور الفاظ بھی ساتھ نہ دے رہے ہوں ؎

بہہ رہا ہے اشک آنکھوں سے لہو کے رنگ میں
اللہ اللہ عشق کی یہ بے زبانی دیکھئے (اختر)

تو اس دعائے بے زبانی کا نام زبان حال ہے اور زبان عشق ہے ؎

لیک عشق بے زباں روشن تر است

حق تعالیٰ کے عاشقوں کی پہچان یہی ہے کہ ان کے پاس بیٹھ کر حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہو اور دنیا آنکھوں میں فانی اور بے قدر ہو جائے اور خدائے پاک پر مال و عزت دل و جان دینے کا شوق پیدا ہو جائے اور جان مضطر میدان شہادت تلاش کرنے لگے اور جہاد اکبر یعنی نفس کے بُرے تقاضوں کے گردن پر حکم الٰہی کا خنجر پیوست کر کے اپنی روح کشتۂ تسلیم میں صدہا حیات تازہ کی بہار محسوس

کرنے لگے۔

احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

دل میں ان کی یاد کی لذت ہوائے درد جگر
پھر ترا کیا شام غم اور کیا تری آہِ سحر
دل تو کچھ روشن نہیں ہے تم سے اے شمس و قمر
کائنات دل کے ہیں کچھ دوسرے شمس و قمر
میں نے یہ دیکھا نہیں ملتا سکوں تیرے بغیر
گرچہ حاصل ہو مجھے کل کائنات بحر و بر
اے خدا کیا رابطہ ہے تجھ سے ان ارواح کو
بے ترے پاتی نہیں ہیں چین باصد مال و زر
آسماں دل پہ ان کے غم کے تارے ہوں اگر
پھر شب تاریک میں بھی طے ہو منزل بے خطر
گر ہے جان زندگی سے دور کوئی زندگی
تلخ کر دیتی ہے اختر تلخی شام و سحر

وہ تو کہئے کہ ترے غم نے بڑا کام کیا
ورنہ مشکل تھا غم زیست گوارا کرنا

حق تعالیٰ کے راستے میں نفس کو حرام اور ناجائز لذتوں سے محروم ضرور ہونا پڑتا ہے مگر پائخانہ پیشاب سے بچنا ہی تو انسانی قدر و منزلت کا معیار ہے پھر خدا کی راہ میں تکالیف اٹھانے میں چند دن کا تو مجاہدہ ہے مگر پھر قلب و روح کو جو چین و کیف اور سکون عطا ہوتا ہے بخدا وہ کسی گنہگار کو خواب میں بھی میسر نہیں ہو سکتا۔ گنہگار کی زندگی تو

نہایت عذاب اور سراپا تکلیف ہے مخلوق میں رسوائی کا خوف خالق کے سامنے روسیاہی کا اندیشہ ہر وقت اس کے دل و دماغ کو زندہ درگور اور دنیا ہی میں دوزخ کے اندر ڈالدیتا ہے ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم (مولانا محمد احمد صاحب)

خلاصہ یہ کہ گنہگار کا جسم عارضی لذت گناہ کی پاتا ہے مگر قلب و روح کو ہر وقت عذاب بے سکونی میں گرفتار پاتا ہے اور اللہ والے نفس کی خواہشات کو توڑ کر اپنے قلب و روح میں لافانی سکون و بہار جنت کی دائمی خوشبو محسوس کرتے ہیں۔

جس کا جی چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے اور ایک صورت تجربہ کی اور آسان ہے اس کو حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وعظ راحت القلوب میں بیان فرمایا ہے وہ فرمان خداوندی ہے کہ ذکر خدا سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے اور ذکر کلی مشکک ہے ذکر جس درجہ کا ہوگا اسی درجہ کا اطمینان مرتب ہوگا یعنی جس قدر ذکر کامل ہوگا اسی قدر اطمینان کامل عطا ہوگا۔ اور اگر ذکر ناقص ہو یعنی گناہوں کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ یا ذکر کی کمیت و کیفیت میں کسی قسم کی کمی ہو تو اسی قدر اطمینان ناقص ہوگا مگر اطمینان ضرور ملے گا خواہ کسی درجے میں ہو اور ذکر ناقص بھی کرتا رہے کیونکہ ذکر کامل کا ذریعہ بھی یہی ذکر ناقص ہے جس طرح بچوں کے حروف شروع میں ٹیڑھے اور خراب بنتے ہیں مگر اسی ناقص مشق حروف سے آہستہ آہستہ عمدہ حروف بننے لگتے ہیں پس اگر کوئی بچہ ناقص حروف سے مایوس ہو کر لکھنا چھوڑ دے گا تو کامل حروف سے

ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاوے گا۔ پس جس طرح سے ہو سکے ذکر کئے جاوے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر حق تشویش قلب کے ساتھ بھی مفید ہے۔

ہاں تو وہ تجربہ کی صورت یہ ہے کہ کچھ دن امیروں کے پاس رہ کر دیکھو اور کچھ دن کسی اللہ والے کے پاس رہ کر دیکھو پھر خود فیصلہ کر لوگے کہ اطمینان کس کو حاصل ہے۔ ہاں جس اللہ والے کی صحبت میں رہنا چاہو اپنی مناسبت اس کے ساتھ دیکھ لو جو کچھ دن آنے جانے اور اس کی مجلس میں بیٹھنے سے خود بخود معلوم ہو جاتی ہے کہ اس کی بات قلب میں اترتی معلوم ہوگی۔ مناسبت کا مفہوم سمجھانے کیلئے حق تعالیٰ نے احقر کو ایک مثال عطا فرمایا ہے وہ یہ کہ جب کسی کا خون کسی کے اندر ڈاکٹر چڑھاتا ہے تو پہلے دونوں کے خون کے گروپ ملاتا ہے اگر گروپ نہیں ملتے تو پھر اس خون کو نہیں چڑھاتا بس اسی طرح روح کی مناسبت کو سمجھ لینا چاہئے۔

خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ کے راستے مجاہدہ کی مدت تھوڑی ہے اور راحت دائمی ہے اور گناہ کی زندگی میں لذت کی مدت تھوڑی اور تکلیف دائمی ہے بس یہ تجارت خسارہ والی ہے یا نہیں خود فیصلہ اپنی عقل سے کرلے اور جلد کسی اللہ والے کامل بندہ کا دامن پکڑلے اور اپنا حال برا بھلا سب کہہ کر اپنے امراض روحانی کا علاج کرالے یعنی جن گناہوں کی عادت نہ چھوٹتی ہو ان سے بتا کر تدبیر معلوم کر کے عمل کرے اور ان سے دعائیں بھی کراتا رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ بھی اللہ والے بن کر دونوں جہاں میں اطمینان اور پر سکون زندگی کی نعمت سے مالا مال ہوویں گے

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے تھے کہ مجاہدہ میں یعنی گناہ چھوڑنے میں جسم کو تکلیف ہوتی ہے مگر قلب و روح میں نور پیدا ہوتا ہے - ایمان کی حلاوت عطا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا قرب عطا ہوتا ہے جو پھر بزبان حال یہ کہوگے

میں رہتا ہوں دن رات جنت میں گویا
مرے باغ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

مجاہدات کے بارے میں، حقیر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جو احقر نے اپنے لخت جگر مولوی محمد مظہر سلمہ کی تربیت و تادیب کے سلسلے میں لکھا تھا۔

ہائے کیا جانے وہ آہوں کی نزاکت کی لچک
جس نشیمن پر نہ ہو برق حوادث کی چمک
غنچہ سہتا ہے چمن میں سختی باد سحر
اسکے دامن میں عطا ہوتی ہے پھولوں کی مہک
اک شکستہ غم بھرے دل کو اگر چھیڑے کوئی
دل کے پیمانے سے اسکے کیوں نہ جائے غم چھلک
تم کو اپنے باپ کی تنبیہ کے لہجے میں بھی
چاہیئے آئی نظر مظہر! محبت کی جھلک
تم سے کچھ شکوہ نہیں اختر کا اے جان پدر
ہاں مگر مل جائے آداب محبت کی چسک

"بیان حسن و تجلیات الٰہیہ"

شعر ۱۳۶ از لب یارم شکر را چہ خبر
وز رخش شمس و قمر را چہ خبر

شعر ۱۳۷ باد مش باد بہارے چہ زند
واز قدش سرو شجر راچہ خبر

ترجمہ و تشریح محبوب حقیقی تعالیٰ شانہ، کے قرب کی مٹھاس کو شکر کیا جانے اور ان کے تجلیات کی دلکش روشنی کو شمس و قمر کیا جانیں اور ان کی نسیم کرم کو باد بہاری کیا جانے اور ان کے حسن و جمال کو سرو شجر کے قد و قامت کیا جانیں۔

اسی کو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

گر بہ بینی یک نفس حسن ودود اندر آتش افگنی جان ودود

ترجمہ :۔ اگر تو ایک لمحہ کو بھی حق تعالیٰ کا حسن و جمال دیکھ لے تو غلبۂ شوق بے خودی میں اپنی محبوب تر جان کو آگ میں ڈالدے یعنی ہر مجاہدہ تجھ پر آسان بلکہ جان دینا اور جان دیکر یہ کہنا آسان ہوگا ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

؎ گر بہ بینی کرّ و فرّ قرب را
جیفہ بینی بعد ازیں ایں شرب را

ترجمہ :۔ اگر تو حق تعالیٰ شانہ کے جمال کا کرّ و فر یعنی شان و شوکت دیکھ لے تو تمام کائنات اور اس کی لذات تجھے مردار اور بے قدر معلوم ہونگی یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام کو ہفت اقلیم کی سلطنت سے بھی

خریدا نہیں جاسکتا۔

حکایت:۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بمبئی کے دو سیٹھوں نے ایک لاکھ روپیہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا ہم بدون تعارف اور بے تکلفی کسی کا ہدیہ نہیں لیتے اور اتنے بڑے ہدیہ کا تو میں تحمل بھی نہیں کر سکتا اور نہ مجھے ضرورت ہے۔ رمزی اٹاوی نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں خوب کہا ہے ؎

نہ لالچ دے سکیں ہرگز تجھے سکّوں کی جھنکاریں
ترے دست توکل میں تھیں استغنا کی تلواریں

حکایت:۔ حضرت پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے شاہ سنجر نے درخواست کی آپ اجازت دیں تو نیمروز علاقہ کی آمدنی آپ کی خانقاہ کے لئے وقف کردوں۔ آپ نے جواب میں یہ دو شعر تحریر فرما دئے۔

۱؎ چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بُوَد ہوس ملک سنجرم

۲؎ زانگہ کہ خبر یافتم از ملک نیمشب
من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

ترجمہ ۱؎ شاہ سنجر کے سر پر بوقت عدالت شاہی سیاہ رنگ کی جو چھتری ہوتی ہے اسی طرح میرا نصیبہ بھی سیاہ ہوجاوے اگر میرے دل میں ملک سنجر کی ہوس موجود ہو۔

۲؎ جس وقت سے حق تعالیٰ کے کرم نے مجھے آدھی رات کی سلطنت بخشی ہے یعنی تہجد کی نماز کی لذت سے سرمست و سرشار ہوں اس لذت

قرب خداوندی کے مقابلے میں تمہاری نیمروز کی سلطنت کو میں ایک جو کے عوض بھی نہیں خرید سکتا

خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ کی محبت اور طاعت و ذکر و فکر میں جو لذت ہے اور جو مٹھاس ہے اس کی خبر شکر کو بھی نہیں ہے ؎

نہ کبھی تھے بادہ پرست ہم نہ ہمیں یہ ذوق شراب ہے
لب یار چوسے تھے خواب میں وہی ذوق مستی خواب ہے

یعنی روز ازل ساقی ازل نے ارواح کو جو تجلی دکھائی تھی اس سوال میں کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں اور ارواح نے کہا تھا بلےٰ کیوں نہیں۔

یہ شعر مذکور ہمارے مرشدؒ اکثر پڑھا کرتے تھے حقیقت یہ ہے کہ حضرت عالم بھی تھے اور عاشق حق بھی تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے غیر عالم جب اس راہ میں آ کر ذکر و شغل کرتا ہے تو صاحب نور ہو جاتا ہے لیکن جب عالم اس راہ میں داخل ہوتا ہے اور ذکر و شغل کرتا ہے تو نورٌ علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ علم کا لطف عمل کی برکت سے ملتا ہے اور عمل کا لطف محبت و عشق کے فیض سے ملتا ہے اور عشق و محبت کی دولت عاشقان خدا کی جوتیاں اٹھانے سے ملتی ہے ایک مدت عمران کی صحبت و خدمت میں رہ لے جس کی مقدار حضرت تھانویؒ نے ۶ ماہ فرمائی تھی۔ اور طلباء سے فرمایا کہ ۱۰ سال درس نظامیہ میں لگاتے ہو ۶ ماہ کسی اللہ والے کے پاس رہ لو پھر دیکھو گے کہ سینے میں علوم انبیاء کا فیضان موجزن ہو گا اگر چھ ماہ مشکل ہو تو صرف ۴۰ ہی دن رہ لو ؎

قال را بگذار مرد حال شو   پیش مرد کاملے پامال شو
بینی اندر خود علوم انبیاء   بے کتاب و بے معید و اوستا (رومیؒ)

ترجمہ :- قال کو چھوڑو باتیں زیادہ مت کرو صاحب حال بنو اور یہ جب ہوگا کہ کسی مرد کامل کے سامنے اپنے نفس کو پامال کردو۔ مٹادو۔ اپنی رائے کو فنا کردو ؎

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

پھر اپنے اندر انبیاء علیہم السلام کے علوم کا فیضان محسوس کروگے اور بے کتاب واستاد ایسی باتیں قلب میں وارد ہوں گی کہ اہل علم دنگ اور محو حیرت ہوں گے۔ پھر حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ہم نے وہی پڑھا ہے جو اے طلباء تم مدارس میں پڑھتے ہو مگر یہ سب علوم جو میری زبان سے بیان ہو رہے ہیں یا میرے قلم سے تحریر ہو رہے ہیں یہ سب حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی جوتیوں کا صدقہ ہے ؎

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم   تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ جلال الدین رومی کو سب مولوی کہتے تھے مگر شمس الدین تبریزی کی غلامی کے صدقے میں آج مولائے روم کہلایا جا رہا ہوں۔ یہ راستہ خدا کا کوئی تنہا نہیں طے کر سکتا۔ مولانا محمد احمد صاحب مدظلہ کا خوب شعر ہے ؎

تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آئیے

افسوس کہ اہل علم اپنے علم درسی کو کافی سمجھتے ہیں حالانکہ عمل کے لئے علم فقط کافی نہیں عمل کی ہمت تو اللہ والوں کی مصاحبت اور مجالست سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح دنیاوی تعلقات میں پھنس کر بھی لوگ فرصت

نہیں نکالتے کہ کچھ دن اللہ والوں کے پاس رہ کر حق تعالیٰ کی محبت سیکھیں حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا ارشاد ہے کہ معاش میں اتنا مشغول ہونا کہ کسی بزرگ کے پاس ہر ہفتہ یا مہینہ میں حاضری کا موقع نہ پائے میں ایسی روزی کو ناجائز کہتا ہوں۔ کیونکہ کسب حلال کے ساتھ ہم پر آخرت کی تیاری بھی تو فرض ہے۔ اور یہ موقوف ہے اہل اللہ کی صحبت پر ضروری کا موقوف علیہ بھی ضروری ہوتا ہے ۔ ایک عالم کی اس بات پر کہ اہل اللہ کی صحبت کا کیا درجہ ہے ۔ ارشاد فرمایا کہ میں فرض عین قرار دیتا ہوں ۔ کیونکہ نفس کی اصلاح بدون مصلح ممکن نہیں ۔ اور فرمایا کہ عامی اہل اللہ کی صحبت سے ولی بن سکتا ہے اور عالم بدون صحبت اہل اللہ ولی نہیں بن سکتا حق تعالیٰ کی محبت و پیاس جس روح میں ہوتی ہے اسے تو اللہ والوں کو دیکھتے ہی پیار آتا ہے سلوک کا پہلا قدم اللہ والوں کو محبت اور دنیا سے دل کا اُچاٹ ہونا ہے ۔ قلب میں جوش و شوق کے لئے احقر اپنی دو نظمیں یہاں تحریر کرتا ہے ۔

نعرۂ مستانہ

پھر نعرۂ مستانہ ہاں اے دل دیوانہ
زنجیر علائق پر اک ضرب ہو رندانہ
پھر اشک بداماں ہو پھر چاک گریباں ہو
پھر صحرا نوردی کا دہرا کوئی افسانہ
رو رو کے کوئی مجنوں زنداں میں کہہ رہا تھا
یارب مرا ویرانہ یارب مرا ویرانہ

فرزانگی کو بدلے دیوانگی سے دم میں
اے دل جو ہاتھ آئے تجھ کو کوئی مستانہ

محبوب حقیقی سے کب تک رہے گا غافل
ہاں نفس پہ تو کردے اک وار دلیرانہ

پا جائے کوئی اخترؔ گر اہل دل کی صحبت
ہو خاک تن سے ظاہر مخفی کوئی خزانہ

نالۂ ندامت

ہے اسی طرح سے ممکن تری راہ سے گذرنا
کبھی دل پہ صبر کرنا کبھی دل سے شکر کرنا

یہ تری رضا میں جینا یہ تری رضا میں مرنا
مری عبدیت پہ یا رب یہ ہے تیرا فضل کرنا

یہی عاشقوں کا شیوہ یہی عاشقوں کی عادت
کبھی گریۂ و بکا ہے کبھی آہ سرد بھرنا

یہی عشق کی علامت یہی عشق کی ضمانت
کبھی ذکر ہو زباں سے کبھی دل میں یاد کرنا

مری زیست کا سہارا مری زندگی کا حاصل
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا

یہ تری عنایتیں ہیں یہ تری مدد کا صدقہ
مری جان ناتواں کا ترے غم پہ صبر کرنا

یہ تری عطا ہے یا رب یہ ہے تیرا فضل پنہاں

مرا نالۂ ندامت ترے سنگ در پہ کرنا
ترا درد کیا ہے یارب مجھے کچھ خبر نہیں تھی
ترے اولیاء سے سیکھا ترے سنگ در پہ مرنا
مرا ہر خطا پہ رونا یہی ہے مری تلافی
تری رحمتوں کا صدقہ مرا جرم عفو کرنا
تری شان جذب ہے یہ تیری شان دلبری ہے
مرے جان و دل کا تجھ کو ہمہ وقت یاد کرنا
کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر
اسے آگیا ہے جینا اسے آگیا ہے مرنا

معارف وحقائق برائے اصلاح نفس

شعر ۱۳۸ رخ عاشقاں مزعفر رخ جان و عقل احمر
منگر بروں شیشہ بنگر درون ساغر

ترجمہ و تشریح عاشقان حق کا چہرہ نالۂ شب اور آہ سحر اور مجاہدات سے زرد ہے لیکن عقل و روح انوار الٰہیہ سے معمور و سرخ ہے پس اللہ والوں کے زرد چہرہ کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ ان کے باطنی انوار کے بیش نظر ان کو بہ نظر احترام دیکھو شیشہ کو ظاہری رنگ کو مت دیکھو اندرونِ ساغر دیکھو کہ مئے محبت الٰہیہ چھلک رہی ہے ؎

وہ سرخیاں کہ خونِ تمنا کہیں جسے
بنتی شفق ہیں مطلع خورشید قرب کی
(اختر)

اس شعر کا مفہوم یہ ہے کہ خواہشات نفسانیہ کے خون سے دل کے آسمان پر شفق احمر سے قلب میں قرب کا آفتاب طلوع ہوتا ہے۔

ہے شرط کسی اہل محبت کی توجہ
ملتا نہیں ورنہ یہ محبت کا نگینہ

گو عشق کا موجود ہے ہر دل میں دفینہ
ملتا نہیں لیکن کبھی بے خون و پسینہ

مانا کہ مصائب ہیں رہ عشق میں اختر
پر اُن کے کرم سے جو اترتا ہے سکینہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ؎

رُخ زریں من منگر کہ پائے آہنیں دارم
چہ میدانی کہ در باطن چہ شاہے ہمنشیں دارم

ترجمہ:- اے مخاطب میرے زرد چہرہ کو مت دیکھ کہ میں آہنی پیر رکھتا ہوں۔ تجھے کیا خبر کہ میں اپنے باطن میں کیسے ذی شان شہنشاہ حقیقی کو ہمنشین رکھتا ہوں۔

حاصل یہ کہ اللہ والوں کی ظاہری شکستہ حالی کو نہ دیکھو ان کے اندر لعل و جواہرات نسبت مع اللہ کے پوشیدہ ہیں۔

شعر ۱۳۹

بہ ہیچ سیر نہ گردی چو معدۂ دوزخ
مگر کہ بر تو نہد پائے خالق جبار

شعر ۱۴۰

چناں کہ بر سر دوزخ قدم نہد خالق
ندا کند کہ شدم سیر ہیں قدم بردار

ترجمہ و تشریح: انسان دنیا میں کبھی اپنی خواہشات کی تکمیل سے سیر نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ جہنم کا پیٹ نہیں بھرے گا اور وہ ھل من مزید پکارتی رہے گی یعنی جب دوزخی سارے ڈال دیئے

جاویں گے تب بھی دوزخ کہے گی کہ اے خدا اور کچھ بھی ہے ابھی میرا پیٹ تو بھرا نہیں حدیث شریف میں وارد ہے کہ پھر حق تعالیٰ اپنا قدم دوزخ کے اوپر رکھدیں گے۔ اس وقت دوزخ سے آواز نکلے گی قط قط یعنی بس بس پیٹ بھر گیا۔ قدم اٹھا لیجئے اسی طرح جب انسان خدا کا ذکر کرے گا اور حق تعالیٰ اپنا قدم نفس پر رکھ دیں گے تو یہ نفس بھی سیر ہو جاوے گا۔ حق تعالیٰ کے قدم سے مراد تجلی خاص ہے جس کو آخرت ہی میں سمجھا جا سکے گا۔ دنیا میں حق تعالیٰ کے عاشقین اور عارفین کے پرسکون ہونے کا سبب یہی ہے کہ یہ حضرات ذاکر ہوتے ہیں اور ذکر اللہ کا نور خاص ان کے قلوب کو قناعت عطا کرتا ہے اور ھل من مزید سے باز رکھتا ہے۔ اور گناہ کے تقاضوں کو توڑ دیتا ہے اور نفس سے مقابلہ کو آسان کرتا ہے۔

انتباہ :۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ گناہ کرنے سے جی بھر جاوے گا پھر گناہ چھوٹ جاوے گا یہ شیطانی دھوکہ ہے۔ نفس کی مثال دوزخ کی طرح ہے کہ ایک گناہ کے بعد پھر دوسرے گناہ کا تقاضا اور شدید ہوگا۔ گناہ کے ترک کا علاج صرف ہمت اور دعا اور قوت ارادیہ کا استعمال کرنا ہے اور ذکر اللہ سے اس میں اعانت ملتی ہے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

نار شہوت چہ کشد؟ نور خدا!

شہوت کی آگ کو خدا کا نور ہی بجھا سکتا ہے۔ صاحب قصیدہ بردہ علامہ بوصیریؒ فرماتے ہیں ؎

فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِیْ کَسْرَ شَهْوَتِهَا

فَاِنَّ الطَّعَامَ یُقَوِّیْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

ترجمہ:- اے شخص بار بار گناہ کر کے اپنی خواہشات کے ٹوٹ جانے کی اُمید مت رکھ یعنی یہ طریقہ علاج کا محض دھوکہ ہے کیونکہ جوع البقر کے مریض کو جتنا ہی کھانا کھلایا جاتا ہے اس کی خواہش اور تیز ہوتی ہے۔

چنانچہ مشاہدہ بھی ہے کہ ہر گناہ سے نفس کے تقاضے اور شدید ہو جاتے ہیں مثلاً بد نگاہی کا مرض ہے جتنا ہی زیادہ بد نگاہی کرتا ہے اسی قدر زیادہ خواہش ہوتی ہے اور اگر ہمت کر کے آنکھوں کو بچالے تو پھر یہ تقاضا کمزور ہو جاتا ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ارادہ کرلے کہ کسی حسین لڑکے یا عورت کو ہرگز نہ دیکھوں گا اگرچہ جان جانے کا اندیشہ بھی محسوس ہو تو پھر اس ہمت وارادہ کی برکت سے آدمی اس بیماری سے نجات پاجاتا ہے۔ اسی طرح ہر بد نگاہی پر ۴، ۶ رکعات نوافل کا جرمانہ بھی کرلے تو شیطان مایوس ہو کر اس کا تعاقب چھوڑ دیتا ہے کہ گناہ تو توبہ سے معاف کرالیا اور نوافل کا نفع الگ رہا۔ پس شیطان اپنی محنت کو رائگاں دیکھ کر اس سے بھاگ جاتا ہے۔ لیکن سالک کو چاہیئے کہ مرتے دم یک مجاہدہ کو اپنے اوپر لازم سمجھے اور نفس و شیطان سے بے فکر نہ رہے حضرت مجذوبؒ فرماتے ہیں ؎

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

؎ نفس کا اژدہا دلا دیکھ ابھی مرا نہیں
غافل ادھر ہوا نہیں اس نے ادھر ڈسا نہیں

نہ جت کر سکے نفس کے پہلواں کو — تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی — کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے

شعر ۱۴۱ دلے بہ ہیں کہ نہ گردد زجاں سپاری سیر
اسیر عشق نہ گردد زرنج و خواری سیر

شعر ۱۴۲ زِ زخمہائے نہانے کہ عاشقاں دارند
بخوں درست نہ گردد ز زخم خواری سیر

ترجمہ و تشریح عاشقانِ خدا کے دلوں کو دیکھو کہ حق تعالیٰ کی راہ میں جان دے کر بھی سیر نہ ہوئے یعنی بار بار جامِ شہادت نوش کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

گر مرا صد بار تو گردن زنی ہمچو شمعے بر فروزم روشنی

اگر بار بار اے عشق تو میری گردن مارے تو میں شمع کے مانند اور روشنی بڑھاؤں گا یعنی جس طرح چراغ کی بتی کو جب قینچی سے کاٹ دیتے ہیں تو گُل ختم ہونے سے روشنی اور بڑھ جاتی ہے اسی طرح شہداء کی گردن کٹنے سے ان کا نور باطن اور قوی ہو جاتا ہے۔

عشق کا قیدی محبوب کی راہ میں زخم مجاہدہ سے سیر نہیں ہوتا۔

۲ جو زخم پنہاں کہ عشاق اپنے باطن میں رکھتے ہیں وہ خون پیدا ہونے سے اچھا نہیں ہوتا بلکہ زخم کھانے سے سیر ہوتا ہے۔

مراد یہی ہے کہ عشاق حق تعالیٰ کی راہ میں ہر وقت مجاہدات کے زخم کو بصد شوق برداشت کرتے ہیں اور اہل تنعم و عیش اس حالت کے تصوّر سے بھی کانپتے ہیں۔ لیکن ان کو نہیں معلوم کہ کباب کھانے والے کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو غم و صدمہ سے نہیں ہیں بلکہ انتہائی لذت و چٹ پٹے ہونے کے سبب سے یہ آنسو نکل رہے ہیں اسی طرح اللہ والوں کی ظاہری خستہ حالی پر نہ جانا چاہئے ان کے باطن کے عیش کا ادراک

حاصل کرو۔

شعر ۱۴۳:
ہزار جان مکرم سپرد ہر نفسے
درآں شکار نہ شوزاں شکار داری سیر

ترجمہ وتشریح ہزاروں مکرم جانیں انبیاء علیہم السلام اولیائے کرام کی ہر نَفَس اس ذات پاک پر قربان ہوتی ہیں۔ پس جس شکار سے تو سیر ہو جاوے وہاں شکار نہ ہونا کیونکہ یہ سیری محدودیت کی علامت ہے اور ہر حادث فانی ہے اور فانی سے محبت کرنا یا اس پر جان دینا جان و دل کو رائگاں کرنا ہے۔ برعکس حق تعالیٰ کی ذات پاک چونکہ غیر محدود ہے وہاں سیری نہیں ہوتی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں محبوب رکھتا ہوں خدا کی راہ میں قتل ہونا پھر زندہ ہونا پھر قتل ہونا پھر زندہ ہونا پھر قتل ہونا۔

اسی کو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

عشق را با حیّ با قیوم دار عشق با مردہ نباشد پائیدار

عاشقی زندہ حقیقی سنبھالنے والی ذات سے کرو۔ مردہ سے عشق پائیدار نہیں ہوتا ؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوق نظر نہیں ہے

خطاب از عشق

شعر ۱۴۴:
بکُش بکُش کہ چہ خوش میکشی بیار بیار
حزیمتاں رہ عشق را قطار قطار

ترجمہ و تشریح اے عشق! قتل کر، قتل کر کیا ہی اچھا تو قتل کرتا ہے اے عشق اپنے حزیمت خوردوں کو قطار در قطار برائے قتل لے آ لے آ۔

غالباً مولانا نے اس وقت غلبۂ شوق شہادت میں یہ شعر کہا ہے اس مقام پر احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

"دنیائے بے ثبات"

دنیائے دوں ہے خواب پریشاں لئے ہوئے
سرمست عشق ہے غم جاناں لئے ہوئے

حاضر ہوں سر بکف سر میداں لئے ہوئے
ہر رگ ہے جوش خون شہیداں لئے ہوئے

کوئی بھی ہو جو سیرت نبوی سے دور ہو
اک جانور ہے صورت انساں لئے ہوئے

دھوکہ نہ دے کہیں تجھے دنیائے بے ثبات
آئی خزاں ہے رنگ بہاراں لئے ہوئے

احساس سخت کوشی الفاظ ہیچ ہے
جب تک نہ ہو عمل کا بھی پیماں لئے ہوئے

مد نظر ہے شاعری اختر نہیں مجھے
کہتا ہوں میں ہدایت قرآں لئے ہوئے

مرتبۂ روحِ عارف

شعر ۱۴۵

بجاں بر آسمانِ عشق رفتم
بصورت گرد ریں بستم با مروز

ترجمہ و تشریح عشق کے آسمان پر میری روح نے سفر کیا ہے اگرچہ میرا جسم آج اس پستی میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے سالک کی وہ حالت بیان فرمائی ہے کہ جب کوئی کوتاہی میں ابتلا ہوتا ہے اور سالک زار و قطار ندامت سے حق تعالیٰ کے حضور روتا ہے پس صورۃً تو وہ پستی میں ہے مگر روح کو عروج و قرب حاصل ہے۔ کیونکہ صدور خطا سے تقدس کا دعویٰ ختم ہوگیا۔ اور پندار و عجب و خود بینی کا صنمکدہ مسمار ہوگیا اور ندامت و تذلل کہ حاصل عبدیت ہے اسے حاصل ہوگئی پس یہ داغ دامنی اس پاکدامنی سے افضل ہے جس سے تکبر و ناز میں مبتلا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ؎

ناز تقویٰ سے تو اچھا ہے نیاز رندی
جاہ زاہد سے تو اچھی مری رسوائی ہے

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ پوری ہمت سے نفس کے تقاضے کو روکنا چاہیئے لیکن احیاناً جب خطا ہو جاوے تو ۲ رکعت توبہ پڑھ کر خوب رو کر معافی مانگ لے اور آئندہ کے لئے عہد و ارادہ توکلاً علی اللہ کر لے کہ اب پھر یہ خطا نہ کروں گا۔ اس کے بعد پھر اسی دھندے میں نہ لگا رہے کہ ہائے یہ خطا مجھ سے کیوں ہوئی۔ ہر وقت اپنی خطا ہی یاد کرنا حجاب راہ ہے۔ ہم خدا کی یاد کے لئے پیدا ہوئے ہیں یا خطاؤں کی تسبیح

پڑھنے کے لئے۔ توبہ کے بعد ذکر میں مشغول ہو جاوے۔ کیونکہ ہر وقت صدمۂ معصیت سے دل میں مایوسی پیدا ہوتی ہے اور پھر خشکی بڑھتی ہے بالآخر مالیخولیا یا کسی اور بیماری میں ابتلا کا خطرہ ہوتا ہے۔ البتہ مجموعی طور پر یہ دُعا کرتا رہے کہ اے خدا میری تمام خطاؤں کو عفو فرما اور ہماری بے حساب بخشش فرما۔

سچی توبہ سے گناہ کی دوری ختم ہو کر حضوری سے تبدیل ہو جاتی ہے بشرطیکہ دل سے آہ نکل جاوے اور دل کی گہرائی اور جگر کے خون کی شمولیت سے استغفار ہو۔ مراد تضرع والحاح ہے۔ احقر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

آہِ بے نوا

عالم ہجر کو مرے تو نے وصال کر دیا
یعنی ہماری آہ کو واقفِ حال کر دیا

اپنا جہاں دکھا کے یوں محوِ جمال کر دیا
میری نظر میں یہ جہاں خواب و خیال کر دیا

میرے قویٰ تو اس قدر ہوتے ابھی نہ مضمحل
اے دلِ مبتلائے غم تو نے نڈھال کر دیا

میرا پیام کہہ دیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے مری آہِ بے نوا تو نے کمال کر دیا

ذوقِ طلب بھی مختلف دہر میں دیکھتا رہا
اختر بے قرار نے تیرا سوال کر دیا

در بیان سبب مجاہدہ راہ سلوک

شعر ۱۴۶ سوئے نیش ہر آنکہ شد ز خم خورد ز پیش وپس
زانکہ حوالی عسل نیش زناں بود مگس

ترجمہ و تشریح محبوب حقیقی سے قرب جس قدر ہوتا ہے اسی قدر اسے آزمائش کی راہ سے گذرنا ہوتا ہے کیونکہ شہد کے گرد و پیش ڈنک مارنے والی مکھیاں بھی ہوتی ہیں ؎

اسی کو غم بھی دیتے ہیں جسے اپنا سمجھتے ہیں

اس نے جب وادیٔ حسرت سے گذارا مجھ کو ؎
ہر بُنِ مو سے مرے خون کا دریا نکلا (اختر)

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں والذین جاھدوا فینا الخ جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدات کی تکالیف جھیلتے ہیں ہم ان کے لئے اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ بلائیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں پھر جو ان سے قریب تر ہوتا ہے یعنی ہر شخص پر بقدر اس کے دین کے آزمائش آتی ہے ؎

امتحاں عاشق کا ہوتا ہے منافق کا نہیں

مومن کی پوری زندگی مجاہدہ کے لئے وقف ہوتی ہے کائنات کی دلربائیاں جب عناصر کے تار و پود میں زلزلہ پیدا کرتی ہیں اور عقل میں ربودگی پیدا کرنے والی اور نظام حواس کو برہم کرنے والی صورتیں سامنے آتی ہیں تو مومن تیغ لاالٰہ سے اپنے قلب کو پاک کرتا ہے اور الا اللہ کی ضرب سے دل کو وقف درجاناں رکھتا ہے ؎

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے ؎
سرِ زاہد نہیں یہ سر سرِ سودائی ہے

حق تعالیٰ کی محبت کا درد انبیاء اولیاء کو عطا ہوتا ہے اور دنیائے ناپائیدار پر کرگس اور مگس خصلت جانیں فدا ہوتی ہیں ؎

مگس کو مگر یہ کہاں راس آئے
ترے غم کی طالب ہے پروانہ فطرت
مبارک جسے ان کا غم ہاتھ آئے
عجب درد میں ان کے لذت ہے اختر

خدا رسیدہ دل کی علامت کو احقر نے اس شعر میں بیان کیا ہے ؎

کسی سے دل نہ لگانے دیا گلستاں میں
تمام عمر ترے درد محبت نے مجھے

یہ اللہ والوں کے مقامات ہیں احقر محض ناقل ہے حق تعالیٰ انکی برکتوں سے ہم کو بھی یہ درد عطا فرمادیں۔ آمین

اور اللہ والے تکالیف میں بھی خوش رہتے ہیں اور روز ازل کا وہ درد انکے دل کو مست رکھتا ہے جو فطرۃ عشاق کو حق تعالیٰ نے بخشا تھا اس مضمون کو احقر نے یوں پیش کیا ہے ؎

وہی اک تیر لگا تھا جو ازل میں دل پر
آج تک رہ رہ کے وہی درد کسک لیتا ہے
ہر صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسم کی مثال
جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چٹک لیتا ہے

اور پھر درد بھرے دل سے جو دُعا نکلتی ہے وہ کیا ہی پر کیف ہوتی ہے اور بارگاہ حق میں اس کی آہ کس طرح پیغام رسا ہوتی ہے ؎

آہ کیا جانے وہ آہوں کی نزاکت کی لچک
جس نشیمن پہ نہ ہو برق حوادث کی چمک (اختر)

میرا پیام کہدیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے مری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا (اختر)

اس درد محبت کو حضرت سرمدؒ اس طرح بیان فرماتے ہیں ؎

سرمد غم عشق بوالہوس راندہند سوز غم پروانہ مگس راندہند

ترجمہ:۔ اے سرمد حق تعالیٰ اپنی محبت کا غم ہر بوالہوس کو نہیں دیتے پروانہ کا سوز غم مکھیوں کو نہیں عطا کرتے

عمرے باید کہ یار آید بکنار این دولت سرمد ہمہ کس راندہند

ترجمہ:۔ اک عمر چاہئے کہ محبوب حقیقی دل میں آئے یہ دولت سرمدی ہر شخص کو نہیں عطا فرماتے ہیں۔

میرے مرشدؒ یہ اشعار ایسے موقع پر سنایا کرتے تھے

برائے سرانجام کار صواب یکے از ہزاراں شود انتخاب
نہ ہر سینہ را راز دانی دہند نہ ہر دیدہ را دیدہ بانی دہند
نہ ہر گوہرے دُرّا لتاج شد نہ ہر مرسلے اہل معراج شد

ترجمہ:۔ حق تعالیٰ اپنی محبت کی خوشبو کو کائنات میں نشر کرنے کیلئے ہزاروں میں سے کسی درد بھرے دل جلے کو انتخاب فرماتے ہیں ہر سینے کو اپنی محبت کا راز دار نہیں بناتے اور نہ ہر آنکھ کو دوسری آنکھوں کی رہنمائی کے لئے امام بناتے ہیں۔ ہر موتی تاج شاہی کے لئے منتخب نہیں ہوتا اور ہر رسول کو اہل معراج نہیں بنایا جاتا۔

حق تعالیٰ کی محبت کا درد جس دل کو عطا فرمایا جاتا ہے اس کی ایک خاص علامت ہے وہ یہ کہ کسی وقت بھی وہ حق تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتا وہ مسجد میں جس طرح باخدا ہے بازاروں اور تجارت گاہوں میں بھی باخدا

رہتا ہے۔ بیوی بچوں کے ساتھ یا دوستوں کے ساتھ جب مشغول گفتگو ہوتا ہے اس وقت بھی وہ حق تعالیٰ کے ساتھ باخدا رہتا ہے دنیائے چمن کے ہر رنگ وبو اور ہر گل کی دلکشی سے اپنے قلب کو بے پروا رکھنے والا حلال وحرام کا خیال رکھنے والا۔ سراپا راضی برضائے حق ہر سانس میں باحق رہنے والا ہوتا ہے اور بزبان یہ کہتا ہے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
رہ کر کے سب کے ساتھ بھی سب سے جدا رہے

حکایت: مجھ سے میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بار جونپور میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت حکیم الامتؒ سے دریافت کیا کہ حضرت! کیا جب آدمی صاحب نسبت ہوجاتا ہے تو اسے پتہ چل جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا ہاں کیا جب آپ بالغ ہوئے تھے تو آپ کو پتہ نہیں چلا تھا۔ پھر خواجہ صاحبؒ نے دریافت کیا کہ دنیا کے مشاغل میں مشغول رہتے ہوئے باخدا کس طرح آدمی رہ سکتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ میرے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ میاں اشرف علی جب میں لوگوں سے باتیں کرتا رہتا ہوں اسوقت بھی میرا قلب حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور اس کی وضاحت کے لئے ایک مثال بیان فرمائی کہ خواجہ صاحب دیکھئے جونپور میں یہ عورتیں دو گھڑے پانی بھرے ہوئے لے جارہی ہیں ایک گھڑا سر پر ہے اور دوسرا گھڑا بغل میں ہے اور سر کے اوپر جو گھڑا ہے اسے ہاتھ سے پکڑا بھی نہیں اور آپس میں گفتگو کرتی جارہی ہیں تو سر کے اوپر کا گھڑا کس طرح سر پر قائم ہے چونکہ ان کے قلب کو اس گھڑے سے مسلسل رابطہ ہے اگر یہ دھیان اور توجہ گھڑے کی طرف سے ہٹ جائے تو

گھڑا زمین پر آرہے بس اس مثال سے اللہ والوں کے قلبی تعلق مع اللہ دائمی کو سمجھ لینا چاہئے جس کو نسبت راسخہ مستمرہ اور حضور دائم یا حضور مع الحق یا استحضار مع الحق بھی اصطلاح میں کہتے ہیں۔

ایک بزرگ اسی کو فرماتے ہیں ؎

شکر ہے درد دل مستقل ہوگیا ۔ اب تو شاید مرا دل بھی دل ہوگیا

(مولانا محمد احمد صاحب)

حق تعالیٰ کی محبت کی عجیب شان حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بانی سلسلہ سہروردیہ کے خلیفۂ اوّل ہیں بیان فرمائی ہے

بسودائے جاناں زجاں مشتغل ۔ بذکر حبیب از جہاں مشتغل

بیاد حق از خلق بگریختہ ۔ چناں مست ساقی کہ مے ریختہ (سعدیؒ)

ترجمہ:- حق تعالیٰ کے عاشقین اپنی جانوں سے بے پروا ہو کر تمام کائنات سے منہ پھیرے ہوئے ان کی یاد میں مشغول ہیں اور یاد حق کے لئے خلق سے کنارہ کش ہیں اور ساقی ازل کے ایسے دیوانے ہو رہے ہیں کہ جام مے کی طرف بھی التفات نہیں رہا۔ یعنی منعم کی طرف ایسا التفات تام ہوا کہ غلبۂ حال سے نعمتوں کی طرف توجہ نہ رہی۔

انتباہ:- مگر کامل حالت وہ ہے کہ کسی حالت سے مغلوب نہ ہو چنانچہ انبیاءؑ علیہم السلام منعم اور نعمت کا بیک وقت حق ادا کرتے ہیں اور نعمتوں میں لطف منعم ہی کا عکس دیکھتے ہیں اور اولیائے کاملین کا بھی یہی حال ہے کہ خالق اور مخلوق کے حقوق کو بیک وقت ادا کرتے ہیں البتہ فرق یہ ہے کہ انبیاءؑ علیہم السلام پر بیک وقت توجہ الی الخالق اور توجہ الی المخلوق دونوں کمال

درجہ پر فرض ہوتی ہے اور اولیائے امت اس قوی حضور کا تحمل نہیں کر سکتے۔

حضرت مرشدیؒ نے احقر سے فرمایا کہ

حضرت سعدی شیرازیؒ نے اپنے مرشد سے دو نصیحتیں بھی عجیب بیان فرمائی ہیں ؎

مرا شیخ دانائے فرخ شہاب — دو اندرز فرمود از روئے تاب
یکے آنکہ بر غیر بد بیں مباش — دوم آنکہ بر خویش خود بیں مباش

ترجمہ:۔ حضرت سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے مرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا کہ دو نصیحت ہماری یاد رکھنا۔ ایک یہ کہ کسی کی بُرائی پر نظر نہ کرنا دوسرے یہ کہ اپنی نگاہ میں اپنے کو اچھا نہ سمجھنا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ دوسروں پر بدبینی نہ کرو اور اپنے پر خود بینی نہ کرو۔ مگر اولاد اور شاگرد اور مریدین یا جس کی اصلاح سپرد ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی ان کے عیوب و نقائص کی دیکھ بھال ضروری ہے۔

علاج عجب و کبر پر احقر کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

عُجب نام ہے اپنے کو اچھا سمجھنا خواہ دوسروں کو حقیر سمجھے یا نہ سمجھے اور تکبر نام ہے دوسروں کو بھی حقیر سمجھنا پس عجب اور تکبر دونوں ایسی کُلّی ہیں جن میں اہل منطق کے اصول پر عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی ہر مُعجَب کے لئے متکبر ہونا لازم نہیں مگر ہر متکبر کا معجب ہونا لازم ہے۔

خود بینی و عجب کے علاج کے لئے احقر کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

ناظر حق مستحق رحمت بُوَد — ناظر خود دور از رحمت بُوَد
ہمچنیں عاشق کہ معشوقے بدید — پیش آں معشوق روے خود بدید
پس چرا غیرت نہ آید دلبراں — ہمچنیں عشاق را چو خر بداں

(از مثنوی اختر)

ترجمہ:۔(۱) حق تعالیٰ کی صفات پر نظر رکھتا ہے اور اپنی صفات کو خدائے پاک کا عطیہ و مستعار سمجھتا ہے وہ شکر گذاری سے مقرب بارگاہ ہوتا ہے اور جو اپنے صفات کو اپنی ذاتی حکمت و دانائی کا ثمرہ و نتیجہ سمجھتا ہے اور اسے مستقل اور ناقابل زوال سمجھتا ہے وہ بے خوف اور ناشکرا ہو کر خدا سے دور ہو جاتا ہے۔

(۲) عجب و خود پسندی کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی عاشق محبوب کے سامنے بجائے محبوب کو دیکھنے کے اپنے کو دیکھ رہا ہو۔ پس وہ محبوب اسے ایک چپت لگا کر بھگا دے گا۔ اسی طرح نادان سالک تھوڑی تسبیح و نوافل نماز پڑھ کر اپنے کو سب سے افضل سمجھتا ہے اور خدا کا مقرب سمجھتا ہے۔ حالانکہ ایک بزرگ فرماتے ہیں جو بندہ اپنی نگاہ میں حقیر ہوتا ہے خدا کی نظر میں باعزت ہوتا ہے اور جو اپنی نظر میں اپنے کو اچھا سمجھتا ہے خدا کی نظر میں ذلیل ہوتا ہے۔ نادان اور احمق صوفی کی مثال میں ایک حکایت یاد آئی۔

حکایت:۔ ایک مرید نے اپنے پیر (دنیا دار) سے خواب بیان کیا کہ حضرت! میری انگلی میں پاخانہ لگا ہوا ہے اور آپ کی انگلی میں شہد لگا ہوا۔ پیر صاحب جھٹ بول اُٹھے کہ نالائق تو دنیا دار ہے اس لئے پاخانہ تیری انگلی میں لگا تھا اور میں دیندار ہوں اس لئے شہد میری انگلی میں لگا ہوا تھا۔ مرید نے کہا حضور ابھی پورا خواب تو سنئے آگے کیا ہے۔ میں نے پھر یہ دیکھا آپ میری انگلی چاٹ رہے ہیں اور میں آپ کی انگلی چاٹ رہا ہوں۔ پھر تو پیر صاحب کو اپنی بزرگی معلوم ہو گئی۔ چونکہ یہ پیر مرید سے دنیا لوٹتا تھا اس لئے خواب میں بھی پاخانہ چاٹتا ہے اور مرید چونکہ مخلص تھا اس لئے وہ شہد چاٹتا تھا۔

فوائد صحبت شیخ

شعر ۱۴۷
دوش رفتم در میان مجلس سلطان خویش
بر کف ساقی بجام اندر بدیدم جان خویش

شعر ۱۴۸
ساغرے آورد و بوسید و نہادش بر کفم
پر مئے رخشندہ ہمچو چہرۂ رخشان خویش

شعر ۱۴۹
بولہب را دیدم آنجا دست می خائید سخت
بو ہریرہؓ روئے اندر ماہ بے نقصان خویش

شعر ۱۵۰
بولہب در فکر غرقہ حجت و برہان طلب
بوہریرہ حجت خویش است ہم برہان خویش

ترجمہ و تشریح ۱۴۷ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ کل میں اپنے مرشد شمس تبریزیؒ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ میں نے شیخ کی نسبت مع اللہ کی روشنی کو اس قدر قوی النور پایا کہ اس نے میری جان کی روشنی کو بھی پہلے سے کہیں اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جان جاں پھر جان جاناں کر دیا

ترجمہ و تشریح ۱۴۸ جام محبت حق میرے ہاتھ پر رکھا جیسا کہ خود میرا مرشد چہرۂ تاباں رکھتا تھا ویسا ہی وہ جام محبت بھی نہایت آتش برنگ تھا یعنی حضرت تبریزؒ کی صحبت نے مجھے حق تعالیٰ کا دیوانہ بنا دیا ؎

اے سوختہ جاں پھونک دیا کیا مری دل میں ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مری دل میں

اٹھی وہ موج مے وہ جام و مینا میں تلاطم ہے
جہاں بے نشاں سے دعوت پرواز ہے ساقی (اصغر)

یہ آخری شعر ہے اصغر گونڈوی کا اس کے بعد دار آخرت کو یہ دیوانہ رخصت ہو گیا۔

ترجمہ و تشریح ۱۴۹؎ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی طالب اپنے مرشد سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرتا ہے تو کچھ حاسدین مرشد سے بدگمان کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس بندۂ مقبول کی خلق میں قدر و منزلت کو دیکھ کر حسد سے ہاتھ چباتے ہیں جس طرح کہ ابولہب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت و مقبولیت پر حسد سے ہاتھ چباتا تھا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اس رشک ماہ کامل دائم النور و متصاعد النور ذات اقدس سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ جان و مال و عزت کے ساتھ فدا رہے۔

ترجمہ و تشریح ۱۵۰؎ ابولہب ملعون و مردود تو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے اس وجہ سے محروم رہا کہ وہ حجت و برہان اور دلائل و معجزات طلب کرنے میں رات دن غلطاں و پیچاں رہا۔ اور جب معجزہ نظر آتا تو حسد و جہالت سے اسے جادو قرار دے دیتا۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی نگاہ عاشقانہ خود برہان اور حجت کے قائم مقام ہو رہی تھی بلکہ اس سے بھی فائق تر تھی ؎

نگاہ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اسے
خرد کے سامنے اب تک حجاب عالم ہے

معجزہ اور جادو کا فرق :- ہمارے مرشدؒ نے معجزہ اور جادو میں یہ

فرق بیان فرمایا تھا کہ جادو میں محض نظر بندی ہوتی ہے اشیا کی حقیقت تبدیل نہیں ہوتی برعکس معجزہ کے کہ معجزہ سے شے کی ماہیت وحقیقت بھی تبدیل ہو جاتی ہے اور یہ فرق حضرت موسٰی علیہ السلام کے مقابلے میں جن جادوگروں کو فرعون نے بھیجا تھا وہ بھی جانتے تھے چنانچہ انھوں نے اپنی رسیوں پر نظر بندی کی جس سے وہ سانپ اور بچھو معلوم ہونے لگیں. مگر حقیقت میں وہ رسیاں تھیں ماہیت وحقیقت تبدیل نہ ہوئی تھی لیکن جب حضرت موسٰی علیہ السلام نے اپنا عصا ان کی طرف حکم خداوندی سے ڈال دیا تو وہ عصا سچ مچ کا اژدھا بن گیا اور اس کی حقیقت و ماہیت بھی اژدہے کی ہو گئی جس کے سبب وہ ان کی تمام رسیوں کو جو سحر کی نظر بندی سے سانپ معلوم ہو رہی تھیں نگل گیا۔ اور جادوگروں کو چونکہ اپنے فن پر عبور تھا اور جادو کی حقیقت سے باخبر تھے اور اس عصا کے اس فعل کو انھوں نے اپنے فن سحر کے اصول پر یقین کے ساتھ سمجھ لیا کہ یہ جادو نہیں ہو سکتا یہ کوئی مافوق السحر طاقت ہے اور مافوق المخلوقات کوئی قدرۃ قاہرہ ہے جس کا ظہور ہوا ہے پس وہ اسے پیغمبرانہ معجزہ سمجھتے ہوئے ایمان لے آئے اور اس یقین کے ساتھ ایمان لائے کہ فرعون کی سخت سزا کی دھمکی بھی انھیں ایمان سے دستبردار نہ کر سکی۔

شعر ۱۵۱ جان سرگرداں کہ گم شد در بیابان فراق

از بیاباں ہا سوئے دار الاماں آور دمش

ترجمہ وتشریح مولانا فرماتے ہیں کہ ان جانوں کو جو حق تعالیٰ کی جدائی کے جنگل میں سرگرداں و پریشان ہیں یعنی خدا سے غفلت کی زندگی گذارنے کے سبب بے سکون اور بے اطمینان ہیں اللہ والے ایسے

لوگوں کی رہنمائی اور رہبری فرما کر انھیں دارالامن اور دارالسکون کی طرف لاتے ہیں۔ حاصل یہ کہ کچھ مدت جو لوگ حق تعالیٰ کے خاص اور محبوب بندوں کی صحبت میں رہ کر اپنے نفس کی اصلاح کرا لیتے ہیں تو حق تعالیٰ کے خاص تعلق کی برکت سے یہ بندے بھی اطمینان کی دولت پا جاتے ہیں۔ اور قاعدہ کلیہ ہے کہ جب بندہ ہدایت کی راہ پر پہلا قدم رکھتا ہے اسی وقت سے اس کو اطمینان اور سکون ملنا شروع ہو جاتا ہے اسی طرح بندہ جب گمراہی کی راہ پر پہلا قدم رکھتا ہے اسی وقت سے اس کی بے اطمینانی اور پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔

حکایت:۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ کی تفسیر کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت حق تعالیٰ بطور انعام کے فرما رہے ہیں۔ کہ کون ایمان بالغیب لائے۔ نماز کو قائم کرے۔ اور خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے (زکوٰۃ دے) و مثل ذالك دوسرے احکام کو بجا لائے تو اس کا یہ انعام ہے کہ یہ لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے۔

تو اس انعام پر بظاہر یہ اشکال ہوتا ہے کہ انعام تو مزیدار اور پر لطف ہونا چاہیئے۔ ہدایت پر ہونے میں کیا لطف ہے۔

اس کے جواب میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بار میں سہارنپور سے کانپور جانے کے لئے لکھنؤ جانے والی ریل پر سوار ہوا۔ اس ڈبے میں ایک صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ بھی لکھنؤ جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا میں تو میرٹھ جا رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ گاڑی تو میرٹھ جانے والی نہیں ہے آپ کو تو یہ لکھنؤ لے جائے گی۔ چونکہ ریل چل پڑی تھی اب وہ اتر بھی نہ سکتے تھے لیکن

دوسرا اسٹیشن بھی قریب تھا تھوڑی ہی دیر میں وہ اتر کر ریل تبدیل کر سکتے تھے۔ مگر صحیح راہ پر نہ ہونے اور غلط راہ پر ہونے کے سبب انھیں اس قدر پریشانی تھی کہ میں نے اُن سے کچھ گفتگو کرنی چاہی تو یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تمہیں باتوں کی سوجھی ہے اور ہمارے دل کی پریشانی کا جو عالم ہے وہ ہمیں جانتے ہیں۔

اس حکایت سے یہ بات نہایت واضح ہو جاتی ہے کہ ہدایت کی راہ پر لگ جانے ہی سے سکون شروع ہو جاتا ہے اور غلط راہ پر قدم پڑتے ہی بے اطمینانی اور پریشانی شروع ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ اسی کو فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اعمال صالحہ کئے ان کو ہم بالطف زندگی عطا کرتے ہیں اور جو ہماری یاد سے اعراض کر کے غفلت کی زندگی گذارتے ہیں ان کی زندگی کو ہم تلخ کر دیتے ہیں۔

مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

عارفاں زانند ہر دم آمنوں　　　کہ گذر کردند از دریائے خوں

ترجمہ:۔ اللہ والے ہر وقت اس سبب سے امن و سکون میں ہیں کہ انھوں نے اپنی نفسانی خواہشات کو حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے تابع کر دیا ہے اور اس قدر مجاہدہ و محنت و تکلیف اس سلسلے میں جھیلتے ہیں کہ گویا وہ دریائے خون آرزو سے گذرتے ہیں۔ اور ان کا مذاق یہ ہوتا ہے کسی بزرگ کا شعر ہے ؎

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

اختر کا شعر یہ ہے

اس نے جب وادی حسرت سے گذارا مجھ کو
ہر بُن مو سے مرے خون کا دریا نکلا

حکایت:۔ میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ یہ حکایت اکثر احقر کو سنایا کرتے تھے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے خدا آپ سے ملاقات کا اقرب ترین کیا ذریعہ ہے۔ ارشاد ہوا دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالْ ترجمہ اے موسیٰ (علیہ السلام) نفس کو چھوڑ دیجئے اور آجائیے۔ مطلب یہ کہ بندہ اور خدا کے درمیان صرف نفس کے خواہشات حائل ہوتے ہیں نفس کو مٹا دو خدا مل جاوے گا۔ اور نفس کو مٹانے کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی مرضیات کو خدائے پاک کا مرضیات کے تابع کر دے۔

تو مباش اصلا کمال این ست و بس
رو درو گم شو وصال این ست و بس

ترجمہ:۔ تو اپنے کو مٹا دے یہی کمال ہے یعنی کامل وہ ہے جو اپنے نفس کو مٹا دے اور جا حق تعالیٰ کی مرضیات میں اپنی مرضیات کو گم کر دے۔ یہی وصال ہے یعنی اسی وقت تو واصل ہو جاوے گا ؎

قرب او را وصال می گویند وصل او را محال می گویند

ترجمہ:۔ دراصل حق تعالیٰ کے قرب کا نام وصال ہے ورنہ لغوی معنیٰ کے اعتبار سے حق تعالیٰ کا واصل بہ معنی مقرب ہے۔

دولت باطنی عارفین

شعر ۱۵۲ عاشقاں را شمع و شاہد نیست از بیرون خویش
آب انگورے بخوردہ بادہ شاں از خون خویش

ترجمہ و تشریح عاشقان حق کا چراغ یعنی ان کا نور ان کے باہر نہیں ہوتا ان کے قلب و روح میں ہوتا ہے کیونکہ وہ اعمال صالحہ کے انگور کا پانی پیتے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ کے انوار ان کے خون میں گردش کرتے ہوئے انھیں دائمی مستی و کیف و سرور عطا کرتے ہیں۔ برعکس دنیا کی تمام فانی لذتوں کا سرور عارضی ہوتا ہے ؎

افسردگی گل پہ ہنسی جب کوئی کلی
ہنسکر کہا خزاں نے کہ تو بھی نظر میں ہے

؎ جو چمن میں گذرے تو اے صبا تو یہ کہنا بلبل زار سے
کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے

؎ اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

ترجمہ:۔ اگر کائنات تیز ہواؤں سے بھر جاوے تو بھی مقبولین کا چراغ ہرگز نہیں بجھتا کیونکہ یہ چراغ باہر نہیں ہوتا ان کے قلب و روح میں ہوتا ہے۔

شعر ۱۵۳ ہر کسے اندر جہاں مجنون دہم لیلائے شدند
عارفاں لیلائے خویش و نیز ہم مجنوں خویش

ترجمہ و تشریح جب یہ بات اوپر ثابت ہو چکی کہ خدا کے عاشقین کے قلوب و ارواح میں محبوب حقیقی کا نور خاص جلوہ فگن ہوتا ہے بلکہ ان کے ظاہر و باطن کے ذرہ ذرہ میں بھی وہ نور صمد متجلّی ہوتا ہے۔

نور او در یمن و یسر تحت و فوق بر سرم بر گردنم مانند طوق (رومیؒ)

مولانا فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا نور میرے داہنے بائیں تحت و فوق ہر طرف ہمارے سر اور گردن میں مانند طوق محیط ہے۔ پس عارفین کے علاوہ دنیا میں اور لوگ تو الگ کوئی مجنوں ہے کوئی لیلیٰ ہے مگر عارفین اپنے

ہی نورِ باطن (تجلّیٔ حق) پر عاشق ہونے کے سبب گویا اپنے ہی مجنوں ہیں اور چونکہ محبوبِ حق بھی ہیں پس وہ خود ہی اپنے لیلیٰ بھی ہیں۔

شعر ۱۵۴ گر تو فرعون منی از مصر تن بیروں کنی

در درون خانہ بینی موسٰی و ہارون را

ترجمہ و تشریح اگر تو اپنی انانیت فرعونی کو اپنے نفس کے مصر سے باہر کردے تو اپنے اندر حضرت موسٰی علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو مشاہدہ کرے گا یعنی اپنی روح میں انوارِ ولایت کا مشاہدہ کرے گا جس کا حاصل قربِ حق ہے اور قربِ حق کُلّی مشکک ہے جس کے درجات متفاوت المراتب ہوتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو اصالۃً عطا ہوتا ہے قربِ نبوت اور قربِ ولایت میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے چنانچہ قربِ ولایت کا سب سے اعلیٰ مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھا مگر غارِ ثور میں دشمنانِ اسلام کی آہٹ پاکر معیت و قرب و نسبتِ صدیقیت خائف اور متاثر ہوگئی مگر قربِ نبوت نے لاتحزن کہا۔ حالانکہ ان اللہ معنا کی معیت میں صدیق اکبرؓ کی شمولیت منصوص ہو رہی ہے لیکن معیتِ رسالت و نبوت کے مقام کی بلندی بھی واضح فرمائی جارہی ہے۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ اے صدیق! غم و اندیشہ مت کرو خدا ہمارے ساتھ ہے یہ جملہ معیتِ رسالت و معیتِ صدیقیت کے فرقِ مراتب کو بیان کرتا ہے۔ حضرت مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے احقر سے فرمایا کہ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مکاشفہ ہے کہ جہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر تھا اس کے کچھ اوپر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پائے مبارک دیکھا پھر یوں تشریح فرمائی کہ جہاں صدیقیت کا مقام منتہا ختم ہوتا

ہے اس کے کچھ اوپر سے مقام نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔

"لذت جانبازی در مجاہدہ"

شعر ۱۵۵
شغل ما بر غم حرام و خون ما بر ما حلال
ہر غمے کاں گرد ما گردد شود در خون خویش

ترجمہ و تشریح ہمارا شغل (عاشقی مع الحق) غم دنیا اور دنیا کے غمزدوں پر حرام ہے یعنی دنیا کو دل سے نکالیں پھر وہ اہل محبت سے فیضیاب ہو سکیں گے اور ہمارا خون ہمارے اوپر حلال ہے یعنی حق تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اپنی خواہشات نفسانیہ کا ہر وقت خون کرنا ہمارے اوپر حلال ہے کیونکہ یہ عین منشائے حق ہے۔ اور دنیا کے غم ہم کو خوفزدہ اس لئے نہیں کر سکتے کہ بہت بڑا غم یعنی آخرت کا غم ہماری رگوں میں ہمارے خون کے ساتھ دوڑ رہا ہے۔ پس اس غم کے سامنے دنیا کے سب غم ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے عصائے موسوی (علیہ السلام) کے سامنے جادوگروں کے سانپ بچھو اور آن واحد میں سب کو نگل گیا۔

آخرت کے غم میں اور دنیا کے غم میں کیا فرق ہے۔

آخرت کا غم	دنیا کا غم
آخرت کا غم قلب و روح کو سکون عطا کرتا ہے اور لذیذ ہوتا ہے چنانچہ اللہ والوں کو دیکھئے کہ ہر وقت چین و سکون سے ہیں دنیا کی پریشانی بھی اگر ان کے پاس آتی ہے تو وہ باہر باہر رہتی ہے دل میں گھسنے نہیں پاتی	دنیا کا غم نہایت تلخ اور دل کو پریشان کرتا ہے چنانچہ دنیا کے عشاق ہمیشہ پریشان رہتے ہیں خواہ وہ اوپر سے کتنے ہی ٹھاٹ باٹ سے رہتے ہوں مگر اندر دل میں

کیونکہ دل میں وہ حق تعالیٰ کے تصرفات | سکون نہیں ہوتا۔
پر راضی ہیں۔

آخرت کے لذیذ غم پر حسب ذیل اشعار ملاحظہ کیجئے۔

عارف غم جاناں کی توجہ کے تصدُّق
ٹھکرا دیا وہ غم جو غم جاوداں نہ تھا

آلامِ روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم دیا اسے غم جاناں بنا دیا

فکر این و آں نے جب مجھ کو پریشاں کر دیا
ہم نے سر نذر جنوں فتنہ ساماں کر دیا

زہد زاہد را و دیں دیندار را
ذرۂ دردت دلِ عطّار را (مجذوب)

وہ تو کہئے کہ ترے غم نے بڑا کام کیا
ورنہ مشکل تھا غم زیست گوارا کرنا

اس مقام کے مناسب اب احقر کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہر لمحۂ حیات گذارا ہم نے
آپکے نام کی لذت کا سہارا لیکر

ترے غم کے سوا ممکن نہیں تھا
گذرتے دن میری جان حزیں کے

زندگی پر کیف پائی گرچہ دل پُرغم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

غارت گرِ حیات سمجھتی تھی کائنات
میری نظر میں غم ترا جان حیات ہے

ہو آزاد فوراً غم دو جہاں سے
ترا ذرّۂ غم اگر ہاتھ آئے

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

"زندگی در زندگی"

شعر ۱۵۶

من نیم موقوف نفخ صور ہمچو مردگاں

ہر زمانم عشق جانے می دہد زفسوں خویش

ترجمہ و تشریح عام لوگوں کو تو نفخ صور سے حیات ثانی عطا ہوگی لیکن خدا کے عاشقوں کو عشق ہر وقت جان کو عطا کرتا ہے

کُشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جان دیگرست

ترجمہ:۔ حق تعالیٰ کی مرضی پر راضی رہنا اور خنجر تسلیم کے سامنے گردن رکھنا جن کو نصیب ہے حق تعالیٰ کا کرم ہر وقت غیب سے انھیں حیات تازہ عطا کرتا ہے۔

گذر گئی جو گذرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر

جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

(مولانا محمد احمد صاحب)

۵ انھیں ہر لحظہ جان نو عطا ہوتی ہے دنیا میں

جو پیش خنجر تسلیم گردن ڈال دیتے ہیں (اختر)

شعر ۱۵۷

باز در آمد طبیب از در رنجور خویش

دست عنایت نہد بر سر مہجور خویش

ترجمہ و تشریح سالک پر قبض باطنی کے بعد جب پھر بسط کی حالت عطا ہوتی ہے اس خوشی کو مولانا فرماتے ہیں کہ وہ محبوب حقیقی حالت استتار کے بعد حالت حضوری اپنے عاشقوں کو عطا فرماتے

ہیں اور اپنے مہجورین کے ہجر کو (یعنی قبض باطنی کو) حالت وصل (بسط وحضوری) سے تبدیل فرماتے ہیں۔

بیان عشق

شعر ۱۵۸ اے مونس وغمگسار عاشق
اے چشم وچراغ یار عاشق

شعر ۱۵۹ اے داروئے فربہی وصحت
از بہر تن نزار عاشق

ترجمہ وتشریح اے عشق! تو عاشقوں کے لئے مونس وغمگسار ہے اور عاشقوں کا چشم وچراغ دیار ہے اور عاشقوں کے کمزور جسم کی فربہی وصحت کے لئے تو دواء ہے۔

شعر ۱۶۰ اے عاشقاں چوں نیمشب جاں درپئے جاناں رود
جاں چوں نباشد در تنم من زندگانی چوں کنم

ترجمہ وتشریح اے عاشقو! آدھی رات کو ذکر ونماز تہجد اور استغفار و آہ سحر گاہی کے ذریعہ جب محبوب حقیقی کی یاد میں جان مست وبیخودی ہوتی ہے تو پھر جسم کے ساتھ روح کا رابطہ کمزور اور مغلوب ہوتا ہے اور غلبہ تعلق مع اللہ کا ہوجاتا ہے اور پھر دنیا کی زندگانی یعنی دنیا کے مشاغل ایک دردسر میرے لئے معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ سید سلیمان صاحب رح کو جب حضرت حکیم الامت تھانوی رح کے فیضان صحبت سے نماز تہجد وذکر کی حلاوت محسوس ہوئی تو اس لذت عبادت کو ان اشعار میں یوں بیان فرمایا ؎

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا — ذکر میں تاثیر دورِ جام ہے
وعدہ آنے کا شب آخر میں ہے — صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

احقر نے اس لذت کو یوں عرض کیا ہے۔

لذّتِ ذکر

میں اُس کے نام کی لذت کو کیا بیاں کرتا
زبان عشق کی حیرت کو دیکھتا ہوں میں
کبھی نہ کر سکے کیوں شرح دردِ پنہانی
ہر ایک لفظ و معانی سے پوچھتا ہوں میں
خدا کے نام کی لذت ہے جان کل لذات
بڑے سکون میں ذاکر کو دیکھتا ہوں میں

اس نظم کے بقیہ اشعار بھی درج ذیل ہیں تاکہ اہل ذوق کیلئے باعث نشاط طبع ہو۔

ہر ایک ذرّہ میں اس کو ہی دیکھتا ہوں میں
دلیل صانع کی صنعت میں دیکھتا ہوں میں
سمجھ کے دوستو میں بوئے پیرہن اس کا
چمن میں لالہ و سوسن کو سونگھتا ہوں میں
کبھی چمن میں پھرا اور کبھی بیاباں میں
جہاں گیا ہوں اسی کو تو ڈھونڈتا ہوں میں
میں اپنے گھر سے ہوا ہوں جو اس طرح بے گھر
خدا کے چاہنے والوں کو ڈھونڈتا ہوں میں

ورائے عقل ہے جب درد کا مقام اخترؔ
کیوں اس کو اہلِ خرد سے بھی پوچھتا ہوں میں

نازِ عشق بر عاشقاں

شعر ۱۶۱ پیش آمد آں دلبر مرا گفتم شہا کم کن بلا
گفتا برو گر عاشقی ہر دم بلا افزوں کنم

شعر ۱۶۲ گفتم شہا بس قطرہ ہا در ہجر تو باریدہ ام
گفتا چہ غم ہر قطرہ را من لولوئے مکنوں کنم

شعر ۱۶۳ گفتم شہا در پردہ ہا خود را چرا داری نہاں
گفتا اگر بیروں شوم سی صد چوں تو مجنوں کنم

ترجمہ و تشریح مولانا پر بحالت ذکر کوئی خاص تجلی قرب کی وارد ہوئی اور الہامات اور مناجات کا سلسلہ شروع ہوا۔ پس مولانا نے عرض کیا اے محبوبِ حقیقی! آپ کی جدائی میں بہت قطرہائے اشک آنکھوں سے برسائے ہیں الہام ہوا کہ کیا غم ہے میں ہر قطرہ کو محفوظ موتی کر دیتا ہوں۔ پھر عرض کیا کہ اے محبوب حقیقی آپ پردۂ غیب میں اپنے کو کیوں چھپائے ہوئے ہیں۔ الہام ہوا اگر یہ پردہ نہ ہوتا تو تیرے جیسے تین ہزار مجنوں کرتا۔ یعنی عالم درہم برہم ہوتا اور پھر یہ عالم امتحان نہ رہتا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اب سابقہ زمانے جیسے اولیائے کاملین نہیں پیدا ہوتے لیکن حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم اب بھی کوئی کرسی خالی نہیں غوث و اقطاب و ابدال و اوتاد کی تمام کرسیاں پُر ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ قیامت تک

اہل حق کی جماعت قائم رہے گی جو حق تعالیٰ کی نصرت سے دین حق پر قائم رہیں گے اور ان کے مقابلے میں جو آئے گا رُسوا کر دیا جاوے گا۔ ہاں طلب و پیاس ہو تو پلانے والے موجود ہیں۔

ہنوز آں ابر رحمت دُر فشان ست

خم و خمخانہ با مہر و نشان ست

حق تعالیٰ کی طرف سے ابر رحمت کی اب بھی بارش ہو رہی ہے اور محبت و معرفت کی تمام نعمتیں اب بھی سر بہ مہر ہو رہی ہیں۔ احقر نے اس مضمون کو یوں عرض کیا ہے۔

نظم بہ عنوان

"سُو بار بھی گر گر کے سنبھلتا ہے آج بھی"

ہاں وہ در میخانہ تو کھلتا ہے آج بھی

پیمانۂ رحمت تو چھلکتا ہے آج بھی

وہ درد جو ارواح کی کلیوں کو ملا تھا

ہر چاک گریباں سے مہکتا ہے آج بھی

اعجاز نظر دیکھئے ساقی ازل کا

اشکوں میں لہو میرے ٹپکتا ہے آج بھی

جو مست ہوا مرشد کامل کی نظر سے

سو بار بھی گر گر کے سنبھلتا ہے آج بھی

وہ جام محبت ترا نایاب نہیں ہے

سینوں سے اہل درد کے ملتا ہے آج بھی

اخترؔ[۵۷] ہماری درد پسندی کی انتہا
ہے وصل مگر دل تو تڑپتا ہے آج بھی

فوائد گریۂ عشق

شعر ۱۶۴ چوں ابر بسے اشک دریں خاک فشاندیم
واز ابر گذشتیم و براں ماہ رسیدیم

ترجمہ و تشریح جب ابر کی طرح اس زمین پر ہم نے آنسو برسائے تو ہمارے اشکہائے ندامت پر حق تعالیٰ کے دریائے رحمت کو جوش ہوا اور ہمارے گناہوں کو عفو فرما کر اپنے قرب کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا یعنی گریہ وزاری مناجات میں جو کرتا ہے اور گڑگڑا کر جو گناہوں کی معافی مانگتا ہے اس کی ماضی کی کوتاہیوں کی تلافی ہو جاتی ہے اور اس کا حال درست ہو جاتا ہے اور اس کا مستقبل بھی روشن ہو جاتا ہے ؎

کوئی نہیں جو یار کی لا دے خبر مجھے
اے سیل اشک تو ہی بہا دے اُدھر مجھے

تزکیہ نفس و اصلاح نفس

شعر ۱۶۵ نفس را چوں خار دیدم سوئے گل بگریختم
عقل را چوں سرکہ دیدم با شکر آمیختم

شعر ۱۶۶ نام و ننگ و کبر و ناموس و رعونت فخر و عجب
ہر چہ بودم زیں قبل از جملگی بگریختم

---

[۵۷] یہ اشعار اس وقت ہوئے تھے جبکہ احقر ٹکسلا سے مری پہاڑیوں کے مناظر سے گذر رہا تھا۔

ترجمہ و تشریح ہم نے اپنے روحانی چمن اور اعمال صالحہ کے باغ کے لئے جب نفس کو دشمن (خار) پایا تو حق تعالیٰ کی طرف راہ فرار اختیار کی یعنی رضائے نفس کو ترک کر کے رضائے مولیٰ کی کوشش میں لگ گئے اور چونکہ حق تعالیٰ کی یاد سے قلب و روح کو اطمینان عطا ہوتا ہے اس لئے محبوب حقیقی کو گل سے تشبیہ دی عقل کو جب ہم نے ناقص پایا تو اس کو کامل بنانے کے لئے عشق کی آمیزش کر دی پس عقل کا سرکہ عشق کی شکر سے مل کر لذیذ اور مفید ہو گیا اور عشق سے مراد عشق خدا ہے (نہ کہ مجازی فانی جو ننگ انسانیت ہے۔ خدائے پاک اس سے پناہ میں رکھیں) اور عشق حقیقی کی برکت سے نام و نمود اور تکبر و عجب اور ناموس و رعونت و فخر سب روحانی بیماریوں سے نجات مل گئی۔ یعنی عشق حق غیر حق کو سوختہ کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ والے طالبین کے دلوں میں حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہونے کے لئے ذکر بتاتے ہیں۔

حکایت :۔ احقر مولف عرض کرتا ہے کہ ایک عاشق مجاز ایک فلم ایکٹریس فردوس پر عاشق تھا۔ لیکن عشق مجازی میں چونکہ سکون نہیں ملتا ہر وقت بے چینی اور عذاب الٰہی میں مبتلا تھا۔ مجھ سے ملا اور کہا کہ میں اپنی اصلاح چاہتا ہوں۔ احقر نے کہا کہ آپ اجازت دیں تو میں آپ کی بیماری آپ کو بتا دوں۔ اس نے کہا بتائیے۔ احقر نے کہا کہ آپ عشق کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ اس کو بہت تعجب ہوا اور بیچارہ نے اسکو احقر کا کشف سمجھا اور معتقد ہو کر بیعت بھی ہو گیا حالانکہ یہ کشف نہ تھا اسکی آنکھوں سے ٹپک رہا تھا احقر نے ذوقاً اور وجداناً اس کی آنکھوں کو دیکھ کر محسوس کر لیا کہ یہ کسی کے عشق میں مبتلا ہے یا یہ کہ مزاج عاشقانہ

رکھتا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عشق مجاز میں کافی شہرت رکھتا ہے
بہر حال جب توبہ کر کے وہ ذکر اللہ میں لگ گیا تو چند دن کے بعد مجھ سے
کہا کہ عشق مجازی تو عذاب الٰہی ہے اور خدا کے عشق میں سکون اور اطمینان
ہے اور کہا کہ فردوس کے عشق میں رات کی نیند بھی حرام اور سکون قلب سے
چھن گیا تھا اور اب سکون اور اطمینان سے سو جاتا ہوں۔ احقر نے ان کو
مبارک باد دی اور ایک شعر ان کو بنا کر دیدیا ؎

نام فردوس تھا لیکن تھی سراپا دوزخ
ہائے اک عمر کیوں برباد کیا تھا ہم نے

مسلمانوں کو چاہیئے کہ فلم ایکٹرس کا یا سینما جیسے لعنت گاہوں اور شیطان
ہاؤس کا نام فردوس نہ رکھا کریں۔ یہ تو چوری اور سینہ زوری ہے اور عظیم ترین
گستاخی ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

"لڑکوں کے عشق کی خباثت"

ہمجنس پرستی سے جو لذت اڑا گئے
انسانیت کا اپنی وہ پرچم جلا گئے
رسوا ہوئے ہیں فاعل مفعول آن میں
دونوں حیا کے اپنے جنازے اٹھا گئے
ہرگز ملا سکیں گے نہ آنکھیں تمام عمر
آپس میں شرم کے جو وہ پردے ہٹا گئے
دھوکہ یہ تھا کہ حق محبت ادا کریں
نفرت کا بیج تا دم آخر جما گئے

سمجھے تھے جس نظر کو اساس حیات دل
کیوں اس نظر سے آج نظر کو بچا گئے
کیا کم ہے یہی دوستو لعنت مجاز کی
پہچاننے کے بعد بھی آنکھیں چرا گئے
یہ عشق نہیں، ہیں یہ معصیت کے تقاضے
دونوں کو ایک پل میں جو رسوا بنا گئے

"علاج لڑکوں سے عشق بازی"

۱؎ کودکے از حسن شد مولائے خلق
بعد پیری شد خرف رسوائے خلق

۲؎ چوں بہ بدنامی بر آید ریش او
دیو را ننگ آید از تفتیش او

۱؎ جو لڑکا حسن کے سبب آج خلق کا سردار بنا ہوا ہے اور ہر طرف اس کا اکرام اور پیار ہو رہا ہے جب یہی بوڑھا ہوگا تو ذلیل اور کھوٹیسٹ پھرے گا کوئی نگاہ بھی نہ اٹھائے گا۔

۲؎ حسین لڑکوں کی جب بدنامی کے ساتھ داڑھی اور مونچھیں نکل آتی ہیں تو پھر شیطان کو بھی ان کی مزاج پرسی سے شرم آتی ہے اور عاشق لوگ نفرت کرنے لگتے ہیں۔

۳؎ احقر مولف کا اردو شعر ؎

اس کے عارض کو لغت میں دیکھو
کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

تشاکریم جس حسین لڑکے کے عارضی حسن پر بدنگاہی کر کے خدا کا قہر و غضب خریدا جاتا ہے جب وہ کچھ ہی دن میں بڑی بڑی مونچھوں پر تاؤ دے کر اچانک سامنے آتا ہے تو اس کے عاشقوں کے شوق بوسۂ لب و رخسار و گیسو کا دم نکل جاتا ہے اور ان کے عشق کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ پھر علاج یہ ہے (۱) ہر بدنگاہی پر دو چار رکعت نفل توبہ پڑھنا۔ موت اور دوزخ کا ہر روز کچھ دیر مراقبہ کرنا اور حسینوں کے حسن کے زوال کو اور قبروں میں ان کے جسم کا سڑنا گلنا اور کیڑوں کی غذا بننا سوچنا (۲) اور اللہ والوں کی صحبت کا التزام یعنی پابندی سے ان کے پاس جانا (۳) اور حسینوں سے بہت دور رہنا۔ بالخصوص آنکھوں کی حفاظت کا اہتمام۔ اور قلب کو ان کے تصورات سے بچانا اور پاکیزہ اور جائز کاموں میں اپنے کو مصروف رکھنا (۴) اور کسی بزرگ سے مشورہ کر کے ذکر و اثبات کرنا یعنی لا الٰہ الا اللہ ۵۰۰ مرتبہ اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۱۱۱ مرتبہ اول اخر درود شریف ۳ بار — تجربہ :- کسی مرشد کامل سے رجوع کرنا اور اس کے مشوروں پر عمل کرنا اس بیماری کا مکمل اور شافی علاج ہے۔ نیز احقر مولف کا رسالہ "دستور تزکیہ نفس" بدنگاہی اور عشق مجازی کے لئے نہایت اکسیر و مفید ہے اس رسالہ میں تفصیل سے اس بیماری کی تباہی اور اس کا علاج مذکور ہے جس سے لوگوں کو بفضلہ تعالیٰ بہت نفع ہو رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ بہت جلد بدنگاہی اور عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور اس کا علاج شافی کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ ہے۔ حق تعالیٰ سے تکمیل کی دعا فرمائیں۔

"صحبت اہل اللہ"

شعر ۱۶۷ سالکان راہ را محرم شدم
سالکان قدس را ہمدم شدم

شعر ۱۶۸ گہہ شدم خلوت نشیں چوں مشتری
گاہ چو خور مظہر عالم شدم

شعر ۱۶۹ گہہ چو عیسیٰ جملگی گشتم زباں
گاہ لب خاموش چوں مریم شدم

شعر ۱۷۰ چوں شدم جوشیدہ اندر غرق عشق
در دو چشم عاشقانش یم شدم

شعر ۱۷۱ عید جانم شمس تبریزی بدست
عید را قربانی اعظم شدم

ترجمہ و تشریح ۱۶۷ راہ حق کے چلنے والوں کا محرم ہوں اور سالکین عالم قدس کا ساتھی ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۱۶۸ کبھی مشتری ستارہ کے مانند خلوت نشین و مخفی ہوں کبھی خورشید جہاں تاب کی طرح عالم میں ظاہر ہوں یعنی جب حق تعالیٰ مجھ پر اپنے اسم باطن کی تجلی فرماتے ہیں تو میں کائنات میں مخفی ہو جاتا ہوں اور اہل کائنات کی نظر مجھے پہچاننے سے قاصر ہوتی ہے اور جب اسم ظاہر کی تجلی مجھ پر فرماتے ہیں تو مجھے خلق پہچاننے لگتی ہے اور میں مشہور اور متعارف بین الخلق ہو جاتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۱۶۹ کبھی فیضان غیبی سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی

طرح سراپا زبان بن جاتا ہوں یعنی ہر وقت مضامین کی آمد اور واردات علمیہ کا خلق میں افادہ کرتا ہوں اور کبھی مضامین کا ورود اور فیضانِ غیب رُک جاتا ہے جس کی وجہ سے مثل حضرت مریم علیہ السلام سراپا خاموش اور غیر قادر علی الکلام ہو جاتا ہوں۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نومولود طفل شیر خوار تھے اور بطور معجزہ کلام فرمایا اور حضرت مریم علیہ السلام نے باوجود قدرۃ علی الکلام کے خود سراپا بے زبان ہو کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہ جواب دیں گے اس بچے سے دریافت کرو۔

ترجمہ و تشریح ۱۷۰ جب دریائے عشق حقیقی میں غرق ہو گیا تو حق تعالیٰ کے عاشقوں کی نظر میں سمندر (بحرِ بے کراں) ہو گیا۔ جس مٹکے کو سمندر سے خفیہ تعلق ہو تو بڑے بڑے دریائے شیریں جیحون فرات جیسے اس مٹکے کے سامنے زانوئے ادب طے کرتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۷۱ میری روحانی عید حضرت شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہے اور میں اپنے شیخ پر فدا ہونے کے سبب عید القائے مرشد کے لئے قربان اعظم ہوں۔

شعر کی وضاحت کے لئے احقر کی یہ نظم ملاحظہ ہو جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدائے پاک کے عاشقین اور مقبولین کی صحبت اور دوستی سے سکون ملتا ہے اور دنیا داروں کی دوستی خود غرضی عارضی اور بے وفائی پر مبنی ہوتی ہے اور چونکہ وہ خود بے سکون ہوتے ہیں اس لئے ان کے قلب کا عکس ان کے پاس والوں پر بھی بے سکونی پیدا کرتا ہے۔

"سکون دل در مجلس اہل دل"

۱/ سوائے تیرے کوئی ٹھکانہ نہیں ہے یارب جدھر بھی جاؤں
کسے غم دل وجاں سناؤں کسے میں زخم جگر دکھاؤں

۲/ یہ دنیا والے تو بے وفا ہیں وفا کی قیمت سے بے خبر ہیں
پھر ان کو دل دے کے زندگی کو جفا سے آہنگ کیوں بناؤں

۳/ یہ بت جو محتاج ہیں سراپا غلام ان کا بنوں تو کیونکر
غلام کا بھی غلام بن کر میں اپنی قیمت کو کیوں گھٹاؤں

۴/ یہ مانا ہم نے چمن میں خوش رنگ گل سے بلبل ہے مست وشیدا
مگر نشیمن جو عارضی ہو تو اس کو مسکن میں کیوں بناؤں

۵/ مجھے تو اختر سکون دل گر ملا تو بس اہل دل کے در در پر
تو ان کے در کو میں اپنا مسکن صمیم دل سے نہ کیوں بناؤں

معارف وحقائق کلمۂ لا الٰہ

شعر/۱۷۲ ما ز بالائیم و بالا می رویم
ما ز دریا ایم و دریا می رویم

شعر/۱۷۳ ما از انجا و از یں جا نیستم
ما ز بیجائیم و آنجا می رویم

شعر/۱۷۴ لا الٰہ اے جاں رہ الا اللہ ہست
ما ہم از لا تا بہ الا می رویم

شعر/۱۷۵ قل تعالوا آیت است از جذب حق
ما بجذب حق تعالیٰ می رویم

شعر ۱۷۶ کشتی نوحیم در طوفاں نوح
لاجرم بے دست و بے پا می رویم

شعر ۱۷۷ آخر ما نیست در دور قمر
لاجرم فوق الثریا می رویم

شعر ۱۷۸ اے زباں خامش کن و بامن میا
ہیں کہ ما از عشق بے ما می رویم

شعر ۱۷۹ ہمت عالیست در سر ہائے ما
از ثریٰ تا عرش اعلیٰ می رویم

ترجمہ و تشریح ۱۷۲ ہم عالم ارواح سے عالم دنیا میں اتارے گئے ہیں اسی لئے ہماری ارواح کا میلان عالم بالا کی طرف ہونے کے سبب ہم عالم بالا کی طرف جاتے ہیں یعنی حق تعالیٰ کا قرب و رضا تلاش کرتے ہیں ؎

نہ ہم جادہ نہ ہم محمل نہ ہم منزل سمجھتے ہیں
رضا جوئی کو تیری زندگی دل سمجھتے ہیں (رزمی)

عالم بالا کی طرف جانے سے مراد حق تعالیٰ کے قرب اور اعمال قرب کی تلاش ہے۔

ترجمہ و تشریح ۱۷۳ ہماری روحوں کا تعلق عالم ارواح سے ہے اس فانی جہاں سے نہیں ہے ہماری جسم کی خاک البتہ اس جہان خاکی سے ہے لیکن روح چونکہ یہاں سے نہیں ہے اوپر سے آئی ہے پس ہم عالم بالا کی طرف جاتے ہیں یعنی ترقیات قرب خدا کے لئے بے چینی ہماری عین فطرت کا تقاضا ہے کیونکہ ہر شے اپنے مرکز کی طرف جانا چاہتی ہے ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہیں کا انہیں کا ہوا جا رہا ہوں

ترجمہ و تشریح ۱۷۴۔ اے میری جان! الا الٰہ یعنی قلب کو غیر اللہ سے خالی کرنا ہی الّا اللہ تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ غیر کی نفی سے محبوب حقیقی کا اثبات ہوتا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ کا یہ شعر اس مقام کی خوب تشریح کرتا ہے ؎

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے شاہ خوباں کے لئے دربار دل

حضرت خواجہ صاحبؒ کا یہ شعر بھی جس پر حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ایک لاکھ روپیہ دینے کی تمنا ظاہر فرمائی تھی خوب ہے ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

خواجہ صاحبؒ کا ایک اور شعر یاد آیا ؎

دل مرا ہو جائے اک میدان ہو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو

جس قدر لا الٰہ قوی ہوگا اسی قدر الّا اللہ قوی ہوگا یعنی قلب کا غیر اللہ سے اور معاصی کی آلائش سے جس قدر تزکیہ ہوگا اور جس قدر اپنے نفس کی مع اس کے تقاضائے شہوانیہ کی نفی ہوگی۔ اسی قدر حق تعالیٰ کا نور قوی قلب کو عطا ہوگا۔ جس طرح جب زمین اپنی گردش میں چاند اور سورج کے درمیان سے بالکل الگ ہو جاتی ہے تو چاند کا پورا دائرہ سورج کے نور سے روشن ہو جاتا ہے اور وہ چاند بدر کامل (چودھویں کا) کہلاتا ہے اسی طرح جب سالک کا نفس (فنائیت کاملہ سے) حق تعالیٰ اور قلب عارف کے درمیان سے بالکل الگ ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کے نور پاک سے اس عارف کے قلب کا پورا دائرہ منور

ہو جاتا ہے۔ اور پھر جب ارشاد کرتا ہے تو اس کا پورا کلام نورانی ہونے کے سبب طالبین کو بھی نور خالص اور نور تام کی تاثیر اور تجلّی سے محظوظ اور مسرور اور منور کرتا ہے ؎

شیخ نورانی زرہ آگہہ کند   نور را با لفظ ہا ہمرہ کند (رومی)

وہ نورانی شیخ کامل خدا کا راستہ بھی بتاتا ہے اور اپنے نور کامل باطنی کو اپنے الفاظ کے ہمراہ کر کے سامعین کے دلوں میں اتار دیتا ہے برعکس اس کے کہ جو صاحب ارشاد نفس کو پوری طرح نہیں مٹائے ہوتا اس کے کلام میں بقدر نفس کے زندگی اور بقاء کے ظلمات شامل ہوتے ہیں جس طرح زمین جسقدر چاند اور سورج کے درمیان حائل رہتی ہے چاند کا اسی قدر حصہ بے نور اور تاریک رہتا ہے پس ایسے صاحب ارشاد کے مجالس و مواعظ میں اس کے کلام سے فیض تام طالبین کو نہیں ہوتا ؎

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند

صاف گر باشد ندانم چوں کند (رومی)

ترجمہ:۔ جب جرعہ خاک آمیز مجنوں کر رہا ہے تو صاف اور خالص نور باطن کا کیا کچھ اثر دکھائے گا ؎

بن کے دیوانہ کریں گے خلق کو دیوانہ ہم

بر سر ممبر سنائیں گے ترا افسانہ ہم

ترجمہ و تشریح ۱۷۵ جب اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے واسطے سے ہم کو تعالوا کا حکم قرآن میں ہو رہا ہے کہ آؤ ہماری طرف سے اس جذب و کشش کے فیض سے ہم حق تعالیٰ کی طرف تیزی سے منزل طے کر رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۷۶ ہم گویا حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں بیٹھے ہیں (بوجہ جذب حق کے فیضان سے) پس ہم بے دست و پا یعنی عاجز فی الطریق ہونے کے باوجود بھی حق تعالیٰ کے جذب کی برکت سے قرب حاصل کر رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۷۷ رفتار سلوک کی انتہا صرف قمر تک نہیں ہے (جیسا کہ اہل کفر صرف چاند پر پہنچ کر فخر محسوس کر رہے ہیں حالانکہ قلوب ان کے بے نور اور کفر سے تاریک ہیں)

تسخیر مہر و ماہ مبارک تجھے مگر　　　دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں

اللہ والوں کی رفتار چاند سے بھی تیز رفتار ہے

در رہ دنیا زکل کاہلتر اند　　　در رہ عقبیٰ زمہہ گو میبر اند　(رومیؒ)

ترجمہ:۔ عارفین دنیا کے معاملہ میں تو سب سے کاہل ہیں (بوجہ اسے فانی اور ناپائیدار اور بے وفا اور آخرت کے مقابلے میں عارضی اور بے قیمت سمجھنے کے) لیکن آخرت کے امور اور اعمال اور مجاہدات میں یہ چاند سے بھی بازی لے جاتے ہیں۔ پس اللہ والے حق تعالیٰ کے قرب کے معاملہ میں تیز رفتاری کے سبب ثریّا سے بھی اوپر بالیقین قدم رکھتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۷۸ اے زبان تو خاموش ہو جا کہ اب تیرا کام نہیں یہاں لغت اور اس کے الفاظ قاصر ہیں کیونکہ ہم عشق حقیقی کی برکت سے بدون جسم کے پاؤں کے صرف اپنے قلب و روح کے پروں سے حق تعالیٰ کی طرف اُڑ رہے ہیں ؎

جاں مجرّد گشتہ از غوغائے تن　　　می پرد با پرِ دل بے پائے تن　(رومیؒ)

ترجمہ:۔ ہماری روح جسم و کائنات کے ہنگاموں سے یکسو اور مستغنی ہو کر

دل کے پر سے اللہ تعالیٰ تک اڑتی ہے بغیر جسم کے پاؤں کے

ترجمہ و تشریح ۱۷۹؎ ہمارے سروں میں تعلق مع اللہ کے فیض سے ایسی عالی ہمتی ہے کہ ہم ثریا سے بھی آگے عرش اعلیٰ تک اڑ رہے ہیں ؎

تصور عرش پر ہے وقف سجدہ ہے جبیں میری

حدیث شریف میں ہے کہ جب مومن سجدہ کرتا ہے تو اس کا سر حق تعالیٰ شانہ کے مبارک قدموں پر ہوتا ہے اسی سبب سے نماز کو مومن کی معراج بھی فرمایا ہے - گویا سر تو فرش پر ہے اور روح عرش پر ہے۔ اس عروج و ترقی کو کفار کیا پا سکتے ہیں۔

در بیان امتحان عاشقاں

شعر ۱۸۰؎ عاشقی بر من پریشانت کنم
کم عمارت کن کہ ویرانت کنم

شعر ۱۸۱؎ تو در آں کہ خلق را حیراں کنی
من بر آں کہ مست و حیرانت کنم

شعر ۱۸۲؎ گر کہہ قافی تو ہمچو آشنا
آرمت در چرخ و گردانت کنم

شعر ۱۸۳؎ ور تو افلاطون و لقمانے بعلم
من بیک دیدار نادانت کنم

شعر ۱۸۴؎ بر سر گنج چو مارے خفتۂ
من چو مارے خستہ بے جانت کنم

شعر ۱۸۵
اے کشف چو آمدی در بحر ما
چوں صدف من گوہر افشانت کنم

شعر ۱۸۶
بر گلویت تیغ ہا را دست نیست
گر چو اسماعیل قربانت کنم

شعر ۱۸۷
دامن من گیر گر تر دامنی
تا چو مہ از نور داماَنت کنم

شعر ۱۸۸
گر تو صد خانہ کنی زنبور وار
چوں مگس بے خان و بے مانت کنم

شعر ۱۸۹
من ھمانم سایہ لازم بر سرت
تا کہ افریدون و سلطانت کنم

حل لغات (از غیاث)
کشف۔ ایک دریائی جانور کا نام ہے فارسی میں سنگ پشت کہتے ہیں غالباً کچھوا ہو گا۔

خان و بے مان۔ بے گھر بے سامان دراصل خانماں لفظ ہے، خان مخفف خانہ ہے اور ماں مان کا مخفف ہے جس کے معنی رخت و سامان ہیں۔

افریدون۔ دراصل فریدون ہے ایک عظیم الشان بادشاہ اس نام کا گذرا ہے۔

آ ۔ یا ۔ یہاں چکی کے معنی میں ہے۔

ترجمہ و تشریح
۱۸۰ محبوب حقیقی کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں کہ اے طالب و عاشق اگر تو میرے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو میں تیری آزمائش کروں گا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ الخ اور اپنے

امتحانات خوف وجوع ونقصان اموال واموات سے تمہارا امتحان کروں گا۔
امتحان کا لفظ محنت سے ہے جس میں مشقت وپریشانی ضرور ہوتی ہے (مگر وہ
نعمت قرب ومعیت خاصہ کی بشارت سے لذیذ تر کردی جاتی ہے جس طرح
تیز مرچوں والے کباب کھانے سے آنسو تو بہتے ہیں مگر زبان چٹخاریاں کس
لطف سے لیتی ہے اور قلب کس درجہ پُرکیف ہوتا ہے۔) اور عمارت کم بنا کہ
میں ویران کرتا ہوں (اگرچہ اس ویرانی میں خزانہ اپنے قرب خاص کا منکشف
فرماتے ہیں جس سے انہدام عمارت پر عاشق بجائے حسرت صد آفرین کہتا ہے)

ترجمہ و تشریح ۱۸۱ اے عاشق تو اس فکر میں ہے کہ اپنے صفات سے مخلوق
کو محو حیرت کرے اور جاہ حاصل کرے اور میں یہ ارادہ رکھتا
ہوں کہ تجھے اپنے درد محبت سے مست اور محو حیرت کروں چنانچہ عارفین خالق کی
طرف متوجہ رہتے ہیں اور مخلوق کے ساتھ ان کی محبت وخدمت للحق ہوتی ہے یعنی
جو رضائے حق کا ہر وقت اہتمام عشق حق کے سبب کرتا ہے۔ وہ مخلوق خدا پر
بھی نسبت الی الخالق کا لحاظ رکھتے ہوئے بہت مشفق ومخلص وکریم ہوتا ہے
اس کی اس مثال سے توضیح خوب ہو جاتی ہے کہ اپنے باپ سے جس قدر تعلق قوی
اور صحیح اور مخلصانہ رکھے گا اسی قدر باپ کی خوشنودی کی خاطر بھائیوں کے
ساتھ بھی کریم اور مخلص ہوگا اور جو باپ کے ساتھ غدار اور ظالم ہوگا۔ وہ
بھائیوں کے ساتھ کبھی مخلص نہیں ہوگا۔ کیونکہ بھائیوں کے رشتہ کے سبب
تو باپ تھا اور وہ کٹا ہوا ہے۔ ہاں کسی دنیوی غرض کی بنا پر اس کے خلاف
بعض لوگ باپ سے رشتہ کاٹ کر بھائیوں پر اظہار مہربانی کرتے ہیں جس طرح
اہل کفر وشرک ربّا سے رشتہ کاٹ کر اپنی جاہ یا کسی دیگر مفاد کی خاطر امداد
کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اہل تجربہ اور اہل فہم ان کی امداد کے اندر جو پہلو مضمر ہوتے

ہیں بخوبی سمجھتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۸۲؎ اے عاشق وطالب تو اگر کوہ قاف اور چکی کے مانند جامد ہے تو میں اپنے عشق سے چرخ اور گردش میں تجھے سو گرداں کروں گا ؎

صبا بہ لطف بگو آں غزال رعنا را

کہ سر بہ کوہ و بیاباں تو دادہ مارا (حافظ شیرازیؒ)

ترجمہ:۔ اے صبا اس خوبصورت ہرن سے ازراہ کرم یہ پیغام کہ دینا کہ مجھے تیری تلاش نے کوہ و بیاباں میں سرگرداں کیا ہوا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۱۸۳؎ اے عاشق! اگر تو علم کے اعتبار سے افلاطون اور لقمان علیہ السلام کے مثل ہے تو میں تجھے اپنی ایک تجلّی کے دیدار سے مجنوں اور دیوانہ بنا دوں گا اور خرد کے پرزے اڑا دوں گا ؎

کہاں خرد ہے کہاں نظام کار اس کا (اصغرؔ)

یہ پوچھتے ہیں ترے جلوہائے ہوش رُبا (اخترؔ)

لیکن امتزاج محبت سے عقل انسان کی کامل ہو جاتی ہے۔ خدائے پاک کی محبت کے بغیر کفار کو انسانی عقل سے اتار کر انھیں جانور اور جانور سے بدتر فرمایا گیا۔ شعر مذکور کا دوسرا مصرعہ دراصل یہ تھا ؎

یہ پوچھتی ہے تری نرگس خمار آلود

لیکن اس مصرعہ میں احقر کو عشق مجازی کی بو آتی ہے اس لئے اس مصرعہ کو احقر نے اس مصرعہ سے تبدیل کر دیا جو مذکور ہے۔

ترجمہ و تشریح ۱۸۴؎ اے عاشق تو دنیا کی محبت اور ہوائے نفسانی کی خزانے پر مثل سانپ بیٹھا ہوا ہے اور میں تجھے اپنی محبت کے فیضان سے

بے نفس اور فانی کرنا چاہتا ہوں یعنی تیرے نفس امّارہ بالسوٗ کو نفس لوّامہ پھر نفس مطمئنہ بنانا چاہتا ہوں۔ یعنی تیرے نفس سرکش کو کمزور اور بے جان کرنا چاہتا ہوں جو تیرے اندر کا سانپ ہے۔ نفس کے اقسام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نفس امارہ بالسوء:۔ وہ نفس ہے جو ہر وقت گناہ اور بُرائی کا تقاضا کرتا رہتا ہے۔

۲۔ نفس لوّامہ:۔ وہ نفس ہے جو گناہوں سے بچتا ہے مگر گاہ گاہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے لیکن متنبہ ہو کر توبہ کر لیتا ہے اور اپنے کو ملامت کرتا ہے۔

۳۔ نفس مطمّئنّہ:۔ یہ اولیاء کا نفس ہوتا ہے جو تقویٰ کامل سے آراستہ ہوتا ہے اور ہر گناہ سے بچتا ہے اور ذکر الٰہی سے دولت اطمینان پاتا ہے پھر جب اس نفس کا انتقال اسی حالت میں ہوتا ہے تو بطور انعام دو لقب اسے اور ملتے ہیں (۴) راضیہ (۵) مرضیہ

۴۔ نفس راضیہ:۔ جو حق تعالیٰ کے انعامات سے مشرف ہو کر حق تعالیٰ سے راضی ہوتا ہے۔

۵۔ نفس مرضیہ:۔ وہ نفس جو اعمال صالحہ کی برکت سے عند اللہ پسندید اور محبوب ہو جاوے۔

ترجمہ و تشریح ۱۸۵ اے عاشق! تو بھی تو مثل کچھوے کے ہے لیکن میرے بحر محبت و معرفت میں جب قدم رکھے گا تو میری عطا تجھے مثل صدف گوہر افشاں بنا دے گی یعنی تمہاری زبان سے کلام معرفت کے موتی برسیں گے

ترجمہ و تشریح ۱۸۶ اے عاشق تو خدا کے راستے میں خوف مت کر۔ اگر تیرے

نفس کو مٹانے کے لئے میں تجھے ذبح کروں گا تو تیری گردن پر خنجر کو دسترس نہ ہوگی جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن مبارک پر چھری نہ چل سکی مراد یہ کہ حق تعالیٰ کے راستے میں ہر مجاہدہ کے لئے تو تیار ہو جا اگرچہ جان بھی دینا پڑے اور حق تعالیٰ کی نصرت تیرے لئے کافی ہوگی۔ اور تو مشاہدہ کرے گا کہ ؎

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جان دیگر ست

ترجمہ و تشریح ۱۸۷ اگر تو گنہگار ہے تو میرا دامن رحمت پکڑ لے تاکہ مثل چاند تیرے دامن کو نور سے بھر دوں اور تیری تردامنی پاکدامنی سے مبدل ہو جاوے گی۔

ترجمہ و تشریح ۱۸۸ اگر تو شہد کی مکھی کی طرح سیکڑوں گھر بنا ڈالے گا پھر بھی اے عاشق تجھے میرا عشق بے خانہ اور بے سروسامان کر دے گا ؎

نسازد عشق را کنجے سلامت — خوشا رسوائی کوئے ملامت

ترجمہ و تشریح ۱۸۹ اے عاشق میری رحمت تیرے لئے ھما ہے (بلکہ ھما ساز ہے) پس میری رحمت تیرے سر پر سایہ کئے ہو تاکہ تجھے سلطان فریدوں بلکہ رشک فریدون بنا دے اور سلطانیت عطا کر دے۔ اور باطنی دائمی سلطنت ظاہری سلطنت فانی سے بے شمار درجہ افضل ہے۔

معارف وحقائق راہ عشق

شعر ۱۹۰ امشب اے دلدار مہمان تو ایم
شب چہ باشد روز و شب آن تو ایم

شعر ۱۹۱/ گر کجا باشیم و ہر جا کہ رویم
حاضراں کاسئہ و خوان تو ایم

شعر ۱۹۲/ نقش ہائے صنعت دست تو ایم
پروریدہ نعمت نان تو ایم

شعر ۱۹۳/ ہر زباں نقشے کنی در مغز ما
ما صحیفہ خط و عنوان تو ایم

شعر ۱۹۴/ ایمن ام از مکر دزد و راہزن
زانکہ چوں زر در حرمدان تو ایم

شعر ۱۹۵/ زانچناں مست است و خوشبو جان ما
کہ سیکر وح و گراں جان تو ایم

شعر ۱۹۶/ گوئے زریں فلک رقصان ماست
چو نباشد زانکہ چوگان تو ایم

شعر ۱۹۷/ خواہ چوگاں گوئی مارا خواہ گوئے
دولت ایں بس کہ میدان تو ایم

شعر ۱۹۸/ خواہ مارا مارکن خواہی عصا
معجز موسٰی و برہان تو ایم

شعر ۱۹۹/ عشق مارا پشت داری می کند
زانکہ خنداں روئے بستان تو ایم

ترجمہ و تشریح ۱۹۰/ ایک رات اے محبوب ہم آپ کے مہمان ہیں اور رات ہی کی کیا تخصیص ہم تو رات دن آپ ہی کی مختلف شانوں کے مظہر ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۹۱؎ ہم جہاں بھی ہیں اور جہاں بھی جائیں گے آپ ہی کے خوانِ نعمت اور کاسۂ کرم کے گدا ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۹۲؎ ہم آپ ہی کے دستِ قدرۃ اور دستِ کرم کے مصنوعات ہیں اور آپ ہی کی روٹیوں کے پروردہ ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۹۳؎ جو زبان بھی آپ ہمارے مغز دماغ میں عطا کرتے ہیں تو ہم دراصل آپ ہی کا عنوان اور خط اور صحیفہ بن جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۹۴؎ ہم چور اور راہزن کے مکر سے محفوظ ہوتے ہیں جب آپ کا کرم ہماری حفاظت کرتا ہے۔ جس طرح سونے کو جرمدان میں حفاظت سے رکھتے ہیں۔

جرمدان۔ بالفتح۔ بمعنی کیسہ (غیاث)

ترجمہ و تشریح ۱۹۵؎ آپ کے قرب کی خوشبو سے ہماری جان اس طرح مست ہے کہ کبھی تجلی قبض کے وقت گراں جاں اور کبھی تجلی بسط کے وقت سبکروح ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۹۶؎ آسمان کا زرین گیند ہمارے لئے رقصاں ہے (یعنی یہ گردشِ افلاک ہماری تربیت و مصلحت کے لئے ہے) اور کیوں ایسا نہ ہو گا جبکہ ہم آپ کے چوگان ہیں۔

چوگان۔ وہ لکڑی خمیدہ جس سے گیند کھیلتے ہیں (غیاث)

اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی اور تم آخرت کے لئے۔

ترجمہ و تشریح ۱۹۷؎ آپ ہم کو خواہ چوگان فرمائیں یا گیند فرمائیں ہمارے

لئے یہی دولت کافی ہے کہ ہم آپ کے میدان ہیں یعنی انسان آپ کا مظہر اتم ہے

ترجمہ و تشریح ۱۹۸؎ خواہ ہم کو آپ اژدہا کہیں یا عصا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تو معجزہ ہو گئے اور آپ کے لئے برہان (دلیل) ہو گئے۔ یعنی عصائے موسوی (علیہ السلام) کو آپ ہی کے قدرۃ نے اژدہا بنا کر معجزہ اور دلیل رسالت بنا دیا۔

ترجمہ و تشریح ۱۹۹؎ آپ کا عشق عبادات میں بڑی اعانت کرتا ہے اور اسی کے فیض سے ہم آپ کے گویا خوشنما سبزہ زار باغ ہیں۔

شعر ۲۰۰؎

داغ ہر پروانہ از شمع الست
خدمت شمع ہماں سلطاں کنم

ترجمہ و تشریح ہر پروانہ فطرت، عاشق کا داغ شمع ازل کے سبب ہے پس ہم اسی شمع حقیقی سلطان کائنات کی خدمت میں یعنی عبادت میں لگے ہیں۔

شعر ۲۰۱؎

عشق شد مہمان ہر دل سوختہ
جان و دل از بہر او قرباں کنم

ترجمہ و تشریح حق تعالیٰ کا عشق ہر سوختہ دل کا مہمان ہوتا ہے۔ جان و دل کو میں حق تعالیٰ ہی کے اوپر قربان کرتا ہوں۔ اور محبت للحق جو ہو وہ بھی بالحق ہی میں داخل ہے یعنی اللہ والوں سے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے جو محبت ہوتی ہے وہ بھی حق تعالیٰ ہی کی محبت ہے۔ اس موقع پر احقر نشاط طبع ناظرین و سالکین کے لئے اپنے اشعار پیش کرتا ہے۔

تلاش دیوانۂ حق

۱؎ اختر ہمیں تو چاہیے وہ رند بادہ[1] نوش
جس کو ہو فکر جام[2] نہ ہو فکر نائو نوش

۲؎ ہو جس کی موت و زندگی بس اس کے نام پر
دونوں جہاں کو کھیل گیا اس کے نام پر

۳؎ جو روح چین پاتی نہ ہو اس کے غیر سے
وحشت سے بھاگی پھرتی ہو ہر ایک غیر سے

۴؎ سینے میں ہو جو درد کا نشتر لئے ہوئے
صحرا و چمن دونوں کو مضطر کئے ہوئے

۵؎ اللہ کہے درد سے وہ اس طرح اختر
ارض و سما کی یہ فضا ہو جائے منور

۶؎ یارب ترے عشاق سے ہو میری ملاقات
قائم ہیں جن کے واسطے یہ ارض و سمٰوات

۷؎ جیتے ہیں جو ترے لئے مرتے ہیں ہم وہیں
جس دل میں تو نہیں وہاں جائیں گے ہم نہیں

۸؎ مل جائے جب وہ آشنائے درد محبت
پھر شوق سے کر دوں فدا گلہائے محبت

۱؎ رند بادہ نوش سے مراد اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے۔

۲؎ جام سے مراد جام معرفت و محبت الٰہیہ ہے۔

۹ع پوچھو گا میں اس سوختہ جاں سے باادب
ہم تشنہ لبوں کو بھی پلائے گا جام کب

۱۰ع کچھ راز بتا مجھ سے بھی اے چاک گریباں
اے دامن ترا اشک رواں زلف پریشاں

۱۱ع کس کے لئے دریا تری آنکھوں سے رواں ہے
کس کے لئے پیری میں بھی تو رشک جواں ہے

۱۲ع کس کے لئے جاری لبوں سے آہ و فغاں ہے
کس برق سے اٹھتا یہ نشیمن سے دھواں ہے

۱۳ع ہے کس نگہہ پاک کا تیرے جگر میں تیر
اک خلق ہوئی جاتی ہے جس درد کی اسیر

۱۴ع تیرے چمن کو کیسے اُجاڑے گی وہ خزاں
جو خود ہی تیرے فیض سے ہے رشک گلستاں

۱۵ع میں کچھ بھی نہیں دوستو ہیں سب مرے اشعار
فیض شہہ عبدالغنی فیض شہہ ابرار

۱۶ع میں داستان درد جگر کس کو سناؤں
اختر میں اپنا زخم جگر کس کو دکھاؤں

۱۷ع پاجاتا ہوں جب آشنائے دردجگر کو
کرتا ہوں فاش رابطۂ شمس[۱] و قمر کو

---

[۱] شمس کے نور سے قمر منور ہوتا ہے بشرطیکہ زمین درمیان سے ہٹ جاوے ورنہ جس قدر زمین حاحل ہوتی ہے اسی قدر چاند بے نور ہوتا ہے یہ حیلولت اگر کامل طور پر ختم ہوتی ہے تو چاند چودھویں تاریخ کا بدر کامل ہوتا ہے اور اگر یہ حیلولت (باقی دوسرے صفحہ پر)

راہ سلوک

شعر ۲۰۲ اے خواجہ سلام علیک من عزم سفر دارم
ہر بام فلک پنہاں من راہ گذر دارم

ترجمہ و تشریح: اے خواجہ السلام علیکم میں سفر (سیر الی اللہ) کا ارادہ رکھتا ہوں میں مخفی آسمان کی چھت پر اپنی راہ گذر رکھتا ہوں۔

مراد سلوک طے کرنا ہے۔ جس کا حاصل مرضیات الہیہ کے سامنے اپنے نفس کی خواہشات کے تابع کرنے کی مشق ہے مرشد کامل کے مشورہ سے۔ پھر اس فنا نفس کی برکت سے حق تعالیٰ کے قرب کے آفتاب سے سالک کے قلب کا چاند روشن ہو جاتا ہے اور سالک بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

شعر ۲۰۳ اے گلشن و گلزارم اے صحت و بیارم
اے یوسف و دیدارم اے رونق بازارم

ترجمہ و تشریح: آپ کی یاد ہی میرے لئے گلزار اور چمن ہے اور اگر آپ کی یاد میسر نہ ہو تو چمن صحرا سے زیادہ وحشت ناک ہو آپ

(پہلے صفحہ سے آگے) کلی طور پر حائل ہو تو چاند بالکل بے نور ہو جاتا ہے رہ سلوک میں سالک کے قلب اور آفتاب قرب حق میں نفس کی زمین کی حیلولت کے یہی نتائج ہوتے ہیں جو سالک اپنے نفس کو بالکل مٹا دیتا ہے اس کے دل کا چاند اللہ تعالیٰ کے نور سے بالکل منور ہو جاتا ہے اور جس کا نفس جس قدر حائل رہتا ہے اسی قدر بے نور رہتا ہے۔

ہی ہمارے لئے یوسف دیدار اور رونق بازار ہیں۔

شعر ۲۰۴

دیدم ہمہ عالم را نقش در و دیوارے

اے بروہ تو دستارم ہم سوئے تو دست آرم

ترجمہ و تشریح: تمام کائنات کو میں نے آپ ہی کے در و دیوار کا نقش دیکھا اے ذات پاک آپ کی شان عظمت نے ہمارے سر سے ہماری دستار گرادی اور نہایت تذلل اور خواری سے میں نے آپ کی طرف ہاتھ سوال کا پھیلادیا۔

شعر ۲۰۵

در زیر قبائے خود چقماق نہاں داری

خواہی کہ زنی آتش در خرمن و انبارم

ترجمہ و تشریح: آپ نے زیر قبا چقماق مخفی رکھا ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ میرے وجود کے انبار و خرمن میں آگ لگادیں مراد یہ کہ عشق محبوب کا تقاضا یہ ہے کہ ؎

تو مباش اصلا کمال این ست وبس

رو در و گم شو وصال ایں است وبس

ترجمہ:- اے عاشق تو اپنا وجود ختم کردے یہی کمال تصوف و سلوک ہے اور جا اپنے کو محبوب کی یاد میں گم کردے یہی وصال ہے۔

"دربیان کر و فر شان عاشقاں"

شعر ۲۰۶

چوں سرو قد و سوسن استادہ و آزادم

چوں سنگم و چو آہن در سینہ شرر دارم

شعر ۲۰۷

تک میبرد آں سلیم آں سوئے بداں میلم

کز فرقت آں دریا بس گرم جگر دارم

شعر ۲۰۸ چوں لعل زخورشیدت از گرمی و ز تابش
من فرّ دگر دارم من زیب دگر دارم

شعر ۲۰۹ اے عشق صلا گفتی می آئیم و بسم اللہ
آخر بچہ آرامم گر از تو خضر دارم

شعر ۲۱۰ گر پیش تو نا سوتم خط ست زلاہوتم
قوت ملکی ہستم گر شکل بشر دارم

ترجمہ و تشریح ۲۰۶ مثل سرو و سوسن کے قد کے میں آزاد کھڑا ہوں لیکن مثل پتھر اور لوہے کے اندر اندر سینے میں آتش عشق رکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۰۷ مجھ کو میرا سیل اشک اور میلان وصال جلد محبوب تک پہنچائے گا کیونکہ اس دریا کے فراق سے میں بہت ہی گرم جگر رکھتا ہوں ؎

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے
اے سیل اشک تو ہی بہادے ادھر مجھے

حل لغت ۔ تک بمعنی تگ دوڑنا و قعر دریا (غیاث)

تحقیق ۔ سرو کی دو قسمیں ہیں سروبے شاخ کو سرو آزاد اور دوسرے کو سرو دو شاخہ کہتے ہیں ۔ غیاث ۔

ترجمہ و تشریح ۲۰۸ جس طرح لعل آپ کے خورشید جہاں تاب سے گرمی اور چمک رکھتا ہے اسی طرح آپ کا یہ عاشق بھی کرّ و فر کی ہر وقت نئی نئی شان رکھتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۰۵ اے عشق! تو انعام پیش کرنے کا اعلان کرتا ہے تو

میں بھی آتا ہوں اور عشق کی بسم اللہ شروع کرتا ہوں۔ اور آخر مجھ کو تیرے سوا آرام بھی کس چیز سے ملے گا اگر میں تجھ سے قریب تر ہوں۔

۲۱۰؎ اگر تیرے سامنے میں ناسوتی ہوں مگر عالم لاہوت

ترجمہ و تشریح سے میرا رابطہ ہے اور قوت ملکوتیہ اپنے باطن میں نہاں رکھتا ہوں اگرچہ شکل انسان رکھتا ہوں۔

شعر ۲۱۱؎ جز خون دلِ عاشق آن شیر نیا شامد

من زادۂ آن شیرم دلخونم و خونخوارم

ترجمہ و تشریح عشق صرف دلِ عاشق کا خون پیتا ہے وہ دودھ نہیں پیتا ہے اور میں اس دودھ سے پیدا ہوا ہوں کہ جس سے ہمارا دل خون ہے اور خون پیتا بھی ہے یعنی سالک جو مجاہدات برداشت کرتا ہے اس سے زمیں اور آسمان بھی لرزتے ہیں۔ نفس کی خواہشات کو مارنا آسان نہیں۔ نفس کے شیر کو شکست دینا خرگوش کا کام نہیں ہے۔ یہ اللہ والوں کے تعلق و فیضان صحبت اور ان کی دعاؤں کا صدقہ ہے اور ان کو اپنی حالت سے اطلاع کرنا اور ان کے مشوروں پر اتباع کرنے کا ثمرہ ہوتا ہے کہ طالب کا نفس آہستہ آہستہ مرضیات الٰہیہ کے تابع ہو جاتا ہے۔ اگر نفس کو مسخر کرنا اور تابع بنانا اس قدر آسان ہوتا تو آج ہر ایک ولی اللہ نظر آتا۔ لیکن یہ خدائی سودا ایسا سستا نہیں ہے

؎ چوں زخم دم کاتش دل تیز شد

شیر ہجراں شفتہ و خونریز شد (رومی)

اس شعر کی وضاحت میں یہ شعر سامنے رکھئے مولانا فرماتے ہیں کہ میں کس طرح خاموش رہوں اور آہ و نالہ نہ کروں کیونکہ دل کی آگ تیز ہو گئی ہے اور

جدائی کا دودھ جوش مار رہا ہے اور خونریز ہو رہا ہے۔ پس شعر مذکور کے دوسرے مصرعہ میں جس دودھ کا ذکر ہے اس سے مراد شیر ہجراں ہے یعنی ہماری روح عالم ارواح سے دور اس کائنات میں جب سے آئی ہے وہ حق تعالیٰ کے عالم قرب کو یاد کر کے رو رہی ہے کیونکہ ہر شے اپنے اصل مرکز کی طرف رجوع کرتی ہے۔

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش　　　باز جوید روزگار وصل خویش

جو شخص کہ اپنے اصل سے دور ہوتا ہے پھر اس اصل کے وصل کا متلاشی رہتا ہے۔

عاشق کا خون پینا اور اس کے دل کا خون ہونا یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حق تعالیٰ کی راہ میں سالک اپنی اس آرزو کا خون کرتا ہے جو مرضی حق کے خلاف ہوتی ہے احقر نے اس مقام کو جہاد اکبر کی شہادت سے تعبیر کیا ہے کیونکہ حدیث شریف میں کفار سے لڑنے کو جہاد اصغر اور اپنے نفس سے مقابلے کو جہاد اکبر فرمایا گیا ہے۔ بس جو شخص اپنی آنکھوں کو حسینوں سے بچاتا ہے اور قلب کو ان کے خیالات سے محفوظ رکھتا ہے یعنی اپنے قصد و ارادہ سے ان کے تصورات میں مشغول نہیں ہوتا وہ عنداللہ جہاد اکبر کا شہید ہے اسی مقام کو احقر نے اس شعر میں عرض کیا ہے ؎

میں بسمل ترے حکم کے تیغ سے ہوں　　　شہادت نہیں میری ممنون خنجر

"احتراز از نااہل"

شعر ۲۱۲

در خواست مکن خواجہ من با تو نمی گویم
من مردہ نمی شویم من خار نمی کارم

ترجمہ و تشریح اے خواجہ تو مجھ سے اسرار عشق و مستی مت پوچھ کہ تو زاہد خشک اس کا اہل نہیں نا اہل سے ایسی گفتگو کرنا چونکہ بے سود ہے اس لئے مردہ نہلانے اور کانٹا بونے کا کام میں نہیں کرتا۔ یہاں مردہ نہلانا اصطلاحی لفظ ہے یعنی بے کار کام کرنا اصطلاح نہ سمجھنے سے نا اہل اور نادان لوگ صوفیہ کے کلام پر اعتراض بے جا کرتے ہیں۔

شعر ۲۱۳

زتو سرمست خمارم خبر از خویش ندارم
سر خود نیز ندارم کہ تقاضائے تو دارم

ترجمہ و تشریح آپ کی محبت سے سرمست و بیخود ہوں حتیٰ کہ میں اب اپنی خبر بھی نہیں رکھتا ہوں آپ کی طلب کے صدقے اپنی خودسری بھی فنا ہو چکی ہے۔

شعر ۲۱۴

دیدہ از ہمہ بستم چو جمالش دیدم
مست بخشائش او گشتم و جاں بخشیدم

ترجمہ و تشریح جب سے آنکھوں نے اس کا جمال دیکھا ہے سب سے آنکھوں کو بند کر لیا ہے اس ذات پاک کی عطایا و عنایات سے مست ہوں اور جان فدا کر دی میں نے

شعر ۲۱۵

قمر سار الینا حبہ فرض علینا
سکن العیش لدینا بجز از دوست ندارم

ترجمہ و تشریح چاند میری طرف آیا اس کی محبت ہم پر فرض ہے زندگی کا سکون بغیر اس محبوب کے میں نہیں پاتا ہوں غالباً چاند سے حضرت شمس تبریزؒ مراد ہیں کیونکہ مولانا رومی کے پاس تشریف لائے تھے تربیت کے لئے الہام غیبی سے۔ پس مولانا کو جو لطف ان کی صحبت اور دوستی

سے ملا ہے اس کو مصرعہ ثانیہ میں بیان فرمایا

شعر ۲۱۶ شمس تبریز کہ نور مہہ و صد اختر از دوست
گرچہ زارم ز غمش ہمچو ہلال عیدم

ترجمہ و تشریح حضرت شمس تبریزی رح کہ لاکھوں ستاروں نے اور چاند نے اُن سے نور حاصل کیا یعنی ان کی صحبت سے کتنے اولیاء پیدا ہوئے۔ اگرچہ میں حضرت شمس کی جدائی کے غم سے لاغر و کمزور ہوں مگر مثل عید کے روشن ہوں ہلال عید لاغر تو ہوتا ہے لیکن باعث مسرت و پیغام عید ہوتا ہے۔

حقوق و آداب و تقاضائے عشق مرشد

شعر ۲۱۷ من ازیں خانۂ پر نور بدر می نروم
من ازیں شہر مبارک بسفر می نروم

شعر ۲۱۸ گر جہاں موج شود بحر شود سرتا سر
من بجز جانب قعرش بگہر می نروم

شعر ۲۱۹ منم و ایں صنم و عاشقی و باقی عمر
گر مرا تو نبری جائے دگر می نروم

شعر ۲۲۰ شہر ما تحت گہہ و منزل آں سلطانست
من ز سلطان سلاطین بدر می نروم

شعر ۲۲۱ شہر ما از شہہ ما جنت ماوائے خوش ست
من ز فردوس بریں سوئے سقر می نروم

شعر ۲۲۲ ایں خبر رفت بہر سو و بہر گوش رسید
من ازیں بیخبری سوئے خبر می نروم

ترجمہ و تشریح ۲۱۷؀ میں حضرت شمس تبریزی کی پرنور مجلس سے باہر نہ جاؤں گا اور میں تبریز جیسے مبارک بافیض شہر سے باہر سفر نہ کروں گا۔ یعنی خوب جم کر فیض مرشد حاصل کروں گا۔

ترجمہ و تشریح ۲۱۸؀ یہ جہاں موج حوادث ہو یا بحر حوادث ہو سرتاسر لیکن میں اپنے مرشد کے دریائے معرفت کی گہرائی میں جستجوئے گہر کے سوا کہیں نہ جاؤں گا۔

ترجمہ و تشریح ۲۱۹؀ میں ہوں اور میرا محبوب مرشد شمس تبریزی ہے اور میری عاشقی ہے اور میری عمر باقی رہے اے محبوب اگر مجھے تو اپنے ہمراہ نہ بھی لیجاوے گا تب بھی اب کسی غیر کے پاس میں نہ جاؤں گا۔

ارشاد حضرت حکیم الامت تھانوی :- مرید اور شیخ کا تعلق ایسا ہے جس طرح میاں بیوی کا ہوتا ہے پس کوئی عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کی طرف تاک جھانک کرے تو وہ فاحشہ ہے اسی طرح جو مرید دوسرے شیخ کی طرف بھی متوجہ ہو یہ خلاف طریق ہے اور مرشد کے ساتھ یہی عقیدت ہو کہ اس سے بڑھ کر میرے لئے جہاں میں کوئی مفید نہیں۔ اگرچہ علم الٰہی میں اور بھی بڑے بڑے اولیاء موجود ہوں لیکن ایسی عقیدت مرشد کامل متبع سنت کے ساتھ مطلوب ہے ورنہ اگر غلط انتخاب کر لیا اور وہ ناقص ہے طریق اور فن سے بے خبر ہے تو اس کا ترک واجب ہے۔ پس انتخاب مرشد میں نہایت احتیاط سے کام لیا جاوے اور خوب مناسبت دیکھ لے پھر مرید ہو۔

ترجمہ و تشریح ۲۲۰؀ میرا شہر وہی ہے جہاں وہ سلطان شمس تبریزی قیام

پذیر ہو میں ایسے سلطان الاولیاء اور شیخ المشائخ کی صحبت سے باہر نہ جاؤں گا۔ سلطان سلاطین یہاں مجازاً استعمال کیا گیا ہے۔ ترجمہ میں اسی معنیٰ کی رعایت ہے۔

ترجمہ و تشریح شعر ۲۲۱ میرا شہر میرے مرشد کی برکت سے ؎

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است ہمیں ست

کے مصداق ہے پس میں اس فردوس بریں معنوی کو چھوڑ کر نا جنسوں کی صحبت میں جو مترادف سقر ہے نہ جاؤں گا۔

ترجمہ و تشریح شعر ۲۲۲ یہ خبر ہر طرف اڑ رہی ہے اور ہر کان میں پڑ رہی ہے کہ اب حضرت رومی فیضان شمس سے عالم بیخودی و بے خبری سے نکل کر عالم ہوش و خبر کی طرف نہ آئیں گے ؎

تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھ کو
الٰہی رہوں اک خبردار تیرا (حاجی امداد اللہؒ)

مراد یہ کہ مولانا رومیؒ کا استغراق اہل علم کے حلقوں میں باعث حیرت تھا اور حضرت شمس کے اس فیضان کو اس وقت نہایت اہمیت سے ذکر کیا جا رہا تھا۔

معارف و حقائق عشق

شعر ۲۲۳ منم آں بندہ مخلص کہ ازاں روز کہ زادم
تن و جاں را ز تو دیدم دل و جاں را بہ تو دادم

شعر ۲۲۴ تو چہ از کار فزائی سرود ستار نمائی
کہ من از ہر دوئے سر و دستار بر آرم

شعر ۲۲۵ علی و خالد و رستم بگرد من نرسد
بدست نفس مخنث چرا زبوں باشم

شعر ۲۲۶ دریں گلستاں من عندلیپ رحمانم
مجوے حد و کنارم زحد بروں باشم

شعر ۲۲۷ مرا بعشق بپرورد شمس تبریزی
بدرد از ہمہ روحانیاں فزوں باشم

شعر ۲۲۸ گر بر دل تو غبار بینم
از اشک خودش فرو نشانم

شعر ۲۲۹ ہم خانہ گریخت از نفیرم
ہمسایہ رمید از فغانم

شعر ۲۳۰ اے طالب مال و جان بندہ
آتش زدۂ بجان دمانم

شعر ۲۳۱ روزے کہ گذر کنی بگورم
یاد آوری از نفیر شورم

شعر ۲۳۲ پر نور کنی تنگ لحدرا
اے دیدۂ واے چراغ نورم

شعر ۲۳۳ من ہدہد تو ام سلیماں
یکدم مگذار بے حضورم

شعر ۲۳۴ خامش کردم تو گوی باقی
کز گفت و شنود خود نفورم

شعر ۲۳۵ گر با غم عشق یار داریم
بر دل غم او ہزار داریم

شعر ۲۳۶ یارب تو مدہ قرار مارا
گر بے رخ او قرار داریم

شعر ۲۳۷ روے تو چو نوبہار دیدم
گل راز تو شرمسار دیدم

شعر ۲۳۸ تا در دل من قرار کردی
جان راز تو بے قرار دیدم

شعر ۲۳۹ من چشم شدم ہمہ چو نرگس
کاں نرگس پُر خمار دیدم

شعر ۲۴۰ از جملہ جہاں و عیش عالم
من عشق تو اختیار دیدم

شعر ۲۴۱ چوں ملک تو گشت عالم جاں
در یک تو بشر ہزار دیدم

شعر ۲۴۲ من مردم واز تو زندہ گشتم
ایں عالم را دوبار دیدم

شعر ۲۴۳ بردار کلہہ کہ اندریں راہ
بسیار کلاہ دار دیدم

شعر ۲۴۴ بس کن کہ ملول گشت دلبر
بر خاطر او غبار دیدم

ترجمہ و تشریح ۲۲۳ میں وہ بندۂ مخلص ہوں کہ جس روز سے پیدا ہوا

ہوں یعنی حیات روحانی بہ فیضان شمس عطا ہوئی ہے اسی دن سے نور معرفت کی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا کہ یہ جسم و جان صرف اے خدا آپ کی عطا ہے پس یہ آپ کے ہیں تو اے خدا آپ ہی پر ان کو فدا کرتا ہوں

ترجمہ و تشریح ۲۲۴ اے مخاطب تو کس کام سے میرا مرتبہ بلند کرنا چاہتا ہے اور مجھے دستار فضیلت کیا دکھاتا ہے میں نے تو روز اول ہی راہ عشق میں قدم رکھتے ہی اپنے ہر بن مو سے دستار فضیلت کو اتار پھینکا ہے ؎

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستار فضیلت گم ہو دستار محبت میں

یعنی اگر اہل علم اپنے احساس علم کو فنا کرکے کسی اللہ والے کی کچھ دن صحبت اٹھالیں تو پھر ان کا علم غلغلہ مچا دے گا اور ان کے اخلاص کا دھواں بالائے فلک ہلچل مچا دے گا۔ ان کے درد کی خوشبو آفاق عالم تک نشر ہوگی۔

ترجمہ و تشریح ۲۲۵ بڑے بڑے پہلوانوں کو جو علی و خالد و رستم کے لقب سے[ع] مشہور تھے میرے مقابلے میں آنے کی ہمت نہ کرسکے لیکن اس نفس مخنث کے مکر و فریب سے گناہوں میں مبتلا ہو ہو کر ذلیل و خوار ہوں مطلب یہ کہ نفس کو پچھاڑنا جسمانی طاقت سے ممکن نہیں یہ کسی اللہ والے کا دامن مضبوط پکڑنے سے جو روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے اس سے یہ زیر ہوگا۔

ع یہاں عام مسلمانوں کے نام مراد ہیں نہ کہ حضرات صحابہ کے مبارک اسماء خوب سمجھ لیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۲۶؎ میں دنیا کے اس چمن میں دنیا کے گلوں کا بلبل نہیں ہوں ۔

جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانہ
خدا کے چاہنے والوں کو کوئی کیا جانے (اخترؔ)

بازار سے گذرا ہوں خریدار نہیں ہوں دنیا میں رہتے ہوئے اپنے مولیٰ ہی کا عاشق اور بلبل ہوں ۔ لہٰذا میرے حدود پرواز کی تم سے تعیین نہ ہوسکے گی کیونکہ میں غیر محدود ذات کی طرف اڑ رہا ہوں ۔

ترجمہ و تشریح ۲۲۷؎ چونکہ حضرت شمس تبریزؒ نے میری پرورش عشق کے ذریعہ سے کی ہے اس وجہ سے میرا مقام درد و محبت دوسرے روحانی لوگوں سے بلند و بالا ہے ۔

ترجمہ و تشریح ۲۲۸؎ اے محبوب! اگر آپ کو ناراض دیکھتا ہوں تو اپنے ندامت کے آنسوؤں سے آپ کو راضی کرتا ہوں ۔

ترجمہ و تشریح ۲۲۹؎ میری گریہ وزاری کی آواز سے گھبرا کر میرے ہم خانہ بھاگ نکلے اور میری آہ وفغاں سے عاجز و تنگ ہو کر میرے پڑوسی بھی بھاگ گئے ۔ مراد یہ نہیں کہ ایسا واقعی ہوا ہے کیونکہ ہمسایہ اور ہم خانہ کو تنگ کرنا تو گناہ ہے پس مراد مجازی معنیٰ ہوں گے یعنی انتہائی گریہ کی عادت عشاق کو ہوتی ہے ۔

ترجمہ و تشریح ۲۳۰؎ اے محبوب اپنے بندوں کے جان و مال کا طالب! تو نے ہمارے سامان زندگی کو آتش عشق سے سوختہ کر دیا ۔

ترجمہ و تشریح ۲۳۱؎ اے محبوب جس دن تو میری قبر پر آوے گا اس دن

کبھی تو میرا آہ و نالہ یاد کرے گا پس ؎

کچھ کرم تو نقد فرما دیجئے — بعد مرنے کے نہ وعدہ کیجئے (اختر)

ترجمہ و تشریح ۲۳۲؂ میرے قبر کی گہرائیوں کو بھی تو پر نور کر دے گا کہ تو ہی میرے دیدہ اور چراغ کا نور ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۳۳؂ اے محبوب! اے سلیمان! } میں آپ کا ہدہد ہوں ایک سانس کو بھی اپنے سے مجھے جدا نہ کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۳۴؂ میں اپنے کو خاموش کرتا ہوں اب آپ ہی بیان شرح عشق فرمائیے کہ میں خود اپنی گفت و شنود سے متنفر ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۳۵؂ اگر غم کے ساتھ ہوں لیکن عشق یار کی دولت بھی حاصل ہے اس لذت عشق کے ساتھ اپنے دل پر ہزاروں غم محبوب کا رکھتا ہوں۔ یعنی طاعات و مجاہدات عشق الٰہی سے آسان اور لذیذ ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۲۳۶؂ آپ کے بغیر اگر میں سکون سے رہوں تو اے رب! آپ میرا سکون و قرار چھین لیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۳۷؂ آپ کا چہرہ (تجلیات خاصہ الٰہیہ) مثل نو بہار دیکھا تمام کائنات کے گل و چمن کو اس کے سامنے شرمندہ دیکھا۔

؎ صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

ترجمہ و تشریح ۲۳۸؂ اے محبوب! جب سے آپ میرے قلب میں آئے ہیں (یعنی نسبت مع اللہ خاصہ علی سطح الولایۃ جب طالب کے قلب کو عطا ہوتی ہے) اپنی جان کو آپ کے بغیر بے قرار پاتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۳۹؎ جب سے اس نرگس پُرخمار کی تجلّی دیکھی ہے میں خود سراپا چشم نرگس ہو رہا ہوں یعنی ؎

ان کی جھلک بھی ہے مری چشم پر آب میں

ترجمہ و تشریح ۲۴۰؎ اے محبوب حقیقی! تمام کائنات کے عیش و آرام سے رخ پھیر کر آپ کی محبت کو میں نے انتخاب کیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۴۱؎ میرے رُوح کا مُلک جب سے آپ کی جلوہ گاہ ہے۔ ایک بشر میں ہزاروں بشر میں نے دیکھے یعنی باعتبار روحانیت کے صفات کے ایک تعلق مع اللہ والا بشر ہزاروں بشر بلکہ لاکھوں بشر سے افضل ہے ؎

صد ہزار اندر ہزاراں یک تن اند

ہاں وہاں ایں دلق پوشاں من اند (رومیؒ)

ترجمہ:۔ خبردار یہ گدڑی پوش ہمارے خاص بندے ہیں۔ ان کا ایک خاکی تن میرے تعلق خاص کے شرف سے لاکھوں انسانوں سے افضل ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۴۲؎ میں آپ سے غافل ہونے کے سبب مثل مردہ تھا۔ آپکے تعلق خاص کے فیض سے اب زندہ ہو گیا۔ پس اس ایمانی حیات کے صدقے گویا کہ مجھے حیات بعد الممات عطا ہوئی یعنی دوسری حیات نورانی عطا ہوئی۔ حدیث شریف میں ہے کہ خدا سے غافل مثل مردہ ہے اور ذاکر مثل زندہ ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۴۳؎ اے سالک تکبر کا کلاہ اتار کر پھینک دے کہ میں نے خدائے پاک کی راہ میں ہزاروں کلاہدار دیکھے ہیں جن کی کلاہ کا پتہ بھی نہ چلا یعنی اپنے رب کی عظمت کے سامنے فنا ہو گئے کہ ہستی کا تار و پود بھی باقی نہ رہا۔ یعنی مرضیات الٰہیہ کے تابعدار ہو گئے اور اپنی مرضیات کو

فنا کر دیا۔

ترجمہ و تشریح ۲۴۴ اے رومی! خاموش ہو جا کہ زیادہ گوئی سے محبوب ملول خاطر ہو گیا اور اسکی خاطر پہ غبار دیکھا میں نے۔

"کمالات عشق و عاشقان خدا"

شعر ۲۴۵ آتش از تو میان جاں دارم
لیک صد مہر بر زباں دارم

شعر ۲۴۶ دو جہاں را کند یکے لقمہ
شعلہائے کہ در نہاں دارم

شعر ۲۴۷ گر جہاں را ہمہ فنا برسد
بے جہاں ملک صد جہاں دارم

شعر ۲۴۸ شکر آں را کہ جاں دہد تن را
دل از و شاد و جاں رواں دارم

شعر ۲۴۹ انچہ داد ست شمس تبریزی
از من آں جو کہ من ہماں دارم

ترجمہ و تشریح ۲۴۵ آپ کی محبت کی آگ جان کے اندر رکھتا ہوں لیکن زبان پر ہر وقت سیکڑوں عنایات بیان کرتا ہوں۔ یعنی آتش محبت کو خلق سے مخفی رکھتا ہوں کیونکہ اس آگ کا لذیذ ہونا عامۃ الناس کے عقول متوسطہ کے ادراک سے بالاتر ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۴۶ جو شعلہائے عشق حق کے میرے سینے میں اٹھتے رہتے ہیں۔ وہ دونوں جہاں کے فکر و غم کو ایک لقمہ بنا

ڈالتے ہیں مطلب یہ کہ عاشق ذات حق ہر وقت ذات حق ہی کی فکر و ذکر میں مشغول ہے اور انکے تو ذرۂ غم میں یہ تاثیر ہے چہ جائیکہ شعلہائے عشق جسے عطا فرمائے گئے ہوں۔ احقر کا شعر ہے ؎

ہو آزاد فوراً غم دوجہاں سے　　　ترا ذرۂ غم اگر ہاتھ آئے

ترجمہ و تشریح ۲۴۷ اگر تمام کائنات کو فنا طاری ہو جاوے تو بھی حق تعالیٰ کی ذات پاک کے تعلق خاص کے صدقے میں ہم اپنی روح میں سیکڑوں جہاں رکھتے ہیں یعنی ہم اس جہاں کے محتاج نہیں رہے بسبب اس کہ ہم خالق جہاں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جگر کا شعر کیا ہی خوب ہے ؎

کبھی کبھی تو اسی ایک مشت خاک کے گرد
طواف کرتے ہوئے ہفت آسماں گذرے

اور کبھی کبھی کا لفظ صرف صاحب تلوین کے لئے مناسب ہے ورنہ صاحب تمکین کو یہ مقام علیٰ سبیل دوام حاصل رہتا ہے۔ اور یہ حق تعالیٰ کا فضل ہے جس پر چاہیں فرمائیں۔ اللّٰھمّ اٰتنا منہ نصیبا

ترجمہ و تشریح ۲۴۸ شکر اس ذات پاک کا کہ جو خاکی تن میں روح مرحمت فرماتا ہے میرا دل انھیں کے تعلق سے شاد ہے اور روح اسی ذات کی طرف رواں ہونے والی ہے کیونکہ ہر شے اپنے اصل مرکز کی طرف رجوع ہونے والی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۴۹ جو فیوض و برکات کہ مجھے حضرت شمس تبریزیؒ سے حاصل ہوئے ہیں اس کے علاوہ مجھ میں اور کچھ مت ڈھونڈو کہ اس کے علاوہ میں کچھ نہیں رکھتا ہوں۔

شعر ۲۵۰ این نشاں ہا کہ بر رخم پیداست
دانکہ از شاہ ہمنشیں دارم

شعر ۲۵۱ آں یکے گنج کز جہاں بیش است
در دل و جاں خود دفیں دارم

شعر ۲۵۲ مرکب زہد را بہ رم پے
زانکہ بر پست عشق زیں دارم

شعر ۲۵۳ پائیدار ست جان من در عشق
زانکہ پا ہائے آہنیں دارم

شعر ۲۵۴ از دمم بوئے گل ازاں آید
کز دروں باغ و یاسمیں دارم

شعر ۲۵۵ از فرح پایم از زمیں دور ست
زانکہ در لامکاں مکیں دارم

ترجمہ و تشریح ۲۵۰ یہ نشانیاں میرے چہرے سے نمایاں ہیں تم اے دیکھنے والو یقین کرلو کہ ہم اپنے باطن میں اس شاہ حقیقی کو ہمنشین رکھتے ہیں۔ پس میرے قلب سے اس خالق آفتاب و ماہتاب کا نور چھلک کر میرے چہرہ سے بھی نمایاں ہو رہا ہے۔ احقر شارح عرض کرتا ہے کہ حدیث شریف میں اللہ والوں کی نشانی بھی یہی بتائی گئی ہے کہ جب ان کو دیکھا جاتا ہے تو ذکر اللہ خدا یاد آجاتا ہے ؎

تاب نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں
ان کی جھلک بھی تھی مری چشم پُر آب میں

ترجمہ و تشریح ۲۵۱ تعلق مع اللہ اور نسبت مع اللہ کا وہ خزانہ جو

تمام کائنات اور اس کے خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے میں اپنے دل وجان
میں مدفون رکھتا ہوں۔ ؎

نہ میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے　　　جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

ترجمہ و تشریح ۲۵۲/ زہد خشک کی سواری تو میں نے پیچھے چھوڑ دیا کیونکہ میں نے عشق (تیز رفتار) کے پشت پر اپنا زین رکھدیا ہے۔ یعنی مرکب عشق ہمارا مرکب ہے (مرکب - سواری)

ترجمہ و تشریح ۲۵۳/ میری جان عشق میں نہایت مضبوط ہے کیونکہ میں آہنیں پاؤں رکھتا ہوں یعنی تعلق مع اللہ کی باطنی طاقت کے سبب میں کوہ استقامت ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۵۴/ میری گفتگو اور سانس سے حق تعالیٰ کی خوشبوئے قرب اس سبب سے آتی ہے کہ میرے باطن میں (قلب و روح میں) قرب بارگاہ حق کا باغ دیا سمین ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۵۵/ غلبۂ فرحت روحانی سے میرا پاؤں زمین پر نہیں زمین سے دور ہے کیونکہ میری روحانیت لامکاں میں مکین ہے ؎

جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانے
خدا کے چاہنے والوں کو کوئی کیا جانے

شعر ۲۵۶/　نالہ بلبل بہار کنیم
تا ازاں بلبلاں شکار کنیم

ترجمہ و تشریح بلبلوں کے شکار کے لئے میں نے نالۂ بلبل مشق کیا ہے اور یہ تبلیغ کا نہایت جاذب اور مؤثر طریقہ ہے کہ

جس ذوق کا آدمی مجلس میں آوے اس سے کچھ دیر اسی کی مذاق میں گفتگو کر کے اس کو مانوس کیا جاوے اور پھر اس کو دام محبت الٰہیہ میں شکار کر لیا جاوے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میری مجلس میں جو جس فن کے اندر اپنے کو ماہر سمجھتا ہے میں اس کو اسی فن میں متحیر اور متاثر کرتا ہوں (اس کے بعد وہ مانوس ہو کر استفادہ عشق حق کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے) ؎

زاہدوں پر مے اچھالی جائے گی روح ان مردوں میں ڈالی جائے گی

بسط بعد القبض

شعر ۲۵۷
بار دگر جانب یار آمدیم
خیرہ نگر نزد نگار آمدیم

شعر ۲۵۸
نافۂ آہو چو بزد بر دماغ
دام گرفتیم و شکار آمدیم

شعر ۲۵۹
اے ہمہ ہستی مکن از ما کنار
زانکہ ز ہستی بکنار آمدیم

شعر ۲۶۰
باز چو دیدیم رُخِ عاشقاں
جملہ خوشاں بہ نثار آمدیم

ترجمہ و تشریح ۲۵۷ غفلت دور کر کے دوبارہ اس یار حقیقی کی جانب ہم آگئے یعنی قبض کی حالت سے بسط کی حالت کی طرف آگئے اور اس حالت بسط میں مشاہدۂ تجلیات سے خیرہ نگر ہم مقرب بارگاہ

حق ہیں۔ (خیرہ نگاہی شوکتِ تجلی سے نگاہوں کا محو حیرت ہونا)

ترجمہ و تشریح ۲۵۸/ خوشبوئے قرب (مشک نافۂ آہو) سے دماغ کو اس طرح بے خود کر دیا کہ ہم دیوانہ وار دام محبت کو پکڑتے ہوئے محبوب حقیقی کے شکار ہو گئے

ترجمہ و تشریح ۲۵۹/ اے حیّ قیوم! مجھے اپنے سے دور نہ فرما کیونکہ آپ کے بعد سے ہم اپنی ہستی ہی سے دور ہو گئے یعنی ہلاکت کے قعر میں گر گئے۔

ترجمہ و تشریح ۲۶۰/ ہم نے پھر اہل اللہ (عاشقان حق) کے مبارک چہروں کو دیکھا نہایت خاموشی کے ساتھ ہم ان پر نثار ہو گئے۔

"فیضان نسبت باطنی"

شعر/۲۶۱ چہ دانی تو کہ در باطن چہ شاہ ہمنشیں دارم
رخ زریں من منگر کہ پائے آہنیں دارم

شعر/۲۶۲ گہے خورشید را مانم گہے دریائے پر دُر را
درون دل فلک دارم برون دل زمیں دارم

شعر/۲۶۳ چرا پژمردہ باشم کہ بشگفت ہر جزوم
چرا خر بندہ باشم براقے زیر زیں باشم

شعر/۲۶۴ شعاع آفتابم من اگر در خانہا گردم
عقیق و لعل و دُرّم من ولادت زاب و طیں دارم

ترجمہ و تشریح ۲۶۱/ اے مخاطب! تو میرے اس باطنی نعمت عظمیٰ کو کیا جانتا ہے کہ میں باطن میں کیسے سلطان السلاطین اور

احکم الحاکمین کو ہمنشین رکھتا ہوں میرے پیلے چہرے کو مت دیکھ کہ یہ مجاہدات عشق حق سے زریں ہو رہا ہے میرے آہنیں پاؤں کو دیکھ (یعنی نسبت مع اللہ کی طاقت کو غیر اہم مت سمجھ) ؎

جو دل پہ ہم اس کا کرم دیکھتے ہیں   تو دل کو بہ از جام جم دیکھتے ہیں

حکایت:۔ حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مجلس میں درس حدیث شریف دے رہے تھے کہ ایک مولوی صاحب رامپور سے نواب رامپور کے فرستادہ وقاصد بن کر آئے اور کچھ موقع پا کر عرض کیا کہ حضرت آپ کو نواب صاحب نے یاد فرمایا ہے اور یہ پیغام کہلایا ہے کہ اگر شاہ صاحب تشریف لائیں تو ایک لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کروں گا۔ ارشاد فرمایا ارے ظالم! ایک لاکھ روپیہ پر ڈالو خاک۔ میری بات سنو جو میں کہہ رہا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی گفتگو کے سامنے یہ کیا پیش کر دیا پھر یہ شعر مست ہو کر پڑھا۔

میں دل پہ جو اس کا کرم دیکھتا ہوں   تو دل کو بہ از جام جم دیکھتا ہوں

ترجمہ و تشریح ۲۶۲؎ کبھی تو آفتاب کو اپنے نور باطن سے شرمسار کرتا ہوں اور کبھی باطنی نسبت مع اللہ کے دُر یکتا سے زمین پر دریائے پر دُر کو نادم کرتا ہوں اپنے قلب کے اندر فلک تاباں از آفتاب حق رکھتا ہوں اور دل کے باہر زمین رکھتا ہوں یعنی کائنات کو قلب کے باہر اور خالق کائنات کو قلب کے اندر رکھتا ہوں۔ مراد اس سے تعلق خاص اور معیت خاصہ ہے جو انبیاء اور اولیا کے ساتھ مختص ہے۔ پس اہل ظاہر کو ظاہری الفاظ پر معترض ہونا نادانی ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات مکان سے اور زمان سے پاک ہے۔ صوفیا کے الفاظ کو اصطلاح تصوف سے سمجھنا چاہیئے۔

اور یہ ہر فن کا قاعدہ ہے کہ اس کے مضامین کو اسی فن کے اصطلاح سے سمجھتے ہیں۔ مثلاً شریعت میں صلوٰۃ کا مفہوم شارع علیہ السلام کی اصطلاح میں سمجھا جاوے گا نہ کہ لغوی مفہوم صرف دُعا کو مراد لیں گے۔

ترجمہ و تشریح ۲۶۳؎ میں کس طرح افسردہ ہو سکتا ہوں جبکہ میرا ہر جز تعلق مع اللہ کے فیض سے زندہ اور شگفتہ ہو گیا ہے اور گدھے کا غلام کیسے ہو سکتا ہوں جبکہ براق عشق پر میرا زین ہے۔

(خر بندہ۔ بندۂ خر۔ اضافت مقلوبی ہے)

ترجمہ و تشریح ۲۶۴؎ اگر میرا فیض سالکین کے قلوب میں منور ہو رہا ہے تو کیا تعجب کہ آفتاب کی شعاعیں ہر گھر میں داخل ہوتی ہیں پھر خالص آفتاب کا نور تو کیا کچھ قوی تر ہو گا۔ اور اگر میں پانی اور کیچڑ سے مولود ہوں تو یہ بات میری حقارت کا سبب نہیں ہے کیونکہ اسی مٹی سے لعل اور عقیق اور موتی بھی پیدا ہوتے ہیں جو اپنی قیمت کے سبب سلاطین کے سروں پر بیٹھتے ہیں۔ پس حق تعالیٰ اسی آب و گل سے دُرِ نبوت اور دُرِ ولایت پیدا فرماتے ہیں اور ان کے فضل کا تو عجیب عالم ہے

جوش میں آئے جو دریا رحم کا　　　گبرِ صد سالہ ہو فخرِ اولیاء

طلب الطاف و عنایات مرشد

شعر ۲۶۵؎
بیا اے شمس تبریزی مکن سنگین دلی بامن
کہ بے تو لعل و لولو را نمیدانم نمیدانم

ترجمہ و تشریح اے مرشد حضرت شمس الدین تبریزیؒ میرے ساتھ عنایت کا معاملہ فرمایئے کہ آپ کے بغیر لعل اور موتی

بھی مجھے بے قدر معلوم ہوتے ہیں۔

شعر ۲۶۶ نہ آں بے زہرہ دل دارم کہ از دلدار بگریزم
نہ آں خنجر بکف دارم کہ از پیکار بگریزم

ترجمہ و تشریح میں ایسا بے پتّہ والا دل نہیں رکھتا ہوں یعنی بے ہمت اور پست حوصلہ نہیں ہوں کہ خوف مجاہدات سے محبوب حقیقی سے بُعد پر صابر رہوں اور میں اپنے ہاتھ پر وہ خنجر نہیں رکھتا ہوں کہ جہاد سے بھاگوں۔

شعر ۲۶۷ زہے دریائے بے ساحل پر از ماہی درون دل
چنیں دریا ندید ستم چنیں ماہی نمی دانم

ترجمہ و تشریح اے محبوب! تو دریائے بے ساحل کی طرح میرے قلب میں پُر ماہی ہے یعنی آپ نے اپنی تجلیات صفات سے میرے قلب کو پر کیف کیا ہوا ہے میں نے کائنات میں ایسا دریا نہ دیکھا اور نہ ایسی مچھلی دیکھی۔

شعر ۲۶۸ ہزاراں جان یعقوبی ہمی سوزد ازیں خوبی
چرا اے یوسف خوباں دریں چاہے نمیدانم

ترجمہ و تشریح آپ کے ہزاروں عاشق مثل حضرت یعقوب علیہ السلام گریاں و سوزاں ہیں اے یوسف خوباں! آپ کنوئیں میں یعنی قلوب خواص عشاق میں کیوں جلوہ فرما ہیں۔ میں نہیں جانتا ہوں۔

"حقائق و معارف"

شعر/۲۶۹ من از تسلیم بالا ئیم سرِ عالم نمیدارم
نہ از خاکم، نہ از آبم دلِ آبم نمیدارم

شعر/۲۷۰ نہ شادیہا چو بیزارم سرِ غم از کجا دارم
بغیر او چو من خود را خوش و خرم نمیدارم

شعر/۲۷۱ در آں شربت کہ جاں سازد دل مشتاق جاں بازد
خرد خواہد کہ در تازد منش محرم نمیدارم

شعر/۲۷۲ پئے آں خمر چوں عیدم شکم را روزہ بر بندم
کہ من آں سروِ آزادم کہ برگ غم نمیدارم

شعر/۲۷۳ نہ بر منہاج روز و شب بود عشاق را مذہب
کہ من مسلک بریں کہن طارم نمیدارم

ترجمہ و تشریح ۲۶۹/ میں افاق عالم اور حدود کائنات سے غیر ملتفت ہو کر اپنی روح کا بہ فیض مرشد کامل (مولائے عرش کریم سے رابطہ رکھتا ہوں اور تکوینی امور کائنات کا سرچشمہ اور مرکز چونکہ عالم امر ہے اور وہ مافوق الافلاک ہے پس حق تعالیٰ کے رابطۂ خاص کا ایک فیضان منجملہ یہ بھی ہے کہ سرّ عالم کی طرف بھی توجہ نہیں رکھتا ہوں کیونکہ میں مرتبۂ روح کے اعتبار سے نہ خاکی ہوں نہ آبی ہوں (بلکہ ایک طائرہ لاہوتی ہوں) اور یہ دل بھی ان پر فدا کرنے کے سبب دل بھی نہیں رکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۷۰/ میں تو دنیا کی خوشیوں سے بھی بیزار ہوں بوجہ انکے

عارضی اور حادث ہونے کے تو پھر دنیا کے غم کے اصرار کی کیا پروا ہو گی۔ (بقول شخصے ؎ غم دنیا مخور کہ بے ہودہ است) اور یہ میری روح کو یہ مقام عدم التفات کا حق تعالیٰ کے تعلق پاک سے عطا ہوا یعنی میری روح اس قدر مانوس اس ذات پاک سے ہے کہ بدون ان کی معیت کے میں اپنے کو خوش و خرّم نہیں رکھ سکتا ہوں اگرچہ قدموں میں ہفت اقلیم کی دولت ہو ؎

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستاں میں
رہے ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں

(مولانا محمد احمد صاحب)

ہر لمحۂ حیات گذارا ہم نے ... آپکے نام کی لذت کا سہارا لیکر (اختر)

تمام عمر ترے دردِ محبت نے مجھے
کسی سے دل نہ لگانے دیا گلستاں میں (اختر)

ترجمہ و تشریح ۲۷۱؎ روح تعلق مع اللہ کی جو لذت محسوس کرتی ہے اس شربت وصال نے ہی دل مشتاق کو جانبازی سکھائی ہے اور عقل جو اس راہ عشق میں دوڑنا چاہتی ہے میں اسے تو اس راہ کا محرم نہیں قرار دیتا۔

ترجمہ و تشریح ۲۷۲؎ جب سے حق تعالیٰ کی محبت کا جام نوش کر کے روح مسرور ہوئی ہے پیٹ کی طرف سے التفات جاتا رہا۔ بلکہ نفلی روزوں سے شکم کو خالی رکھتا ہوں۔ میں ذات حق سے رابطہ کی بدولت ایک ایسے آزاد درخت سرو کے مانند ہوں کہ جس میں غم کے برگ نہیں رکھتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۷۳؎ چونکہ میری رفتار مرتبۂ روح میں مافوق الافلاک ہے

اس لئے یہاں کے روز و شب کے راستوں سے عشاق حق کو کوئی واسطہ نہیں۔

فیضان عشق حقیقی

شعر/۲۷۴ طواف حاجیاں دارم بگرد یار می گردم
نہ اخلاق سگاں دارم نہ بر مردار می گردم

شعر/۲۷۵ جہاں ماراست زیرا وےکے گنجست پنہانی
سرآں گنج می دارم بگرد مار می گردم

شعر/۲۷۶ نمیدانی کی رنجورم کہ جالینوس می جویم
نمیدانی کہ عطارم کہ بر گلزار می گردم

شعر/۲۷۷ نمیدانی کہ سیمرغم کہ گرد قاف می گردم
نمیدانی مخمورم کہ برخمار می گردم

شعر/۲۷۸ ہر نقشے کہ پیش آید درو نقاش می بینم
برائے عشق لیلے داں کہ مجنوں وار می گردم

شعر/۲۷۹ بہانہ میکنم نان را ولیکن مست خبازم
نہ از دینار مینالم نہ از دلدار می گردم

شعر/۲۸۰ بیا اے شمس تبریزی بصورت گرچہ پرہیزی
شفق وار از دل شمست بریں آثار می گردم

ترجمہ و تشریح ۲۷۴/ میں اپنے محبوب کے گرد مثل حاجیوں کے طواف کرتا ہوں یعنی مرتبۂ روح میں حق تعالیٰ کی صفات میں غور و فکر سے مست رہتا ہوں نہ کتوں جیسے حسد و حرص و طمع کے اخلاق رکھتا ہوں نہ دنیائے مردار اور اس کے عاشقوں کے گرد پھرتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۷۵/ میرے باطن میں تعلق مع اللہ کا ایک پنہاں خزانہ ہے اسی کی بدولت میری کائنات اور میرا جہان ہی الگ ہے اور میرا جہاں پر لطف ہے ؎

جب کبھی وہ نظر سے گذرے ہیں　　کتنے عالم نظر سے گذرے ہیں

میں اس خزانہ مخفیہ باطنیہ نسبت الٰہیہ پر عاشق ہوں اور ظاہر ہے کہ ہر خزانہ پر سانپ ہوتا ہے پس اس خزانہ کے گرد بھی سانپ (مجاہدات کے) ہیں جن کے گرد میں مست پھرتا ہوں یعنی حق تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہر تکلیف کو میں دیوانہ وار قبول کرتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۷۶/ اے مخاطب! تو نہیں جانتا کہ میں روحانی عشق کا بیمار ہوں اور جالینوس یعنی مرشد کامل ڈھونڈتا ہوں۔ تو نہیں جانتا کہ میں عطار ہوں یعنی خوشبوئے محبت الٰہیہ کی دوکان لگاتا ہوں پس چمن اور گلزار کے گرد پھرتا رہتا ہوں کہ گلوں کی خوشبو حاصل کروں یعنی عاشقان حق اور اہل نسبت و حاملان درد و آتش پنہاں کی تلاش میں پھرتا ہوں کہ ان سے حق تعالیٰ کی محبت کا کوئی ذرہ درد کا حاصل ہو۔

ترجمہ و تشریح ۲۷۷/ تو نہیں جانتا کہ میں روحانی چڑیوں میں بوجہ قوی نسبت مع اللہ رکھنے کے جنس اعلیٰ سیمرغ سے ہوں۔ نسبت مع اللہ چونکہ کلی مشکک ہے جس کے افراد متفاوت المراتب ہوتے ہیں ضعف اور قوۃ کے اعتبار سے پس قوی النسبت کو سیمرغ سے تشبیہ دی کہ صنف طیور میں سب سے اعلیٰ جنس شمار ہوتا ہے اور اس کا نشیمن کوہ قاف بقول مشہور ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمارا نشیمن بھی عالم لاہوت ہے اور اے مخاطب تو نہیں جانتا کہ میں مست ہوں پس مستان حق و عاشقان حق

کے گرد پھرتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۷۸ جو نقش اور جو صورت میرے سامنے آتی ہے میں نقش نگار اور نقّاش کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے ؎

چہ باشد آں نگارے خود کہ بندد ایں نگار ہا

یعنی مصنوع سے صانع اور مخلوق سے خالق پر استدلالی اور استحضاری حالت میں مشغول ہو جاتا ہوں لیکن یہاں بھی مخلص ہوں یعنی دنیوی اغراض کے لئے یہ نہیں ہوتا بلکہ اس کیفیت پر مجھے عشق صانع اور عشق خالق مجبور کرتا ہے۔

اولیائے کرام اور عارفین کے دو مقام ہوتے ہیں۔

(۱) ایک وہ جو مخلوق پر نظر اولاً ڈالتے ہیں پھر ثانیاً مشاہدہ صفات خالق کرتے ہیں۔

(۲) دوسرے وہ عارفین قوی النسبت ہیں جو اولاً خالق پر نظر ڈالتے ہیں ثانیاً مخلوق پر نظر ڈالتے ہیں یعنی مخلوقات پر جب نظر ڈالتے ہیں تو اپنے رب کے ساتھ اس قوی نسبت اور قوی روحانی اور قلبی رابطہ کے ساتھ نظر ڈالتے ہیں جس کا نور ان کی نظر میں توجہ الی اللہ کا مقام مرتبۂ اولیٰ میں رکھتا ہے اور مخلوق پر مرتبۂ ثانیہ میں رکھتا ہے اور یہ وجدانی نعمت جو استدلال عقلی سے محسوس نہیں ہوتی بلکہ اہل اللہ کی صحبت میں کچھ مدت مجاہدات اور ذکر و فکر کے بعد میسر ہوتی ہے

حکایت:۔ علامہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اولیا کے باطنی مقامات و اصول کو سمجھنے کے لئے کتب تصوف کا مطالعہ کیا کچھ تشفی اور تسلّی نہ ہوئی پھر قلب میں وارد ہوا کہ اولیاء کے مقامات کو پہچاننا مشکل ہے جب تک روح کو مقام ولایت کی کرسی پر نہ بٹھایا جاوے (وزارت عظمیٰ کا نشہ اور لطف جب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کرسی پر کسی کو بٹھا دیا جاوے) پس جس طرح

غیر نبی مقام نبوت کے قرب کا عقل سے ادراک نہیں کر سکتا اسی طرح غیر ولی مقام ولایت کو سمجھ نہیں سکتا اس کے بعد پھر تصوف میں قدم رکھا اور اکابر اولیا ء سے ہوئے - اے خدا ہمیں بھی ان بزرگوں کے حصول سے حصہ عطا فرما۔ آمین۔ آپ کی عطا کے لئے ہماری نا اہلیت مانع نہیں ہو سکتی بلکہ خود اہلیت آپ کی عطا کی محتاج ہے۔

حکایت :۔ ایک فقیر کو اچانک بادشاہ بنا دیا گیا۔ بادشاہ کے انتقال ہوتے ہی مجلس وزراء میں یہ مشورہ طے ہوا کہ جو شاہی محل کے دروازے سے صبح گذرے گا اسی کو اس کرسی پر بٹھا دیا جائے گا۔ پس حکم خدا سے اور عطائے خداوندی سے ایک فقیر نے شاہی دروازہ پر صدائے سوال لگایا اور فوراً وزراء نے اس کو پکڑ کر غسل دے کر شاہی لباس فاخرہ پہنا کر ایوان شاہی میں شاہی اجلاس کے لئے بٹھا دیا اس نے صحیح صحیح فیصلے کئے اور جب اجلاس ختم ہوا تو اس نے دو وزیروں کو حکم دیا کہ آئیں اور بغل میں ہاتھ لگا کر سابق شاہ کی طرح مجھے اٹھائیں۔ وزراء حیران تھے کہ اس بھک منگے کو یہ شاہی آداب کس نے سکھا دیا با ادب سوال کیا کہ حضور اگر اجازت ہو تو ایک سوال کروں بعد اجازت عرض کیا صبح تو آپ بھک منگے تھے یہ آداب سلطنت کس نے سکھائے۔ جواب دیا کہ جو بھک منگے کو سلطنت دینا جانتا ہے وہ آداب سلطنت بھی سکھانا جانتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۷۹ میں نانبائی کا عاشق ہوں اور روٹی کو میں نے بہانہ بنایا ہوا ہے یعنی حق تعالیٰ کی نعمتوں کو بہانہ بنایا ہوا ہے میں تو اس نعمت دینے والے پر فدا ہوں۔ میں دینار نہ ہونے سے نہیں روتا ہوں کہ میرے پاس پیسہ نہیں تو روٹی کیسے خرید وں گا۔ میں تو

حالت افلاس میں بھی خباز سے مست ہوں (یعنی نانبائی سے) مطلب یہ ہے کہ میں ہر حالت ضرا دسرا تنگدستی و فراخی دونوں میں اپنے مالک و خالق پر فدا ہوں۔ میں تنگدستی سے پریشان ہو کر اپنے محبوب حقیقی کی یاد سے نہیں بھاگ سکتا۔

ترجمہ و تشریح ۲۸۰ اے مرشد تبریزی آپ میرے پاس آیئے اگرچہ آپ صورت سے مستغنی ہو کر غرق معنیٰ ہیں اجسام اور صورتوں سے بے پرواہ ہو کر ہمہ تن حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں میری طلب تو دیکھئے کہ میں مثل شفق آپ کے آفتاب قلب سے انوار نسبت کے آثار پر فدا ہو رہا ہوں۔

گفتگوئے عاشقاں در کار رب

شعر ۲۸۱ ز عالم من ترا تنہا گزینم
روا داری کہ من تنہا نشینم

شعر ۲۸۲ دل من چو قلم اندر کف تست
ز تست ارشاد مانم ور حزینم

شعر ۲۸۳ بجز انچہ تو خواہی من چہ خواہم
بجز آن کت نمائی من چہ بینم

شعر ۲۸۴ گہہ از من گل بروید و گہے خار
گہے خارم خلد گہہ گل بچینم

شعر ۲۸۵ تو بودی اول و آخر تو باشی
تو بہ کن اخرم از اولینم

شعر ۲۸۶؎ چو تو پنہاں شدی از اہل کفرم

چوں تو ظاہر شدی از اہل دینم

شعر ۲۸۷؎ بجز چیزے کہ دادی من چہ دارم

چہ میجوئی زجیب و آستینم

ترجمہ و تشریح ۲۸۱؎ اے محبوب حقیقی! کائنات میں ہم نے لا الہ سے سب کی محبت منفی کی ہے اور الا اللہ سے صرف آپ کو اپنا مقصود و مراد بنایا ہے پس جبکہ کائنات و موجودات سے سب کو نظر انداز کر کے صرف آپ کو ہم نے انتخاب کیا ہے تو آپ از راہ کرم مجھے تنہا نہ چھوڑیئے اور اپنے نبی رحمت علیہ السلام کے صدقے میں اپنی معیت خاصہ اور تعلق خاص کو علی سطح الولایت ہمیں عطا فرما دیجئے۔ یعنی جس درجہ تعلق و محبت پر آپ بندوں کو اپنا ولی بناتے ہیں اس درجہ کی محبت ہمیں بھی عطا فرما دیجئے ؎

دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ حجاز کا

؎ تو بخش بے حساب کہ ہیں جرم بے حساب

دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ حجاز کا

ترجمہ و تشریح ۲۸۲؎ جس طرح کاتب کے ہاتھ میں قلم ہوتا ہے اسی طرح آپ کے ہاتھ میں میرا قلب ہے۔ پس میرے قلب کی خوشی اور غم آپ ہی کے قبضے میں ہے۔ میرا مسرور ہونا اور مغموم ہونا آپ ہی کی طرف سے ہوتا ہے ؎

گر تو خواہی عین غم شادی شود

عین بند پائے آزادی شود (رومی)

ترجمہ:۔ لہٰذا اگر آپ چاہیں تو عین حقیقت غم کو حقیقت خوشی سے تبدیل

فرما دیں یعنی غم ہی کو خوشی بنا دیں اور عین قید کو آزادی بنا دیں چنانچہ مشاہدہ ہے کہ اہل اللہ کو اسباب غم میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود سکون اور اطمینان میسر رہتا ہے ؎

صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسم کی مثال
جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چٹک لیتا ہے (اختر)

ترجمہ و تشریح ۲۸۳/ اے خدائے قادر مطلق! میری مشیت بھی آپ کی مشیت کی غلام ہے۔ اور آپ ہمارے جس طرح قلوب کے مالک ہیں ابصار کے بھی مالک ہیں (لہٰذا اپنے کرم سے حق پسندی اور حق بینی کی توفیق ہم کو عطا فرمائیے۔

ترجمہ و تشریح ۲۸۴/ کبھی آپ کا کرم اعمال صالحہ کے پھول مجھ میں اُگاتا ہے اور کبھی ہماری شامت عمل سے آپ کی نگاہ کرم ہٹ جاتی ہے اور نفس و شیطان ہم پر غالب ہوتے ہیں اور سیئات کے خار اُگنے لگتے ہیں۔ پس ہم کو کبھی خار چبھتے ہیں اور کبھی ہم پھول چنتے ہیں۔ یعنی سالک پر مدوجزر قبض و بسط کے مختلف حالات طاری ہوتے رہتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۲۸۵/ آپ ہی اوّل ہیں آپ ہی آخر ہیں پس اے قدیم ذات تو میری آخری حالت کو میری پہلی حالت سے بہتر فرما یعنی حسن خاتمہ عطا فرما۔

ترجمہ و تشریح ۲۸۶/ جب آپ مجھ سے پنہاں ہو جاتے ہیں یعنی حالت قبض طاری فرماتے ہیں تو ہم قلب میں انتہائی گھٹن محسوس کرتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلب میں ایمان بھی ہے یا نہیں۔ یعنی بسط کی اعلیٰ حالت ایمانی کے مقابلے میں یہ ادنیٰ حالت اور عدم

حضوری و اضمحلال نسبت مع الحق سے شبہ ہونے لگتا ہے جیسا کہ روایت میں ہے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حالت میں تغیر محسوس کیا اور فرمایا نافق حنظلہ، حنظلہ رض تو منافق ہو گیا اور اپنا حال بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ جو حالت ایمانی آپ کی مجلس میں رہتی ہے وہ آپ سے دوری میں اور دوسری مشغولیوں میں نہیں رہتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ساعۃً کذا و ساعۃً کذا یعنی یہ نفاق نہیں ہے بلکہ یہ حالت اسی طرح بدلتی رہتی ہے کبھی ایسی کبھی ایسی۔ یکساں حالت نہیں رہتی —— دوسرے مصرعہ کا ترجمہ یہ ہے جب آپ پھر حالت بسط عطا فرماتے ہیں تو ہم اہل دین معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

گہے فرشتہ رشک برد بر پاکی ما ۔۔۔ گہے دیو خندہ زند زنا پاکی ما

ایمان چو سلامت بہ لب گور بریم ۔۔۔ احسنتُ برین چستی و چالاکی ما

ترجمہ:۔ کبھی تو ہماری اچھی دینی حالت پر فرشتہ بھی رشک کرتا ہے اور کبھی ہماری دینی بدحالی پر شیطان بھی خندہ زن ہوتا ہے۔ پس جب ایمان کو سلامتی سے قبر تک لیجائیں تو میں اپنی چستی و چالاکی پر اس وقت احسنتُ کہوں گا یعنی اس وقت تعریف کروں گا۔

حکایت:۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ساتھ ایک کنجڑن سبزی فروش کی دوکان سے گذر رہے تھے اس نے کہا اے جنید! آپ کی داڑھی بہتر ہے یا میرے بکرے کی۔ آپ خاموش ہو گئے اور فرمایا اس کا جواب پھر کبھی دوں گا۔ مریدوں کو غصہ آیا آپ نے فرمایا غصہ مت کرو ابھی ہمیں اپنے خاتمہ کا علم نہیں اگر اچھا ہوا تو اس سے افضل میری داڑھی ہوگی

اگر خراب ہوا تو میری داڑھی اس بکرے کی داڑھی سے خراب و ذلیل ہوگی پھر شیخ نے دعا کی کہ اے خدا میرا حسن خاتمہ جب ہو جاوے اور قبرستان کی طرف میرا جنازہ جاوے تو مجھے تھوڑی دیر کے لئے حیات دیدیجیو کہ اس بڑھیا کو جواب دیدوں اور شیخ نے مریدوں سے وصیت کی کہ میرا جنازہ اس سبزی فروش بڑھیا کی دوکان کی طرف سے گذارنا۔ چنانچہ جب جنازہ گذرا تو کفن سے سر اٹھا کر فرمایا اے بڑھیا تیرے بکرے کی داڑھی سے میری داڑھی بہتر ہے کیونکہ میرے کریم مولیٰ کے کرم سے میرا خاتمہ اچھا ہوا۔

قبض و بسط کی حکمت:۔ سالک پر اگر ہمیشہ بسط کی حالت رہے تو عجب و کبر پیدا ہو جاوے لہٰذا کبھی کبھی قبض طاری فرماتے ہیں۔ چونکہ حالت قبض میں عبادات کے اندر کیفیت و لذت نہیں رہتی اس لئے سالک کا سب پندار اور تکبر خاک میں مل جاتا ہے اور عاجزی و تواضع اور فنائیت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے لکھا ہے کہ قبض منجملہ احوال رفیعہ سے ہے سالک کو ایسی حالت سے دلگیر اور ناامید نہ ہونا چاہیئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

قبض میں بھی بسط کا تو لطف لے	بے تسلّی بھی تسلّی چاہیئے
ہے جلالی تو جمالی گو نہیں	چاہے جیسی ہو تجلی چاہیئے
دل کیوں نہیں لگتا طاعتوں میں	اس فکر کے پاس بھی نہ جانا ہے
دل لگنا کہاں ہے فرض تجھ پر	تیرا تو ہے فرض دل لگانا
لگا رہ اسی میں جو ہے اختیاری	نہ پڑ امر غیر اختیاری کے پیچھے
عبادت کے جا مزہ گو نہ آئے	نہ آدھی کو بھی چھوڑ ساری کے پیچھے

ترجمہ و تشریح ۲۸۷ اے خدائے پاک بجز اس کے کہ آپ جو کچھ ہم کو

عطا فرمائیں ہمارے پاس اور کیا ہو سکتا ہے۔ پس میرے آستین وجیب کی تلاشی کی آپ کو چنداں ضرورت نہیں کیونکہ آپ عالم غیب ہیں۔

دربیان اثار عشق حقیقی

شعر/۲۸۸ زشوقت من زتن بیگانہ گردم
شراب عشق را بیگانہ گردم

شعر/۲۸۹ شوم آزاد و فارغ از دو عالم
غلام خوبئے جانانہ گردم

شعر/۲۹۰ رسانم عشق را از سوز جائے
کہ در اقلیمہا افسانہ گردم

شعر/۲۹۱ حدیثم بعد ازیں مستانہ باشد
ببازار اندروں مستانہ گردم

شعر/۲۹۲ بہ پیش عشق چو شیراں در آئیم
چو طفلاں چند در کاشانہ گردم

شعر/۲۹۳ چرا باشم زبازاں و زہما یاں
چو چغداں چند در ویرانہ گردم

شعر/۲۹۴ چرا در دام ہمچوں مرغ ناداں
فتادہ از پئے یکدانہ گردم

شعر/۲۹۵ چرا در شعلۂ ایں شمع ہستی
برائے سوختن پروانہ گردم

شعر/۲۹۶ خمش گردم چو در بازم جہاں را
یگانہ عاشق دیوانہ گردم

ترجمہ و تشریح ۲۸۸؎ آپ کے شوق میں اپنے جسم سے بیگانہ ہو رہا ہوں یعنی آپ کی لقاء و رضا کی فکر و عمل میں اس درجہ محویت واستغراق ہے کہ اپنے تن پروری و تن آرائی کے اسباب سے بے پروا ہو گیا ہوں اور آپ کی محبت کی شراب کا پیمانہ بن گیا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۲۸۹؎ میں دونوں جہان کو عشق حق کی بازی میں ہار چکا ہوں اس لئے میں ایسا عاشق ذات حق ہوں کہ بس انھیں کی خوبیوں کا غلام ہوں ؎

دونوں عالم دے چکا ہوں میکشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی (مجذوب)

؎ متاع عقل و دانش عمر بھر جو جمع کی میں نے
وہ میقات حرم پر عشق کی بازی میں ہار آئے

ما مقیمان کوے دلداریم رخ بدنیائے دوں نمی آریم

ترجمہ و تشریح ۲۹۰؎ میں اپنے درد محبت کو سوز عشق سے اس طرح نشر کر رہا ہوں کہ تمام آفاق عالم و اقلیموں میں میرا افسانہ و چرچا ہو رہا ہے ؎

ہماری تمہاری محبت کے قصے رہیں گے یہ افسانے مشہور ہو کر

ترجمہ و تشریح ۲۹۱؎ جب سے میں نے بازاروں میں نعرہ مستانہ شروع کیا ہے میری گفتگو بھی مستانہ ہونے لگی ہے مراد یہ کہ میری محبت و نسبت مع الحق کا اثر صرف مسجد و خانقاہ تک نہیں بلکہ بازاروں اور مخلوقات کے ہنگاموں میں بھی میں اپنا درد محبت سناتا ہوں ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

ے بن کے دیوانہ کریں گے خلق کو دیوانہ ہم
بر سر منبر سنائیں گے ترا افسانہ ہم

ترجمہ و تشریح ۲۹۲/ میں عشق کے میدان میں مثل شیر آیا ہوں (یعنی تمام اعمال رضائے حق اور تمام معاصی سے بچنے کی تکلیف کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو کر طریق سلوک میں داخل ہوا ہوں) مثل بچوں کے کب تک آخر دودھ پیتا رہتا یعنی غفلت کی زندگی میں فانی دنیا کو مقصود کب تک بنائے رکھتا یہ دنیا تو ایسی دھوکہ باز معشوقہ ہے جو موت کے وقت ہماری ران سے کھسک کر ہمیں قبر میں کیڑوں کے حوالے کر دے گی، اور خود دوسرے عشاق کو تلاش کر لے گی ے

جہاں اے برادر نماند بہ کس
دل اندر جہاں آفریں بند و بس (سعدی)

ترجمہ :- یہ جہاں کسی کے ساتھ بھی وفادار نہیں، لہٰذا اے بھائی دل کو جہاں کے خالق سے رابطہ قائم کرنے پر تیار کر اور اسی پر قناعت کر کہ ایک باوفا لاکھوں بے وفا سے بہتر ہے۔

ترجمہ و تشریح ۲۹۳/ میں بازوں اور ہما سے کب تک دور رہوں گا اور الوؤں کے الوستان میں کب تک پھرتا رہوں گا یعنی اہل اللہ اور شیران خدا سے بیگانہ رہ کر ان دنیا داروں میں اپنے ایام زندگی کو کب تک رائیگاں کرتا رہوں گا۔

ترجمہ و تشریح ۲۹۴/ میں خود کو مرغ ناداں کی طرح ایک دانہ کے لئے

(یعنی دنیائے حقیر کے لئے) کب تک اپنے کو دام طمع میں گرفتار رکھوں گا۔

ترجمہ و تشریح ۲۹۵/ میں کیوں فانی ہستی کے چراغ پرنا دان کی طرح اپنی ہستی کو برباد کروں۔ خلاصہ یہ کہ عشق حیّ قیوم کسی عاشق حق سے سیکھنا چاہئے کہ جسے کبھی فنا نہیں اور خدا کی یاد میں نکلی ہوئی آہیں اور نکلے ہوئے آنسو بھی رائیگاں نہیں ہوتے بلکہ اشک محبت و خوف حق شہیدوں کے خون کے ہمسر ہیں۔

قطرۂ اشک ندامت در سجود — ہمسری خون شہادت می نمود

(مثنوی اختر)

جن کے قلوب کو حق تعالیٰ کا خاص تعلق عطا ہو گیا ہے ان اولیاء کی شان یہ ہے ؎

جو نکلی آہیں تو حور بن کر جو نکلے آنسو تو بن کے گوہر
یہ کون بیٹھا ہے دل کے اندر یہ کون چشم پر آب میں ہے (مجذوب)

ترجمہ و تشریح ۲۹۶/ میں خاموش ہوں اور جہان سے کھیلتا ہوں یعنی دنیا کو ایک کھیل سمجھتا ہوں اور تنہا عاشق دیوانہ پھرتا ہوں ؎

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے

اشعار منتخب

شعر ۲۹۷/ ز بوئے یوسفے سرمست بودم
که حسنش ہر دمے گوید الستم

شعر ۲۹۸/ مبادم سر اگر جز تو سرہست
بسوزاں ہستیم گر بے تو ہستم

شعر ۲۹۹/ بیا اے شمس تبریزی نظر کن
دلم را بہ تو برخیرہ بہ بستم

ترجمہ وتشریح ۲۹۷؎ میں حق تعالیٰ کی خوشبو سے سرمست ہوں کیونکہ ہر وقت تجلیات خاصہ (ذکر کی برکت اور مرشد کامل کے فیض سے) کا پیہم توارد مجھے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کی آواز دے رہا ہے۔

ترجمہ وتشریح ۲۹۸؎ اے خدائے پاک اگر میرے سر میں آپ کے علاوہ کسی کا خیال ہے تو اس سر سے مجھے بے سر کر دیجئے اور اگر آپ کے بغیر ہم زندہ رہیں تو میری زندگی میں آگ لگا دیجئے۔ مولانا نے غلبۂ عشق میں یہ دعا مانگی جس کا حاصل یہ ہے کہ اے خدا مجھے مجبور محبت کر دیجئے یعنی میں آپ کا نہ بھی ہونا چاہوں تو بھی آپ اپنے کرم سے ہمیں اپنا بنا لیجئے۔

ترجمہ وتشریح ۲۹۹؎ اے شمس الدین تبریزی مجھ پر نظر عنایت فرمائیے میں نے دل کو آپ کے خصوصی عنایات سے آپ کے ساتھ وابستہ کر لیا ہے۔

"بیان اصلاحِ نفس از مکائدِ نفس"

اشعار منتخب

شعر ۳۰۰؎ زِ زنداں زہرہ را آزاد کردم
روانِ عاشقاں راشاد کردم

شعر ۳۰۱؎ دہاں اژدہا را بر دریدم
جہانِ عیش را آباد کردم

شعر ۳۰۲؎ زِ چاہے یوسفے را بر کشیدم
چو از یعقوبِ محزوں یاد کردم

شعر ۳۰۳ زہے باغے کہ من ترتیب دادم
زہے شہرے کہ من بنیاد کردم

شعر ۳۰۴ چو شیرانے کہ می غرند بر من
چو روبہ عاجز و منقار کردم

شعر ۳۰۵ غلام خواجہ را آزاد کردم
منم کاستاد را استاد کردم

شعر ۳۰۶ عجب خاکم کہ من از آتش عشق
دماغ چرخ را برباد کردم

شعر ۳۰۷ ملامت نیست چوں مستم تو کردی
بزن من نفس را منقار کردم

ترجمہ و تشریح ۳۰۰ میں نے زہرہ کو آزاد کیا قید خانہ سے اور عاشقوں کے قافلے کو میں نے مسرور کیا۔ زہرہ نام ہے ایک ستارہ کا جو تیسرے فلک پر تاباں ہے اور رنگ اس کا سفید ہے۔ لیکن احقر کے نزدیک یہاں یہ معنٰی مراد نہیں بلکہ زہرہ سے مراد وہ عورت ہے جس پر ہاروت و ماروت عاشق ہو گئے تھے۔ کیونکہ سالک کی روح پر بھی نفس و شیطان (مثل ہاروت و ماروت) اظہار شیفتگی اور دعوت لذت معاصی دیتے ہیں اور مرشد کامل روح کو نفس و شیطان سے آزادی دلاتا ہے اور نفس و شیطان سے خلاصی کے بعد حق تعالٰی کے راستے پر چلنے والوں کا قافلۂ عشاق نہایت عمدہ و احسن طریق سے راستہ طے کرتا ہے اس وجہ سے طالبان حق مرشد کامل کے اس فیض سے (یعنی قید نفس و شیطان سے آزاد ہو کر) جب وصول الی اللہ کے منازل بآسانی

طے کر لیتے ہیں تو نہایت مسرور اور شکر گذار مرشد ہوتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۰۱؎ نفس سانپ کا منہ اور کلہ میں نے پھاڑ دیا ہے اور روح کے اندر عیش کا جہاں (تعلق مع اللہ کا عالم) میں نے آباد کیا ہے

ترجمہ و تشریح ۳۰۲؎ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کی طرح جب ہم نے گریہ و زاری اپنے محبوب حقیقی کے لئے شروع کر دی تو جس طرح ان کی آہ نے اثر دکھایا اور حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو چاہ کنعاں نے باہر نکال لیا اور لذت وصال پسر سے آنکھیں پر نور اور مسرور ہوئیں اسی طرح گریہ و زاری کر کے ہم نے بھی اپنے مولائے کریم کو راضی کر لیا اور لذت قرب دوام سے ہم بھی مسرور رہیں ؎

اے خوشا چشمے کہ آں گریان اوست

اے ہمایوں دل کہ آں بریان اوست

ترجمہ:۔ کیا ہی مبارک ہیں وہ آنکھیں جو حق تعالیٰ کے لئے روتی ہیں اور اور کیا ہی مبارک وہ دل ہے جو ان کے لئے جلتا اور بھنتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۰۳؎ کیا عمدہ باغ ہے کہ جس کی ہم نے ترتیب دی ہے باغ سے مراد باغ قرب الٰہی ہے ترتیب سے مراد اعمال صالحہ کی ترتیب ہے اور کیا ہی عمدہ شہر ہے جسکی ہم نے بنیاد ڈالی ہے یہاں شہر سے مراد شہر عشق حقیقی ہے جو قلب و روح میں عارفین آباد کرتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۰۴؎ مثل شیروں کے غراتے ہوئے مجھ پر نفس نے گناہوں کے تقاضوں سے حملہ کیا لیکن خدا کے خوف سے میں نفس کو اس طرح چت کرتا ہوں کہ اس کے تقاضوں کے شیروں کو لومڑی بنا دیتا

ہوں اور عاجز و درماندہ کر دیتا ہوں یعنی نفس کو ہماری روح نے شکست دے کر نافرمانی کے دبال سے محفوظ اور نور تقویٰ سے منور اور قربِ حق سے مسرور ہو گئی۔

ترجمہ و تشریح ۳۰۵ روح جو خواجہ ہوتے ہوئے نفس کی غلام ہو رہی تھی حالانکہ تن سواری اور روح سوار ہے جب روح نہ ہو تو یہ سواری بیکار رہے روح جسم کو جدھر چاہتی ہے چلاتی ہے مگر اس سرداری کے باوجود نفس مکار نے گناہوں کے عارضی لذت لعنت والی کا سبز باغ دکھا کر روح کو اپنا غلام بنا لیا تھا۔ میں نے اس خواجہ کو آزادی دلائی اور اس غلامی سے نجات پا گئی۔ پس میں وہ ہوں کہ استاد کو استاد بناتا ہوں یعنی خواجہ کو خواجگی دلاتا ہوں۔ میں سے مراد بظاہر دعویٰ اور تفاخر معلوم ہوتا ہے مگر مولانا نے جو میں استعمال فرمایا یہاں مراد ہر مرشد کامل کی روحانیت ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۰۶ میں عجیب خاکی بشر ہوں کہ عشق حق کی آگ نے مجھے وہ بلندی بخشی ہے کہ آسمان کا دماغ بھی ہم نے ڈھیلا کر دیا یعنی اولیائے حق کی روحانی رفعت کے سامنے افلاک بھی محو حیرت و سرنگوں ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۰۷ اے مرشد! جب آپ نے ہمیں عشق الٰہی سے مست کر دیا تو اب مجھے ملامت کا خوف نہ رہا۔ آپ ہر طرح ہمارے نفس کی اصلاح کے لئے میری ڈانٹ ڈپٹ روک ٹوک فرمایئے میں نے نفس کو مغلوب اور تابع کر لیا ہے۔

شعر ۳۰۸ دُہل کوباں بروں آئیم از خود
که مارا عزم رفتن شد مُصمَّم

شعر ۳۰۹ دہل زن گر نباشد عید عید ست
جہاں پُر عید شد واللہ اعلم

ترجمہ و تشریح ۳۰۸ بباننگ دہل (ڈھول پیٹتے ہوئے) خوشی خوشی ملامت کائنات سے بے خوف ہو کر میں خودی سے بیخودی کی طرف جا رہا ہوں اور ہمارا عزم سفر سیر الی اللہ کا اب پختہ ہو چکا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۰۹ اور اگر خوشی کا دن ہو اور خوشی کا نقارہ بجانے والا نہ ہو تو بھی عید کا دن تو عید ہی کا دن ہے اور عاشقوں کے لئے تو یہ سارا جہاں خوشی سے پُر ہے واللہ اعلم ے

یہاں تو ایک پیغام جنوں پہنچا ہے مستوں کو
انھیں سے پوچھئے دنیا کو جو دنیا سمجھتے ہیں

اشعار منتخب

شعر ۳۱۰ بیا نزدیک در رویم نظر کن
نشانیہا نگر کز عشق دارم

شعر ۳۱۱ بسوزم پردۂ ہفت آسماں را
اگر از آہ دل دودے بدارم

شعر ۳۱۲ خزاں گر باغ و بُستاں را بسوزد
بخنداند جہان نو بہارم

ترجمہ و تشریح ۳۱۰ اے مرشد! میرے قریب آئیے اور میرے چہرہ میں غور فرمائیے اور ان نشانیوں کو دیکھئے جو عشق پنہاں سے

میرے چہرہ پہ ہویدا ہیں ؎
انکی جھلک بھی ہے مری چشم پر آب ہیں

؎ جو نکلی آہیں تو حور بن کر جو نکلے آنسو تو بنکے گوہر
یہ کون بیٹھا ہے میرے دل میں یہ کون چشم پر آب میں ہے (مجذوبؒ)

ترجمہ و تشریح ۳۱۱ جس وقت حق تعالیٰ کی یاد میں دل سے آہ نکلتی ہے تو اس آہِ سوزاں کے دھواں سے (جو سوختہ جانی کے سبب نکلتا ہے) میں ہفت آسمان کو جلا دیتا ہوں یعنی آسمان کے حجابات میری آنکھوں سے (بوجہ غایتہ قرب و انکشاف تجلیات خاصہ) دور ہو جاتے ہیں۔ اس وقت سالک بزبان حال یہ مصرعہ پڑھتا ہے ؎

مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے (اخترؔ)

ترجمہ و تشریح ۳۱۲ اگر یہ موسم خزاں باغات و بستان و چمن کو جلا دیتا ہے تو میرے باطن کی بہار (قرب حق کا فیض) ایک جہاں نو کو خنداں کرتا ہے یعنی اہل اللہ کو جو قرب حق تعالیٰ کا عطا ہوتا ہے وہ انکی زندگی کو اس قدر پرلطف کر دیتا ہے کہ انکے پاس جو بھی بیٹھتا ہے اگر ہزاروں غم رکھتا ہوگا تو سکون و اطمینان کی دولت لے کر اٹھتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کے قلوب میں جو چین اور سکون اور اطمینان کی دولت ہوتی ہے سلاطین دنیا اس کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے کیونکہ یہ نعمت تو اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے سے ملتی ہیں۔ جنگ اور تلواروں سے نہیں ملتی ہے۔

اشعار منتخب

شعر ۳۱۳ منم آں رندِ سرمست شکر خا
میاں جملہ رنداں ہائے ہائیم

شعر ۳۱۴ بدیدم عشق را سرمست میگفت
بلایم من بلایم من بلایم

ترجمہ و تشریح ۳۱۳ میں ان کا وہ دیوانہ و سرمست ہوں کہ تمام دیوانوں میں میری آہ پُراثر مشہور ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۱۴ میں نے عشق کو دیکھا کہ سرمست تھا اور یہ کہتا تھا کہ میں بلا ہوں مراد یہ کہ عاشقی نازپرور و نازک مزاج لوگوں کا کام نہیں یہ ایک دریائے خون ہے جس سے عبور کرنا ہے اپنے نفس کی خواہشات کو چھوڑنا آسان نہیں۔

ترغیب صحبت و مجالست اہل اللہ

اشعار منتخب

شعر ۳۱۵ اگر تو نیستی در عاشقی خام
بیا مگریز از یاران بدنام

شعر ۳۱۶ تو آں صیدی کہ میل دانہ داری
نباشد در جہاں یکدانہ بے دام

شعر ۳۱۷ اگر ناموس راہ تو بگیرد
بکش ادرا ذخونش را بیاشام

شعر ۳۱۸ مکن ناموس با قلاش بنشیں
کہ پیش عاشقاں چہ خاص و چہ عام

شعر ۳۱۹ برفتم در کنار شمس تبریز
گذر کردم ز خویش و باب و نرباغ

ترجمہ و تشریح ۳۱۵؎ اے شخص اگر تو خام (کچا) عاشق نہیں ہے تو ملامت خلق سے بے خوف ہو کر ہم یاران بدنام کے پاس آیا کر یعنی صوفیا و مشائخ کو چونکہ علمائے ظاہر طعن و اعتراض کا نشانہ بناتے ہیں اس لئے تو ان کے پاس آنے سے اگر گھبرایا تو سمجھ لے کہ تو ابھی خام ہے حضرت خواجہ صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نہ لو نام الفت جو خود داریاں ہیں
بڑی ذلتیں ہیں بڑی خواریاں ہیں

شیخ کی پگڑی اچھالی جائے گی — ہر کشی سر سے نکالی جائے گی
زاہدوں پر مے اچھالی جائے گی — روح ان مردوں میں ڈالی جائے گی

مراد یہ کہ زاہد خشک نہ بنو کہ اعمال بدون درد محبت و عشق حق کے جسم بے روح ہوتے ہیں پس کسی خدا کے عاشق دیوانے متبع سنت و شریعت کی صحبت میں رہ کر عشق و محبت اپنی روح میں پیدا کرو۔ مے اچھالنا ایک اصطلاح ہے مراد ظاہری شراب حرام اور لعنت والی نہیں بلکہ زہد خشک سے طریق عشق میں آنا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۱۶؎ اے مخاطب! تو وہ شکار ہے کہ دانہ کا حریص ہے اور اس جہاں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں جو بدون جال کے ہو۔

ترجمہ و تشریح ۳۱۷؎ اے عاشق حق! اگر حق تعالیٰ کی راہ میں تجھے دنیا کی جاہ و عزت اور ناموس رکاوٹ ڈالے کہ لوگ ملا یا دیوانہ کہیں گے تو ایسے دشمن راہ خدا کی یعنی ناموس کی گردن اڑا دے اور اس کا خون پی لے۔

ے
ہمارا کام ان کی یاد اور انکی اطاعت ہے
نہ بدنامی کا خطرہ اور نہ پروائے ملامت ہے (مولانا محمد احمد)

عشق کی ذلت بھی عزت ہوگئی لی فقیری بادشاہت ہوگئی
ایک اُن سے کیا محبت ہوگئی ساری دنیا ہی سے نفرت ہوگئی
بڑھ گیا اُن سے تعلق اور بھی دشمنی خلق رحمت ہوگئی

ترجمہ و تشریح ۳۱۸ ناموس ترک کر اور ہم قلاشوں اور مستوں کے پاس بیٹھا کر کیونکہ عاشقوں کی مجلس میں خاص و عام کچھ نہیں یعنی تفاخر و تکبر اور برتری کا احساس نہیں ہوتا سب اپنے کو فنا کئے ہوتے ہیں ے

ہم خاک نشینوں کو نہ مسند پہ بٹھاؤ
یہ عشق کی توہین ہے اعزاز نہیں ہے (مجذوبؒ)

ترجمہ و تشریح ۳۱۹ میں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر اور اپنے نفس سے بھی آزاد ہو کر حضرت شمس تبریزیؒ کی گود میں اپنا ٹھکانہ بنالیا ہے یعنی مرشد کامل کی صحبت میں رہنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

در بیان اخلاص در دوستی

اشعار منتخب

شعر ۳۲۰ بیا تا قدر یکدیگر بدانیم
که تا ناگہ زیکدیگر نمانیم

شعر ۳۲۱ چو مومن آئینہ مومن یقین شد
چرا با آئینہ ما رو گرانیم

شعر/۳۲۲ کریماں جاں فدائے دوست کردند
سگے بگذار باہم مرد مانیم

شعر/۳۲۳ غرضہا تیرہ دارد دوستی را
غرضہا را چرا ازدل نرانیم

شعر/۳۲۴ چو برگورم بخواہی بوس دادن
رخم بوسہ دہ اکنون ہمانیم

ترجمہ و تشریح /۳۲۰ اے ہمخیال عاشق حق میرے پاس آتا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ حق تعالیٰ کی محبت و معرفت کی باتیں کر کے ایمان تازہ کریں ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے کوئی جدا ہو جاوے یعنی رحلت کرے پس زندگی کو غنیمت شمار کرو۔

ترجمہ و تشریح /۳۲۱ جب روایت حدیث کے مطابق مومن دوسرے مومن کے لئے آئینہ ہے پھر ہم آپس میں دوستی و صلح اور مجالست اور شیر و شکر ہونے سے کیوں گریز کرتے ہیں اور ثقیل سمجھتے ہیں مراد یہ کہ ملاقات دوستاں کو بوجھ مت سمجھو۔

ترجمہ و تشریح /۳۲۲ اہل کرم نے تو دوستوں پر جاں فدا کر دیے سگیت چھوڑو ہم لوگ تو انسان ہیں یعنی یہ کتّے کی خصلت ہے کہ کسی کتّے سے نہ ملے اور اپنے بھائی کو دیکھ کر بھونکے۔

ترجمہ و تشریح /۳۲۳ یہ خود غرضی والی دوستی، دوستی کو تاریک بے نور بے کیف کرتی ہے پس اللہ کے لئے مخلصانہ ملاقات کریں اور اغراض دینویہ کو قلب سے نکال پھینکیں۔

ترجمہ و تشریح /۳۲۴ اے محبوب! جب آپ کو میری قبر پر بوسہ دینا ہی ہے

تو ابھی تو میں زندہ ہوں اس زندگی میں بھی مجھ پر عنایت فرما دیجئے اس وقت ایک شعر عجیب یاد آیا۔

مجھ کو نہیں امید کہ وہ صاحب الطاف
پہلی ہی ملاقات میں ہو جائے خفا بھی

اس شعر سے حق تعالیٰ کے الطاف و کرم کو کس لطیف انداز سے بیان کیا گیا ہے

نصیحت :- احقر شارح عرض کرتا ہے کہ دنیا میں یہ دولت یعنی دوستی بے غرض صرف اولیاء اللہ کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں میسر ہے۔ یعنی اللہ والے جس سے محبت کرتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں برعکس تمام اہل دنیا کوئی نہ کوئی غرض رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب غرض پوری ہوئی ان کی دوستی میں تغیر اور زوال آجاتا ہے اسی کو حضرت عارف رومیؒ فرماتے ہیں کہ :

دل مدہ الّا بہ مہر دلخوشاں　　مہر پاکاں درمیان جاں نشاں

ترجمہ :- دل کسی کو مت دینا مگر خدا کے پاک اور مقبول بندوں کو دل دینا اور ان کی محبت کو درمیان جان داخل کر لینا اور اس کا (۱) ایک نفع تو یہ ہو گا کہ یہ محبت ہمیشہ قائم رہنے والی ہو گی۔ کیونکہ یہ بے غرض صرف اللہ کے لئے ہو گی۔ (۲) دوسرا یہ فائدہ ہے کہ آخرت میں یہ محبت سایۂ عرش الٰہی میں جگہ دلائے گی (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے) (۳) تیسرا فائدہ یہ ہے کہ تمہاری مغفرت کا ذریعہ بنے گی (بروایت حدیث) (۴) چوتھا فائدہ یہ ہے کہ جس ولی اللہ سے تمہیں قلبی محبت ہو گی اس کی اچھی اچھی عادتیں تمہارے اندر شعوری اور غیر شعوری طور پر آجائیں گی یعنی اعمال ظاہرہ

اور اعمال باطنہ دونوں سنور جاویں گے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے المرء علیٰ دین خلیلہٖ ہر آدمی اپنے گہرے دوست کے دین پر ہو جاتا ہے پس اگر تمہارا خلیل فاسق ہے تو آپ کے اندر فسق کے آثار شروع ہو جائیں گے اور اگر تمہارا خلیل کوئی بندۂ مقبول ہے تو آپ کے اندر بھی مقبولیت کے اعمال و آثار شروع ہو جائیں گے من شاء فلیجرب جو چاہے تجربہ کرلے حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ صحبت یافتہ ہونا کتنی بڑی نعمت ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو اپنے اولیاء کی محبت بخشیں اور ان کی صحبت عطا فرمائیں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُ اِلَيْكَ (حدیث)

(ترجمہ) اے اللہ ہم کو اپنی محبت عطا فرما اور جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اپنے اُن عاشقوں کی محبت بھی عطا فرما اور ہم کو ایسے اعمال کی محبت عطا فرما جو تجھ سے قریب کرنے والے ہوں۔

"حلاوت طاعت و ذکر محبوب حقیقی"

اشعار منتخب

شعر ۳۲۵/
دو صد افسوں دو صد داروے نافع
توئی جان را چو من رنجور باشم

شعر ۳۲۶/
شوم شیریں ز لطف جوہر تو
اگر چوں بحر تلخ و شور باشم

شعر ۳۲۷/
اگر غم ہمچو شب عالم بگیرد
چو صبح از نور تو منصور باشم

شعر ۳۲۸ بمن شادند وقت صبح نیکاں
که پیش آہنگ تو چوں نور باشم

شعر ۳۲۹ بداں دورم ہمیداری زاعدا
که تا از کید شاں مہجور باشم

شعر ۳۳۰ چہ غم دارم زنیش عقرب اے ماہ
که غرق شہد چو زنبور باشم

ترجمہ و تشریح ۳۲۵ اے خدا آپ ہی میری بیمار و رنجور جان کے لئے باعث شفا ہیں یعنی جب تک میرے لئے وہ بیماری حکمت ہے آپ کی یاد کی حلاوت اس بیماری کو محسوس ہی نہیں ہونے دیتی اور جب حکمت ختم ہوئی تو کرم مطلق آپ کا ہم کو شفا عطا کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۲۶ اگر رنج و غم کی تاریکی مثل رات کے تمام عالم میں پھیل جائے تب بھی مثل صبح کے میں آپ کے نور سے مدد پاتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۳۲۷ اور اگر کردار و اعمال کی خرابی سے مثل دریائے شور و تلخ رسوا ہو جاتا ہوں تو آپ کا لطف و کرم مجھے توفیق توبہ اور اصلاح اعمال و اخلاق سے پھر دریائے شیریں بنا دیتا ہے

ترجمہ و تشریح ۳۲۸ آخر شب کی عبادت کے انوار جو میرے چہرہ پر آپ کے قرب سے ہویدا ہوتے ہیں اس کو دیکھ کر آپ کے نیک بندے نہایت مسرور و شاداں ہوتے ہیں (اور اپنی روح میں آپ کے تعلق و قرب میں ترقی محسوس کرتے ہیں)

ترجمہ و تشریح ۳۲۹ نفس و شیطان سے آپ اس لئے ہم کو دور رکھتے ہیں

کہ ہم ان کے کید و مکر سے محفوظ رہیں یعنی گناہوں سے محفوظ رہیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۳۰ میں بچھو کے ڈنک سے کیا غم کروں جبکہ میں شہد کی مکھی کی طرح شہد میں غرق ہوں یعنی دنیا کا بے ہودہ غم میرے سامنے ذلیل اور بے حقیقت بن چکا ہے کیونکہ ہم نے آخرت کے غم لذیذ کو حاصل کر لیا ہے اور ہم غرق یاد محبوب حقیقی ہو چکے ہیں۔

بیان عشق مرشد

اشعار منتخب

شعر ۳۳۱ الٰہی آں شکر لب را مدہ غم
مبادا قامت آں سرو را خم

شعر ۳۳۲ تو میدانی کہ باغ جان ما اوست
مبادا آں سرو جاں از باغ ما کم

شعر ۳۳۳ ہمیشہ تازہ سر سبز دارش
بر و افشاں کرامتہا دمادم

شعر ۳۳۴ معظم دارش اندر دین و دنیا
بحق حرمت آں اسم اعظم

شعر ۳۳۵ وجودش در نبی آدم غریب است
بدو صد فخر دارد جان آدم

شعر ۳۳۶ مخلد دار او را ہمچو جنت
کہ او نعمائے جنا تست باہم

شعر ۳۳۷ دعا ہائے کہ آں بر لب نیاید
کہ بر اوصاف روحت آں مقسم

شعر ۳۳۸ صلاح دین و دنیا ما چو اویست
بباد ادولتش باقی بعالم

ترجمہ و تشریح ۳۳۸ اے خدا میرے مرشد (غایۃ محبوبیت سے شکرلب فرمایا) کو دنیا کے غم سے محفوظ فرما اور اس قامت سرو محبوبانہ کو خم نہ کیجیو یعنی دنیا کے افکار و حوادث سے خمیدہ کمر نہ کیجئے تجربہ ہے کہ زیادتی غم سے کمر سیدھی نہیں رہتی۔

حکایت:۔ احقر مؤلف نے اپنے مرشد حضرت شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ حضرت سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ سے ان کے خاص عاشق حضرت امیر خسروؒ نے تین باتیں دریافت کیں۔

(۱) گفتم کہ روشن از قمر گفتا کہ رخسار من است
(۲) گفتم کہ شیریں از شکر گفتا کہ گفتار من است
(۳) گفتم کہ خسرو ناتواں گفتا پرستار من ست

ترجمہ (۱) حضرت امیر خسروؒ نے دریافت کیا اے مرشد! چاند سے زیادہ روشن کیا چیز ہے ارشاد فرمایا کہ میرا چہرہ یعنی طالب کے لئے شیخ کا چہرہ ایسا ہی معلوم ہونا چاہئے خواہ وہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں یعنی اگر کوئی ولی کامل صاحب نسبت مرشد سیاہ فام بھی ہو تو اس کا چہرہ مرید کو روشن قمر سے زیادہ روشن معلوم ہونا چاہئے۔

ترجمہ (۲) پھر حضرت امیر خسروؒ نے دریافت کیا کہ اے مرشد! شکر سے زیادہ میٹھی کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ میری گفتگو (طالب کے لئے) یعنی مرید کو اپنے مرشد کا کلام شکر سے شیریں تر معلوم ہونا چاہئے کیونکہ شکر اور چاند مخلوق ہیں اور مرشد خالق شکر اور خالق چاند سے طالب کو ملاتا ہے۔

ترجمہ (۳) پھر حضرت امیر خسروؒ نے اپنے مرشد سے دریافت کیا کہ امیر خسرو کیا ہے۔ جواب ارشاد فرمایا کہ میرا دیوانہ ہے۔ لفظ پرستار سے وحشت نہ ہونی چاہیئے کیونکہ ہر زبان کو اس کے محاورات سے سمجھنا چاہیئے جس طرح صلوٰۃ کو لغت سے نہیں بلکہ اصطلاح شریعت سے سمجھنا چاہیئے ورنہ لغت میں صلوٰۃ کا مفہوم صرف دعا مانگنا ہے اور شریعت میں ایک خاص طریقہ عبادت کا نام نماز ہے پس اہل ایران شغف خاص اور تعلق شدید رکھنے والے کو پرستار بولتے ہیں۔

اکثر تنہائیوں میں جب صرف احقر اور حضرت ہوتے تو یہ باتیں حضرت والاؒ احقر کو سنایا کرتے۔

ترجمہ و تشریح ۳۳۲/ اے خدا تو جانتا ہے کہ میری روح کا باغ میرے مرشد کی صحبت کے فیض سے ہرا بھرا اور تازہ ہے پس میری جان کے سرو کو میرے باغ سے دور نہ فرمایئے یعنی مرشد کے فراق سے ہم کو محفوظ رکھئے

ترجمہ و تشریح ۳۳۳/ اے خدا! میرے مرشد کو تازہ سرسبز رکھئے اور ان کی روح پر ہر وقت کرامتیں برسایئے۔ یعنی اقبال و عزت عطا فرمایئے۔

ترجمہ و تشریح ۳۳۴/ اے خدا! دین اور دنیا میں میرے مرشد کو معظم (بزرگ ترین شخصیت) رکھئے اور یہ دعا اپنے اسم اعظم کی برکت سے قبول فرمایئے۔

ترجمہ و تشریح ۳۳۵/ میرے مرشد کا وجود مخلوقات میں اہم وجود ہے اور روح انسانیت ان کی ہستی پر فخر کرتی ہے (بوجہ

کمالات انسانیت کے)

ترجمہ و تشریح ۳۳۶/ مثل جنت کے میرے مرشد کو بھی ہمیشہ حیات جاودانی عطا فرمایئے کہ میرا مرشد بھی ہمارے لئے جنت کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے یعنی جنت تک پہنچانے والا ہے (اصلاح اخلاق و اعمال کے ذریعہ)

ترجمہ و تشریح ۳۳۷/ اے مرشد بہت سی دعائے ناگفتہ لب ہمارے قلب میں مخفی ہے اور آپ کی روح مبارک کے اوصاف پر تقسیم ہو چکی ہے یعنی دل آپ کے مسلسل فیضان روحانی کو محسوس کرتا رہتا ہے اور دعائیں دیتا رہتا ہے)

ترجمہ و تشریح ۳۳۸/ جبکہ دین و دنیا کی اصلاح کا ذریعہ ہمارا مرشد ہے تو اے خدا تو اس مبارک ہستی کو عالم میں باقی رکھیو۔ (یہ دعائے برکت عمر ہے)

"تمنائے لقاء مرشد"

اشعار منتخب

شعر ۳۳۹/ بیا تا عاشقی از سر بگیرم
ہر و پائے جہاں در زر بگیرم

شعر ۳۴۰/ بیا تا در جوار عشق باشم
نسیم از مشک و از عنبر بگیرم

شعر ۳۴۱/ زمین و دشت و کوہ و باغ جانرا
ہمہ در حُلّہ اخضر بگیرم

شعر ۳۴۲ چولالہ از شراب لامکانے
بکفؐ خود مئے احمر بگیرم

شعر ۳۴۳ گہہ در گیرم و در بام گیرم
چو بینم روئے تو آرام گیرم

شعر ۳۴۴ دلم از غم گریبان می دراند
کہ کے دامان آن خوش نام گیرم

شعر ۳۴۵ چو زلف انداختہ ساقی در آید
بدستے زلف و دستے جام گیرم

شعر ۳۴۶ وگر در خرقۂ صوفی در آمد
شوم حاجی وراہ شام گیرم

شعر ۳۴۷ وگر چوں مرغ اندر دل بپرّد
شوم صیاد و مرغاں دام گیرم

شعر ۳۴۸ بیا کز عشق تو دیوانہ گشتم
دگر گنجے بدم ویرانہ گشتم

شعر ۳۴۹ زعشق تو زخان وما بریدم
بدرد عشق تو ہم خانہ گشتم

شعر ۳۵۰ چناں کاہل بدم کز حد بروں بود
چو دیدم روئے تو مردانہ گشتم

شعر ۳۵۱ ترا بہتر زخویش وخویش دیدم
زخویش از بہر تو بیگانہ گشتم

شعر/۳۵۲ زعکس شمس تبریزے حقائق
بماندم مسجد و میخانہ گشتم

(تفویض و تسلیم)

شعر/۳۵۳ کار مرا چو او کند کار دگر چرا کنم
خون کہ چشیدم از لبش یاد شکر چرا کنم

شعر/۳۵۴ از گلزار چوں روم جانب خار چوں شوم
از پئے شب چو مرغ شب ترک سحر چرا کنم

شعر/۳۵۵ بادہ اگرچہ میخورم عقل نرفت از سرم
گلشن چو بہشت را زیر و زبر چرا کنم

شعر/۳۵۶ چونکہ کمر بہ بستہ ام بہر جناں ہے بجد
از پئے ہر ستارۂ ترک قمر چرا کنم

شعر/۳۵۷ دل ز سخن ملول شد وز خمشی خمول شد
چوں رہ امن یافتم یاد خطر چرا کنم

"حضوری مع الحق"

شعر/۳۵۸ چوں رُخ آفتاب شد دور ز دیدۂ زمیں
جامہ سیاہ میکند شب ز فراق لاجرم

شعر/۳۵۹ خور چو بہ صبح سر زند جامہ سپید کرد روز
اے رخت آفتاب جاں دور مشو ز محضرم

شعر ۳۶۰ چوں تو دور می روم غیرت خاک تیرہ ام
چوں برسم بہ ماہ نور رونق چرخ اخضرم

شعر ۳۶۱ دار دے فربہی ز تو یافت زمین و آسماں
تربیتی نما مرا از برخود کہ لاغرم

ترجمہ و تشریح ۳۳۹ ایک بار اچانک بدون اطلاع حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ شام روانہ ہو گئے مولانا نے صبح جب مرشد کو نہ پایا نہایت پریشان ہوئے اور اسی حالت میں غالباً یہ اشعار موزوں ہوئے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اے محبوب مرشد! آیئے تاکہ ہم عاشقی باللہ کا کام شروع کریں (سر سے شروع کرنا محاورہ ہے) اور عشق حق کی شان یہ ہے کہ عاشق پر ذات حق غیر محدود کے آثار مرتب ہونے سے وہ تمام آفاق عالم کو اپنے دائرہ خیال سے محیط ہوتا ہے پس مولانا فرماتے ہیں کہ اور جہان کے پاؤں و سر کو میدان عشق حق بنا لیں چونکہ مومن کے لئے تمام کائنات سجدہ گاہ رب ہے اس لئے پوری کائنات اس کے لئے میدان عبادت و میدان محبت و معرفت ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۴۰ اے مرشد آیئے تاکہ ہم آپ کے عشق تام سے استفادہ کرنے کے سبب جوار عشق الٰہی میں مقیم رہیں اور محبوب حقیقی کے نسیم قرب سے مشک و عنبر کی خوشبو حاصل کریں

ترجمہ و تشریح ۳۴۱ اور زمین و جنگل و پہاڑ و باغ کو اپنی جان مضطر کے لئے ذکر محبوب کے فیض سے حُلّۂ اخضر بنا لیں۔ یعنی سرسبز و شاداب بنا لیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۴۲ اور مثل لالہ کے شراب لامکاں سے (نور محبت و

معرفت حق سے) اپنے ہاتھ میں جام معرفت احمر (تیز والی) رکھیں

ترجمہ و تشریح ۳۴۳؎ اے مرشد! آپ کی جدائی میں کبھی دروازہ پہ کھڑا منتظر ہوں کبھی بالاخانہ سے جھانکتا ہوں جس کا حاصل یہ ہے کہ میں آپ کی جدائی سے بے حد مضطر ہوں۔ جب آپ کے چہرۂ انور کو دیکھوں گا تبھی آرام و قرار و سکوں پاؤں گا۔

ترجمہ و تشریح ۳۴۴؎ میرے دل کا شدت فراق میرا گریبان پھاڑے ڈالتا ہے اور مجھے مضطر کئے ہوئے ہے کہ میں کب اے مرشد آپ کا دامن ہاتھ میں پکڑوں۔

ترجمہ و تشریح ۳۴۵؎ یہاں ظاہری مفہوم مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر مرشد ظاہر الکرم ہوگا تو ایک ہاتھ میں ہمارے اس کی عنایت و کرم کا جام ہوگا اور ایک ہاتھ میں جام معرفت ہوگا۔

ترجمہ و تشریح ۳۴۶؎ اور اگر ساقی صوفی کا لباس و خرقہ پہن کر آئے گا تو میں بھی حاجی بن جاؤں گا اور راہ شام اس کی معیت میں اختیار کروں گا یعنی ہمراہی مرشد کی اختیار کروں گا۔ ساقی سے مراد مرشد ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۴۷؎ اور اگر ساقی میرے قلب میں مثل مرغ اڑے گا (یعنی یاد مرشد مجھے بے چین کرے گی) تو میں بھی صیاد بن کر چڑیوں کا شکار کروں گا۔ یعنی طالبان حق کو دعوۃ الی اللہ پیش کروں گا۔

ترجمہ و تشریح ۳۴۸؎ آیئے اے مرشد! آپ کے عشق نے تو مجھے دیوانہ کر دیا۔ اور اگر میں خزانہ تھا تو آپ کے عشق نے تو مجھے ویرانہ بنا دیا ہے۔ مراد یہ کہ آپ کی محبت نے مجھے میرے صفات علم و منطق

و فلسفہ سے بیگانہ کر رکھا ہے اور میری مذموم انا کو فنائے محمود بخشتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۴۹؎ آپ کی محبت سے میں اپنے مال و متاع اور گھر سے دست بردار ہو گیا ہوں آپ کے درد محبت سے میں ہمخانہ ہو گیا ہوں یعنی آپ کا درد محبت میرا ہمنشین و رفیق بن گیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۵۰؎ میری کاہلی و سستی تو حد سے گذر گئی تھی لیکن آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے مردانہ ہو گیا ہوں یعنی طاقت و چستی آگئی ہے ؎

ہر چند پیر و خستہ و بس ناتواں شدم
ہر گہہ نظر بروئے تو کردم جواں شدم

ترجمہ:۔ ہر چند میں بوڑھا و ناتواں اور خستہ ہوں لیکن جب آپ کو دیکھتا ہوں تو مثل جوان طاقتور ہو جاتا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۳۵۱؎ آپ کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں اور آپ کے لئے خود کو خود سے بیگانہ پاتا ہوں ؎

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد   فدائے یک تنِ بیگانہ کاشنا باشد

ترجمہ:۔ ہزار اپنے ہوں جو خدا سے بیگانے ہیں بے کار ہیں اور میں اس بیگانے پر فدا ہوں جو خدا کا آشنا ہے اگرچہ میرا وطنیت یا علاقائیت یا خاندان کا اس سے رشتہ نہیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۵۲؎ حضرت شمس الدین تبریزی کے فیض روحانی سے وہ جلال الدین رومی جو پہلے زاہد خشک تھا اب عاشق حق ہو گیا اور اخلاص و درد کی حلاوت سے اب ایمان و اسلام درجۂ احسان میں عطا ہو گیا ؎

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم　　تا غلام شمس تبریزی نہ شد

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں لفظ میخانہ سے مراد طریق عشق ہے جس کو وہ طریق زہد خشک کے مقابلے میں استعمال کرتے ہیں۔

انتباہ:- واضح رہے کہ ہر فن کو اس کے اصطلاحی لفظ سے سمجھنے کے بجائے محض لغت کے مفہوم کو بنیاد بنا کر بزرگوں کے کلام پر اعتراض کرنا شرعاً ظلم کے علاوہ عقلاً بھی ناانصافی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۵۳؎ جب حق تعالیٰ ہمارا کام اپنے کرم سے بنا دیتے ہیں تو پھر ہم اغیار کی خوشامد یا غیر حق میں مشغولی کیوں اختیار کریں۔ جب خالق شکر کی یاد سے میں حلاوت قرب حاصل کر رہا ہوں تو پھر شکر کو کیوں یاد کروں۔

ترجمہ و تشریح ۳۵۴؎ جب توفیق خداوندی سے میں اعمال قرب و رضا اختیار کر کے گلزار قرب میں ہوں تو پھر غیر حق کی طرف التفات کر کے کانٹوں کی طرف کیوں جاؤں اور میں رات کی خاطر مثل خفاش (شب پرست چڑیا چمگادڑ) کے ترک سحر یعنی روشنی سے روگردانی کیوں کروں۔

ترجمہ و تشریح ۳۵۵؎ بادہ معرفت پینے کے باوجود میرا سر عقل و حواس سے محروم ہونے کے بجائے اور صاحب عقل ہو گیا پس میں حق تعالیٰ کی محبت کے اس چمن و بہشت کو دنیا کے عوض کیسے نظر انداز کروں۔

انتباہ:- عقل کو دنیا کی شراب لعنت والی اڑاتی ہے اور جو خدا کے پاک بندے پیتے ہیں یعنی ذکر اللہ کی کثرت سے اور اتباع سنت کے اہتمام سے وہ خُم نبوت سے جو پیتے ہیں وہ پاک مے عقل کو نورانی اور کامل بناتی

ہے۔ اور پینے کا لفظ بھی یہاں مجازاً مستعمل ہوا ہے ورنہ پینے سے مراد صرف یہی ہے کہ کثرت ذکر و دوام ذکر سے جو ارواح و قلوب عارفینؒ و سالکین پر کیفیات خاصہ کا طریان ہوتا ہے اور جس کی لذت و مستی پر وہ حضرات ہفت اقلیم فدا کرنا چاہتے ہیں بلکہ جان بھی فدا کرنے کے لئے مضطر رہتے ہیں۔

ے دونوں عالم دے چکا ہوں میکشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی (مجذوبؒ)

اسی کو عارف رومیؒ فرماتے ہیں

نہ تنہا اندریں میخانہ مستم — ازیں مے ہمچو من بسیار شد مست
ازیں مے جرعۂ پاکاں چشیدند — جنید و شبلی و عطار شد مست

ترجمہ:۔(۱) میں ہی تنہا اس میخانہ میں مست نہیں ہوں اس جام معرفت سے بہت سے اولیا، ہماری طرف سرشار و مست ہیں۔

(۲) اس بادۂ معرفت سے پاک بندوں نے ایک جرعہ پیا ہے اور اسی سے حضرت جنید و شبلی و عطار مست ہوئے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۵۶ جب ہم نے کمر باندھ لی اس چاند کی تلاش کے لئے (یعنی وصول الی الحق کے لئے) تو پھر ہر ستارہ کی خاطر تلاش قمر کو کیوں ترک کروں۔ یعنی فانی حسینوں کے عارضی حسن کو دیکھ کر میں اگر حق تعالیٰ سے غافل ہوا تو میری مثال ایسی ہو گی کہ کوئی آفتاب کے عکس کو دیوار پر دیکھے اور دیوار کی روشنی پر فدا ہو جائے تو حیران اور غمزدہ کف افسوس ملتا ہوا اپنی رائگاں عمر پر نوحہ خواں ہو بس دنیا کے ان حسینوں کے حسن در اصل ہمارے امتحان کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے ایک مستعار عکس ہے کچھ دن کے بعد چہرہ کی چمک دمک خاک میں مل جاتی ہے اور شرمندگی کے سوا

کچھ حاصل نہیں پس جو حکم خدا سے اپنی آنکھیں ان حسینوں سے بچائے گا۔ مطابق وعدۂ حدیث دل میں خوشی اور حلاوت ایمان کی پاوے گا۔ اور جو ان کے حسن کو دیکھے گا وہ دشمن شیطان کے جال میں پھنس کر پریشان ہوگا۔ کیونکہ حدیث میں عورتوں کو شیطان کی رسیاں فرمایا ہے کہ شیطان اپنا شکار انھیں عورتوں کے ذریعہ کرتا ہے اور حسین لڑکے عورتوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ عورتوں سے تو کچھ آدمی کو بدنامی کا خطرہ ہوتا ہے اور لڑکوں سے بے خوف ملاقات آسان ہوتی ہے۔ آہ کتنے لوگ عشق مجازی کے عذاب میں مبتلا ہو کر اپنے اوپر سکون واطمینان اور آرام والی نیند کو حرام کر چکے ہیں حق تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

احقر کا شعر ان کے عارضی ہونے پر ملاحظہ ہو۔

انکے عارض کو لغت میں دیکھو کہیں مطلب نہ عارضی نکلے

آہ کتنے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے عورتوں یا لڑکوں کے عشق سے یا ہاتھ سے منی نکالنے کی خبیث عادتوں سے اپنے کو اس قدر تباہ کرلیا کہ وہ شادی کے قابل نہ رہے اور دنیا ہی میں ان کو سزا بھگتنی پڑی۔ اور پیشاب کے قطروں کی شکایت بھی ایسے لوگوں کو اس قدر ہوتی ہے کہ پاک رہنا مشکل ہوتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ بچہ جب دس سال کا ہو اسی وقت سے اس کو ان خبیث عادتوں سے اور ان کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا جاوے۔ ورنہ صحت کی محرومی کے ساتھ علم سے محرومی ہو جاتی ہے اور زندگی بھر تقویٰ حاصل ہونا نہایت مشکل ہو جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۵۷ دل تو زیادتی سخن سے افسردہ ہوگا اور خاموشی سے زیادہ سے زیادہ گمنامی ہوگی پس کیوں نہ راہ خطر سے

بچا جاوے جب کہ امن و بے خطر راہ سکوت کا ہے۔ یعنی کثرت کلام سے احتیاط چاہئے۔ مراد یہ کہ غیر مفید گفتگو سے بچے۔

ترجمہ و تشریح ۳۵۸/ جب آفتاب زمین کی آنکھوں سے روپوش ہوگیا تو رات سورج کی جدائی سے جامہ سیاہ پہن لیتی ہے اسی طرح قلب کے محاذات سے جب تجلی خورشید حق کا استتار ہو جاتا ہے تو سالک پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں ؎

بر دل سالک ہزاراں غم بُوَد　　　گر ز باغ دل خلالے کم بُوَد

ترجمہ:- سالک کے قلب پر ہزاروں غم ٹوٹ پڑتے ہیں جب اس کے باطنی نور کے باغ سے ذرا بھی کمی محسوس ہوتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۵۹/ آفتاب صبح طلوع ہوتا ہے تو دن کو نور کا لباس عطا ہوتا ہے آپ کا چہرہ میری روح کا خورشید ہے پس اے میری جان کے آفتاب! اپنے چہرہ کو میری محاذات سے محجوب نہ فرمائیے۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۰/ اے میری جان کے آفتاب! آپ کی دوری سے تو قلب میں ایسی تاریکی پیدا ہو جاتی ہے کہ خاک تیرہ کو بھی مجھ سے غیرت آتی ہے اور جب آپ کا نور پاک میری روح و قلب کو تاباں اور روشن کرتا ہے تو آسمان نیلی فام کے لئے میں رونق بن جاتا ہوں

ترجمہ و تشریح ۳۶۱/ آسمان اور زمین نے آپ ہی سے وجود اور رونق وجود پایا ہے پس ہماری بھی تربیت اپنے خصوصی کرم سے فرمائیے کہ روحانی اعتبار سے ہم لاغر ہیں یعنی اعمال و اخلاق میں نہایت نااہل ہیں ہمیں اچھے اخلاق و اعمال کی توفیق بخش دیجئے۔

"دربیان صحبت و مجالست مرشد کامل"

اشعار منتخب

شعر ۳۶۲ باز آدم خراماں تا پیش تو بمیرم
اے بار ہا خزیدہ در غصّہ و زحیرم

شعر ۳۶۳ من چوزمیں خشکم فضل تو ابر و مشکم
جز وعد تو نخواہم جز حفد تو نگیرم

شعر ۳۶۴ اے جانجان مستاں زنہار تنگدستاں
در جنت جمالت من غرق شہد و شیرم

شعر ۳۶۵ خوشتر اسیرے تو صد بار راز امیرے
خاص آں زماں کہ گوئی خستہ دلِ اسیرم

شعر ۳۶۶ خاکے بتو رسیدہ بہ از مہے دمیدہ
خاصہ دمے کہ گوئی کاے بینوا فقیرم

شعر ۳۶۷ خاکے بدم زیادت بالا گرفت خاکم
بے تو کجا روم من ہستی تو ناگزیرم

شعر ۳۶۸ تا خوان تو بدیدم ازاد از شریدم
تا پیش تو رسیدم از خویش در نفیرم

شعر ۳۶۹ در قعدہ ام سلامے اخر قرین من کن
تا بے سلام نبود ایں قعدۂ اخیرم

شعر ۳۷۰ من کف چرا نکو بم چوں در کف ست چو بم
من پا چرا نکوبم چوں بم شدست زیرم

شعر/ ۳۷۱ تبریز شمس دیں را از ما رساں تو خدمت
خدمت بہ مشرقے برکز روش مُستنیرم

شعر/ ۳۷۲ منم آں نیاز مندے کہ بتو نیاز دارم
غم چوں تو نازنینے بہزار ناز دارم

شعر/ ۳۷۳ توئی آفتاب و چشمم بجمال تست روشن
اگر از تو باز گردم بکہ چشم باز دارم

شعر/ ۳۷۴ غم دل نگویم اے جاں کہ سخن دراز گردد
کنم ایں حدیث کوتہ کہ رفیق راز دارم

"دربیان فیض مرشد کامل"

شعر/ ۲۷۵ بہ سفر توئی فتوحم بسحر توئی صبوحم
بدل توئی بہشتم بہ عمل توئی ثوابم

شعر/ ۲۷۶ گونید سوز آتش باشد نصیب کافر
محروم ز آتش تو جز بولہب ندیدم

شعر/ ۲۷۷ من بر دریچۂ دل بس گوش جاں نہادم
راز نہاں شنیدم دنداں ولب ندیدم

شعر/ ۲۷۸ بر بندہ ناگہانے کردے نثار رحمت
جز لطف بیحد تو آں را سبب ندیدم

شعر/ ۲۷۹ اے ساقی گزیدہ مانندت اے دو دیدہ
اندر عجم نیا بد اندر عرب ندیدم

شعر ۳۸۰ چنداں بریز بادہ کز خود شوم پیادہ
کاندر خودی ہستی غیر از تعب ندیدم

شعر ۳۸۱ جز در جمال شہرت جائے حزن نیامد
جز در خمول وحدت طائے طرب ندیدم

شعر ۳۸۲ اے شمس وُ اے قمر تو اے شہد واے شکر تو
اے مادر و پدر تو جز تو نسب ندیدم

شعر ۳۸۳ اے شاہ شمس تبریز اے اصل وفضل دلہا
بے بصرۂ وجودت من یک طب ندیدم

"در بیان عشق حقیقی"

شعر ۳۸۴ چو غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

شعر ۳۸۵ بقدم چو آفتابم بخرابہا بتابم
بگریزم از عمارت سخن خراب گویم

شعر ۳۸۶ ز جبین زعفرانی کر و فر لالہ گیرم
بسرشک ارغوانی صفت سحاب گویم

شعر ۳۸۷ چو ز آفتاب زادم بخدا کہ کیقبادم
نہ ز نیرّم نہ زہرہ نہ ز ماہتاب گویم

۳۸۸ چو برد دل زد ستم بکند خموش و مستم
چو بمن رسد حسامش سخن از قراب گویم

حل لغات - از غیاث اللغات، ہبر شک : قطرہ اشک، قراب : نیام تیغ، حَفد : جلد خدمت بجالانا، فتُوح : کشایش روزی و خوشی زیر : آواز باریک و پست، بم : آواز غلیظ و بلند، کیقباد : عظیم الشان بادشاہ ایران میں گذرا ہے، حسام : تلوار

ترجمہ و تشریح ۳۶۲۔ اے محبوب مرشد آپ کے پاس خراماں خوش خوش حاضر ہو گیا تا کہ آپ کے قدموں ہی میں مجھے موت آوے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

میں آپ سے دور رہ کر اپنے غصہ و دیگر روحانی بیماریوں میں تباہ ہو رہا ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۳۔ اے مرشد! میں مثل خشک زمین ہوں اور آپ کے عنایات و فیوض اور آپ کی قلبی دعائیں میری بنجر زمین قلب کے لئے ابر باراں ہے اور بوئے محبوب آپ سے پاتا ہوں بس آپ کے وعدۂ کرم اور آپ کی خدمات کے سوا مجھے کچھ نہ چاہیئے۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۴۔ اے مستان خدا کے جانجاں! ہم تنگدستوں سے یعنی تہیدامنوں سے جو اخلاق و اعمال سے صفر الید ہیں بے پروائی نہ فرمایئے۔ میں آپ کے روحانی جمال یعنی آپ کی نسبت مع اللہ کے بہاروں کے چمن میں غرق شہد و شیر ہوں۔ یعنی آپ کی نسبت اس قدر قوی النور اور متعدی ہے کہ ہماری جانیں بھی صاحب نسبت ہوئی جارہی ہے ؎

اے سوختہ جاں پھونکدیا کیا مرے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

ے قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل رکھدے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

ے جس قلب کی آہوں نے دل پھونکدیئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

انتباہ :۔ میرے مرشد حضرت شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مرشد کی محبت مفتاح ہے تمام مقامات سلوک کی یعنی پیر کی محبت سے حق تعالیٰ کے راستے کی منزلیں بآسانی طے ہو جاتی ہیں۔ مگر احقر عرض کرتا ہے مرشد سے مراد مرشد کامل ہے جس کی علامات یہ ہیں کہ سنت اور شریعت کا پورا پورا پابند ہو اور کسی بزرگ متبع سنت کا مجاز و خلیفہ ہو اور اس وقت کے صلحاء اس سے حسن ظن رکھتے ہوں اور اس کی مجلس میں بیٹھنے سے حق تعالیٰ کی محبت میں ترقی آخرت کی فکر گناہوں سے بے رغبتی۔ نیک اعمال کا شوق۔ دنیا کی بے وقعتی پیدا ہو جب ایسا مرشد مل جاوے پھر خدائے پاک کی طرف سے اس کو عظیم دولت و نعمت سمجھ کر شکر بجالاوے اور دل و جان و مال و متاع سے اس پر فدا و قربان رہے اور اصل حق مرشد کا اس کو اپنی ہر حالت نیک و بد سے آگاہ کرنا اور اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے ؎

شیخ کے حق تین ہیں رکھ ان کو یاد اطلاع و اتباع و انعقاد

ترجمہ و تشریح ۳۶۵؍ اے مرشد! سیکڑوں بار ترک سرداری کر کے آپ کی غلامی کی زنجیر میں گرفتار ہو کر مسرور و شاداں ہوں بالخصوص وہ وقت نہایت ہی قابل فخر و مسرت میرے لئے ہوتا ہے جب آپ کا کرم مجھے "اے خستہ دل اسیر" سے خطاب کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۶؍ اے خدا! جو خاکی تن آپ تک رسائی حاصل کرتا ہے

وہ اُس روشن قمر سے بہتر ہے جو فلک پر تاباں ہے بالخصوص جب آپ کا کرم اس خاکی تن کو اے بے نوا فقیر سے خطاب فرمائیں تو پھر آپ کے عاشقوں کو جو لطف آتا ہے وہ احاطۂ بیان و تحریر سے باہر ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۷ اے خدا! میں خاکی تھا آپ کی عنایات سے میری خاک آپ کے قربِ سے بالاتر ہو گئی۔ آپ کے بغیر میری زندگی موت ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۸ اے خدا! جب سے آپ کا خوان کرم روحانی مشاہدہ کر لیا تو آپ کے قرب کی لذت و حلاوت کے سامنے میں اپنا تن من کا ثرید بھول گیا۔ جب سے آپ کی تجلیات قرب کا مشاہدہ کیا اپنی ذات سے بے پرواہ ہوں یعنی خود کو بھول گیا۔

ترجمہ و تشریح ۳۶۹ اے خدا میں قعدہ میں ہوں (یعنی زندگی کا آخری حصہ ہے) پس میرے قعدہ کے آخری حصے کو سلام عطا فرمائیے میری زندگی کے قعدہ کو بے سلام نہ فرمائیے اور حسن خاتمہ مرحمت فرما دیجئے مراد یہ کہ جس طرح نماز کا خاتمہ سلام سے ہوتا ہے اس طرح میرا خاتمہ بھی اچھا کر دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۳۷۰ میں کیوں خوشی نہ مناؤں کہ جب ہاتھ میں آپ کے قرب کی نعمت ہے۔ میں جب پستی سے عبدیت کی بلندی پا رہا ہوں تو کیوں نہ خوشی سے کود دوں۔

ترجمہ و تشریح ۳۷۱ اے شمس دین تبریزی! مجھے اپنی خدمت کا موقع عنایت فرمائیے۔ میرے قلب کا چاند جس خورشید سے اخذ نور اور استفادۂ نور کر رہا ہے اس خورشید کی خدمت مجھے عنایت کیجئے۔

ترجمہ وتشریح ۳۷۲/ اے مرشد! میں صرف آپ ہی کا نیازمند ہوں اور اور آپ جیسے محبوب عبد کامل کی غلامی پر میں ہزاروں ناز کرتا ہوں۔

ترجمہ وتشریح ۳۷۳/ اے مرشد ہمارے باطن کے لئے آپ ہی آفتاب ہیں میری باطنی آنکھیں آپ ہی کے فیوض روحانی سے روشن ہیں اگر آپ سے محروم ملاقات ہوں گا تو یہ آنکھیں آپ کے علاوہ کس کو دیکھنا گوارا کریں گی۔

ارشاد حضرت حکیم الامت تھانویؒ :- فرمایا کہ شیخ کے ساتھ ایسا حسن ظن ہو کہ اُن سے بڑھ کر روئے زمین پر کسی اور کو اپنے لئے مفید نہ سمجھے - اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل فرمایا کہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک ہی مجلس میں اکابر اولیائے کرام سلف مثل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ و حضرت جنید بغدادیؒ و خواجہ معین الدین چشتیؒ وغیرہم بیٹھے ہوں اور اسی مجلس میں ہمارے پیر مرشد حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی بیٹھے ہوں تو میں سوائے حضرت حاجی صاحب کے اور کسی کی طرف نہ متوجہ ہوں گا کیونکہ ہماری روحانی پرورش تو انھیں کے ہاتھوں ہوئی - ہاں حضرت حاجی صاحبؒ اپنے اکابر کی طرف متوجہ رہیں کہ وہ سب ان کے بڑے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات اپنے مرشد کا کس درجہ ادب اور کس درجہ حسن اعتقاد رکھتے تھے۔

ترجمہ وتشریح ۳۷۴/ دل کا غم اے میری جان! اب نہ بیان کروں گا کہ مضمون دراز ہوا جاتا ہے اب اس گفتگو درد کو مختصر کرتا ہوں تاکہ انکو رفیق راز رکھوں۔

ترجمہ وتشریح ۳۷۵/ اے خدائے پاک! آپ ہی میرے لئے سفر میں فتوح

ہیں یعنی آپ ہی کا قرب مقصود اور باعث سرور ہے اور بوقت سحر آپ ہی کی یاد ہمارا جام صبوح ہے اور قلب میں آپ ہی کا تعلق میرے لئے بہشت ہے اور اعمال سے آپ ہی کی رضا ہمارا ثواب ہے۔

ترجمہ و تشریح
۳۷۶/ لوگ کہتے ہیں کہ آگ کافروں کے لئے ہے اور میں نے ابولہب کو سب سے بڑھ کر آپ کی آتش محبت سے محروم دیکھا۔

ترجمہ و تشریح
۳۷۷/ میں نے قلب کے دریچہ پر اپنی روح کا کان لگا رکھا ہے اور عالم قرب خداوندی کے اسرار مخفیہ کو ہاتف غیبی بے دندان وبے لب سے سنتا ہے۔

ترجمہ و تشریح
۳۷۸/ اس گنہگار بندہ پر اچانک حق تعالیٰ کی رحمت نے بارش فرمائی اے خدائے پاک اس رحمت کا سبب بجز آپ کے کرم ولطف کے اور کچھ نہیں۔

ترجمہ و تشریح
۳۷۹/ اے مرشد کامل شمس دین تبریزیؒ اس زمانہ میں آپ سے بڑھ کر بافیض ہم نے اپنی جستجو میں عرب وعجم کے اندر نہ پایا۔

ترجمہ و تشریح
۳۸۰/ اے مرشد مجھے اس قدر پلا دیجئے جام قرب وعرفان کو کہ میری انا فنا سے تبدیل ہو جاوے۔ کیونکہ تکبر اور خود بینی میں بجز عذاب روح ورسوائی کے میں نے کچھ نہ دیکھا۔

ترجمہ و تشریح
۳۸۱/ آپ ہی کے جمال کا غم دراصل غم جاودانی اور لذیز تر اور باعث کامرانی ہے (یہ غم دنیا میں کہیں نہیں ملتا بجز آپ کے خاصان سے) اور آپ کے ساتھ تنہائی میں ذکر وفکر کی مشغولی کے سوا دنیا میں کہیں عیش نہیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۸۲/ اے مرشد آپ ہی ہمارے شمس و قمر ہیں اور آپ ہی ہمارے شہد و شکر ہیں اور آپ ہی ہمارے روحانی ماں باپ ہیں آپ جیسا عالی نسب میں نے کہیں نہ دیکھا۔

ترجمہ و تشریح ۳۸۳/ اے شاہ شمس تبریز اے قلوب طالبین و سالکین کے لئے باب فضل و رحمت آپ ہمارے لئے معرفت کی کھجوروں کے بصرہ ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۳۸۴/ چونکہ میں آپ جیسے آفتاب کا غلام ہوں تو میں آفتاب کی روشنی کی باتیں کرتا ہوں نہ میں رات ہوں اور نہ رات کا غلام ہوں کہ خواب کی باتیں کروں۔

انتباہ:۔ یہ شعر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اکثر ان لوگوں کو لکھا کرتے تھے جو خوابوں ہی کے چکر میں مبتلا رہتے تھے اور ارشاد فرمایا کہ لوگ خواب سے بہت ڈرتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ہر رات کو خواب میں اپنے کو دوزخ میں جلتا ہوا دیکھے اور جاگتے ہوئے اعمال سنت و شریعت کے مطابق اختیار کرتا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ جنت میں جاوے گا۔ ہاں جب بُرا خواب دیکھے تو اٹھ کر بائیں طرف اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر تھتکار دے اور بے فکر ہو جاوے۔

ترجمہ و تشریح ۳۸۵/ جب میری رفتار سنت کے مطابق ہے تو میں سنت کے آفتاب سے ویرانوں میں بھی روشن ہوں اور میں عیش و تن پروری سے گریزاں گفتگوئے مجاہدات و خرابی تن کرتا ہوں کیونکہ ویرانی تن یعنی خواہشات کے قلعہ کو ڈھلانے ہی سے روح نور قرب خداوندی سے روشن ہوتی ہے گویا تعمیر روح موقوف ہے تخریب تن پر۔

ترجمہ وتشریح ۳۸۶ اے مرشد! آپ کی زعفرانی پیشانی سے میں گل لالہ کی شان وشوکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کے ارغوانی اشکِ محبت سے صفت سحاب بیان کرتا ہوں

حکایت:- ہمارے مرشد حضرت اقدس پھولپوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ دونوں ہاتھوں سے اپنے آنسوؤں کو تمام چہرہ اور آنکھوں پر ملتے ہوئے تمام داڑھی پر مل لیا کرتے تھے۔ اور یہ ارشاد اس وقت فرماتے جب اپنے آنسوؤں کو اسی طرح چہرۂ مبارک پر ملتے۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ حکایت صحابہ مؤلفہ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم میں یہ روایت منقول ہے کہ خدا کے خوف سے نکلے ہوئے آنسو جہاں تک لگ جاویں گے دوزخ کی آگ اس حصے پر حرام ہوگی اور اسی روایت کے پیش نظر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ آنسوؤں کو چہرہ اور داڑھی پر مل لیا کرتے تھے۔

حکایت:- ایک بار حضرت مرشدنا پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف پڑھانے مدرسہ بیت العلوم جا رہے تھے راستے میں تلاوت شریف کا معمول تھا درمیانِ تلاوت توقف فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ حکیم اختر! جب دعا میں رونا آجائے تو سمجھ لو کہ دعا قبول ہوگئی۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے مگر قبولیت کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) دنیا ہی میں اسی وقت عطا ہوجاوے (۲) دنیا میں ملے مگر تاخیر سے ملے (۳) دنیا میں نہ عطا ہو آخرت میں عطا فرمائیں اور وہ رحیم وحکیم ذات اپنے بندوں کی تربیت کی حکمتوں سے زیادہ باخبر ہے۔

حکایت:- حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک بزرگ نے فرمایا کہ مجھے اپنی دُعا کی قبولیت کا پتہ چل جاتا ہے لوگوں نے پوچھا

کہ وہ کس طرح فرمایا کہ جس دعا میں بدن کے بال کھڑے ہو جائیں دل دھڑکنے لگے اور آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں تو سمجھ تو کہ وہ دُعا مقبول ہوتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۸۷/ جب میری پرورش روحانی آفتاب دین (شمس الدین تبریزیؒ) سے ہوئی ہے تو میں بخدا کیقباد سے (جو عظیم الشان بادشاہ ایران میں گذرا ہے) کم نہیں ہوں یعنی نسبت مع الحق کی دولت بڑی دولت ہے کیقباد کیا ہفت اقلیم کی دولت بھی اس کے سامنے بے وقعت ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۸۸/ جب میرے مرشد نے میرا دل خرید لیا تو مجھے خاموش رہنے کا حکم دے رہا ہے اور میں مست ہوں کیونکہ جب میرے مرشد کی طرف سے تیغ محبت مجھ تک واصل ہو چکی ہے تو میں اب میان تیغ کی گفتگو کروں گا۔ یعنی جس طرح تیغ میان میں ہوتی ہے اور آپس میں علاقہ ظرف و مظروف کا ہوتا ہے اسی طرح میرا دل اپنے مرشد کے لئے مثل میان کے ہے اور وہ میرے دل میں ہیں۔

"حقائق و اسرار و معارف"

اشعار منتخب

شعر ۳۸۹/ خبرے اگر شنیدی زجمال حسن یارم

سرمست گفتہ باشم من زیں خبر ندارم

شعر ۳۹۰/ تو بیاز ما گلے را بتگ زمیں نہاں کن

بہ بہار سر بر آرد کہ من آں قمر عذارم

شعر ۳۹۱/ ہمہ پردہا بدراں دل خفتہ را بپراں

ہلہ اے تو اصل اصلم بجناب تو مطارم

شعر ۳۹۲؎ بخدا کہ روز نیکوز پگہ پدید باشد
که در آید آفتابش بوصال درکنارم

شعر ۳۹۳؎ تو خموش کن کہ سوسن بکند حکایت گل
بر شاہدان گلشن کہ رسید نو بہارم

شعر ۳۹۴؎ چوں رسید شاہد من بر مدز من قرارم
چو مقابل من آمد بزند بدل شرارم

شعر ۳۹۵؎ چوں گذر کنی خراماں بقد چو سرو ناز اں
بشوم ز دست حیراں پئے تو فغاں برآرم

شعر ۳۹۶؎ بخدائے کن تو لطفے بمزید پیش چاکر
کہ ہراں دلے کہ بردی بمزید جاں سپارم

شعر ۳۹۷؎ واگر برم نیائی تو زود در سر بجنباں
بعنایتم نظر کن کہ کنی امید وارم

شعر ۳۹۸؎ زمن ایں ہمہ شنیدی تو وناشیدہ کردی
بر بہانہ چشم بستی چہ کہ میل خواب دارم

شعر ۳۹۹؎ بنشاندم بہ پیشت کنندم انیس وخویشت
برسد دوائے دردم برسد گلت بخارم

شعر ۴۰۰؎ شدم اے نگار خامش چو دگر نماند طاقت
کہ زروئے ہمچو بدرت چو ہلال سر برآرم

شعر ۴۰۱؎ برخ چو آفتابت بحلاوت خطابت
کہ ہزار سالہ رہ میرود آہ گرم سردم

شعر ۴۰۲ یارب چه کار کردم شیرے شکار کردم
در سینه از پئے او صد مرغزار دارم

شعر ۴۰۳ من خود اگر گریزم با عشق می ستیزم
گوید کجا گریزی من با تو کار دارم

شعر ۴۰۴ بگذر ازیں عناصر ما را خدا است ناصر
در جان ماست ناظر گر اضطرار دارم

شعر ۴۰۵ چو قضا به سخره خواہد که به سبلتے بخندد
سنگ لنگ را بگوید که برس درین شکارم

شعر ۴۰۶ چو دانه که بمیرد ہزار دانه شود
شدم بفضل خدا صد ہزار چوں مردم

شعر ۴۰۷ رہد ز تیر فلک وز سنان بہرامش
ہر آں مرید که او را بعشق پروردم

شعر ۴۰۸ بغم فرو نشوم یا ز سوئے یار روم
بداں بہشت و گلستان و سبزه زار روم

شعر ۴۰۹ نمی شکیبد ماہی ز آب من چه کنم
چو آب سجده کناں سوئے جوئبار روم

شعر ۴۱۰ زداد عشق بوُد کار و بار سلطاناں
بعشق ور نروم در کدام کار روم

شعر ۴۱۱ چو شاه عشق فرستد سگاں خود به شکار
بعشق دل بدہان سگاں شکار روم

شعر ۴۱۲/ جہاں عشق بزیرلوائے سلطانیست
چواز رعیت عشقم بداں دیار روم

شعر ۴۱۳/ جواز مفخر افاق شمس ملت وملک
بہشت عدن بُوَد ہمدراں جوار شوم

"دربیان اثار تجلیات در کائنات"

شعر ۴۱۴/ ہمہ جمال تو بینم چو چشم باز کنم
ہمہ شراب تو نوشم چو لب فراز کنم

شعر ۴۱۵/ چو پر و بال بر آرم زشوق چو کیواں
بہ مسجد فلک ہفتمیں نماز کنم

شعر ۴۱۶/ حرام دارم با دیگراں سخن گفتن
دگر حدیث تو یا بم سخن دراز کنم

شعر ۴۱۷/ زخار بند خیالت چو خار چیں گردم
ز نرگس و گل وصد برگ احتراز کنم

شعر ۴۱۸/ ہزار گونہ بلنگم بہسر رہم کہ برتد
رہے کہ آں بسوئے تست ترکتاز کنم

شعر ۴۱۹/ چو آفتاب شوم آتشیں ز گرمی دل
چو ذرہا ہمہ راست وعشقباز کنم

شعر ۴۲۰/ ز آفتاب وز مہتاب بگذرد نورم
چو روئے خود بہ شہنشاہ دلنواز کنم

شعر ۴۲۱/ بدید عشق مرا گفت من ہمہ نازم
ہمہ نیاز شو آن لحظہ کہ ناز کنم

شعر ۴۲۲ چو ناز را بگذاری ہمہ نیاز شوی
من از برائے تو نازم ہمہ نیاز کنم

شعر ۴۲۳ نہ گفتمت مرو آنجا کہ آشنات منم
دریں سرائے فنا چشمۂ حیات منم

شعر ۴۲۴ وگر بجد بگریزی ہزار سال از من
بعاقبت بمن آری کہ منتہات منم

شعر ۴۲۵ نہ گفتمت کہ منم بحر تو یکے ماہی
بیا کہ قوت پرواز پرو پاتٔ منم

شعر ۴۲۶ ز ہر طرف بجہد بیقرار یعقوبے
کہ بوئے پیرہن یوسفے بیافت مشام

شعر ۴۲۷ یکے شدیم من و عشق ہمچو شیر و شکر
بیاد آں شہہ تبریز شمس دیں کہ سلام

شعر ۴۲۸ تن را چو مشتے خاک داں در زیر او دریائے خوں
گرچہ زبیروں ذرّہٗ صد آفتابے از درد ل

ترجمہ و تشریح ۳۸۹ / ۱۔ مخاطب اگر تو نے مجھ سے میرے محبوب مرشد شمس الدین ؒ کے کمالات کا بیان سنا ہے تو میں نے دیوانگی اور وارفتگی میں بیان کیا ہوگا مجھے اپنے مضمون بیان کی کچھ خبر نہیں

ترجمہ و تشریح ۳۹۰ / تو بھی اے مخاطب اگر میرے گل (مرشد کی محبت) کو اپنے قلب کی زمین میں پوشیدہ کرلے تو تیرے اندر سے بہار معرفت و محبت الٰہیہ رونما ہوکر میرے شمس کی کرامت کا اظہار کرے گی

کہ میں فلاں قمر عذار کا فیض ہوں۔ (عذار۔ رخسار۔ بکسر عین)

ترجمہ و تشریح ۳۹۱/ تمام پردوں کو چاک کردو اور سوئے ہوئے دل کو بیدار کردو اور خوب سن لیجئے کہ آپ ہی ہمارے اصل کے بھی اصل ہیں پس آپ ہی کی طرف ہماری پرواز کی جگہ ہے۔ (ہلہ دراصل ہلا کا مخفف ہے کلمۂ تنبیہ ہے)

ترجمہ و تشریح ۳۹۲/ بخدا کہ وہ دن نہایت مبارک اور اچھا ہوگا کہ جس دن کی صبح کو میرے محبوب مرشد کا آفتاب کرم مجھ سے قریب تر ہوگا۔

(پگہ: پگاہ کا مخفف ہے صبح فجر)

ترجمہ و تشریح ۳۹۳/ اے رومی! تو خاموش ہو جا کہ تیرا حال خود فیضان شمس تبریزی کو آشکار کر رہا ہے جس طرح کہ سوسن بزبان حال گلہائے چمن کی بہار نو کو بیان کرتا ہے۔

(شاہدان: جمع شاہد، محبوب: مراد گلہائے چمن یا محبوبان چمن)

ترجمہ و تشریح ۳۹۴/ جب میرے مرشد شمس تبریزی میرے پاس ہوتے ہیں تو ان کے آتش عشق حق کے انعکاس فیض سے میرا قرار و سکون اڑ جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے قلب کی آگ کو میرے قلب کے مقابل رکھ کر میرے اندر عشق کی چنگاریاں اڑاتے ہیں ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

(مجذوب)

ترجمہ و تشریح ۳۹۵؎ اے محبوب مرشد! جب آپ خراماں میرے پاس مثل سروِ نازاں کے تشریف لاتے ہیں تو میں بیخود و حیران آپ کو دیکھ کر غلبۂ خوشی سے نالہ و فغاں بلند کرتا ہوں۔ اس کو خوشی کا رونا کہتے ہیں جس کو اہلِ ذوق اور اہلِ عشق خوب سمجھتے ہیں جس طرح ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خبر سن کر رونے لگے کہ اُبیؓ حق تعالیٰ نے تمہارا نام لے کر یہ فرمایا ہے کہ میں تمہیں سورۃ بیّنہ سناؤں۔ علماء فرماتے ہیں کہ بندہ کے لئے کس قدر مقامِ مسرت ہے کہ خالقِ کائنات مولائے کریم اس کا نام اپنی زبان سے لیں۔ پس اس وقت یہ رونا خوشی کا رونا تھا۔

ترجمہ و تشریح ۳۹۶؎ بخدا اے مرشد شمس تبریزی! آپ اپنے اس غلام رومی پر اور عنایت مزید فرمائیے کہ آپ نے جو دل میرا لیا ہے اس سے بھی بڑھ کر ہم آپ پر جان قربان کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب مجذوبؒ ہندی اپنے مرشد حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے کانپور سے روانگی پر تانگہ کے پیچھے پیچھے وارفتہ و دیوانہ وار دوڑ رہے تھے حالانکہ اس وقت وہاں وہ ڈپٹی کلکٹر تھے لیکن عشق دشمنِ ناموس اُن پر حکمرانی کر رہا تھا۔ اسی حال میں یہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے ؎

دلربا پہلو سے اُٹھ کر اب جدا ہونے کو ہے　　کیا غضب ہے کیا قیامت ہے یہ کیا ہونے کو ہے

اک ذرا ٹھہرو کوئی تم پر فدا ہونے کو ہے

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے امیر خسروؒ تھے آہ یہی عشق جب مجاز میں مبتلا ہوتا ہے تو دونوں جہان میں رُسوا ہوتا ہے کیونکہ وضع الشی علی غیر محلّہٖ کے سبب وہ عاشق ظالم ہوتا ہے جو غیر حق یا غیر اہلِ حق پر دل و جان فدا کرتا ہے۔ دل و جان کا یہ قیمتی سرمایۂ عشق و محبت کا حب محبوب حقیقی تعالیٰ شانہٗ اور

اور اللہ والوں پر فدا ہوتا ہے تو یہ عاشق دونوں جہان میں بامراد و کامران اور بہار جاوداں سے مالا مال ہوتا ہے ۔ اب کوئی کہے کہ بدون دیکھے اللہ تعالیٰ سے محبت کیسے ہو سکتی ہے اس کا جواب اس حکایت میں ملاحظہ کریں ۔

حکایت :۔ ایک شخص نے حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ سے عرض کیا کہ میں اپنے قلب میں حق تعالیٰ شانہ کی محبت محسوس کرتا ہوں مجھ کو تعجب ہے کہ بدون دیکھے یہ محبت کیسے ہو گئی ارشاد فرمایا کہ محبت کے لئے دیکھنا شرط نہیں دیکھو تم اپنی جان سے محبت محسوس کرتے ہو حالانکہ جان کو کبھی دیکھا نہیں ۔

؎ گر تو او را می نہ بینی در نظر فہم کن اما باظہار اثر (رومی)

اگر تو خدا کو نہیں دیکھتا تو خدائے پاک کی نشانیوں میں غور کر ۔

حکایت :۔ ایک بدوی سے کسی منکر خدا نے پوچھا کہ تو خدا کو بدون دیکھے کس طرح پہچانتا ہے ۔ اس نے جواب دیا کہ البعرۃ تدُلُّ علی البعیر اونٹ کی مینگنیاں گواہی دیتی ہیں کہ ابھی ادھر سے اونٹ گیا ہے اور بدون دیکھے اونٹ پر یقین کرتے ہیں ۔ فکیف أرضٌ ذاتُ فجاجٍ وسماءٌ ذاتُ بروجٍ لا تدُلُّ علی اللطیف الخبیر پس زمین کشادہ راہوں والی اور آسمان برجوں والا اس لطیف و خبیر ذات پاک پر کیونکر نہ گواہی دے گا ؎

کہے دیتی شوخی نقش پا کی ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے

ہر ایک ذرہ میں اس کو ہی دیکھتا ہوں

دلیل صانع کی صنعت میں دیکھتا ہوں (اختر)

اور عشق مجاز فانی اور عارضی ہوتا ہے آج جن کی زلف مشکبار عقل بر ہے بڑھاپے میں وہی زلف بڈھے گدھے کی دم معلوم ہو گی ؎

آخر او دُمِّ زشتِ پیر خر (رومی)

اے بسا خوش رنگ چہ عیاں دارند

زہر سیرت دروں نہاں دارند (اختر)

ترجمہ:۔ اے لوگو! بہت خوش رنگ چہرے ظاہر میں اچھے معلوم ہوتے ہیں لیکن اندر زہریلے اخلاق بھرے ہوتے ہیں ؎

غیر حق را گر کُنی اندر نظر شد یکے محتاج محتاج دگر (اختر)

یعنی عاشق غیر غلام در غلام ہو جاتا ہے اور مرشد کی محبت چونکہ اللہ کے لئے ہوتی ہے اس لئے اس کو غیر سمجھنا نادانی ہے محبت للحق بھی بالحق ہی میں داخل ہوتی ہے ــــ اور یہ محبت مجازی نہیں بلکہ حقیقی ہے اور شرعاً مطلوب و محبوب ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۹۷ اے مرشد! اگر آپ کو میرے قریب قیام کا موقع نہیں تو آپ دور سے اپنی دعائے خصوصی اور توجہ خاص سے ہماری روح پر عنایت فرمائیے اور ہم کو مایوس نہ فرمائیے۔

حکایت:۔ احقر نے اپنے مرشد حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ فرماتے سُنا کہ قاز ایک چڑیا ہے جو انڈے دے کر دور پہاڑوں پر چلی جاتی ہے اور ہزاروں میل سے توجہ اپنے انڈوں کو پہنچاتی ہے اور ان سے بچے نکل آتے ہیں تو اولیائے کرام کی روحانی توجہات اور دُعائیں مریدین کے بُعد حسی کے باوجود اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ البتہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ کچھ مدت ایک دفعہ شیخ کی خدمت و صحبت میں رہ لینا ضروری ہے جسکی مدت ۶ ماہ ہے ورنہ ۴۰ دن تو ضرور ہی رہ لینا چاہئے پھر خط و کتابت سے کام چل جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۳۹۸ اے مرشد! آپ نے میری داستان درد سنی اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سنا ہی نہیں۔ اور نیند کے

غلبہ کا بہانہ فرمادیا۔

حکایت :۔ محبت کے اس عنوان کی تشریح کے لئے حکایت ہے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ خانقاہ تھانہ بھون میں اپنے مرشد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھے جب حضرت والا کی طرف دیکھتے حضرت غایۃ حیا سے نظر دوسری طرف کر لیتے اور جب خواجہ صاحب نظر نیچی کرتے تو حضرت ان کی طرف نظر فرماتے حضرت خواجہ صاحب نے شیخ کی اس ادا کو اس طرح بیان کر دیا ہے

جب میں دیکھوں گا ہٹا لی جائے گی ۔ یو نظر تو مجھ پہ ڈالی جائے گی

ترجمہ و تشریح ۳۹۹ میرا مرشد شمس تبریزی مجھے اپنے سامنے بٹھاتے ہیں اور مجھے مانوس و اپنا بناتے ہیں اور ان کی اس عنایت سے میرے درد ہجر کو دوا، وصال (قرب حق) عطا ہوتی ہے اور اس طرح اے مرشد آپ کے اخلاق حمیدہ میرے اخلاق رذیلہ کو بھی اخلاق حمیدہ بنا رہے ہیں یعنی آپ کا گل میرے خار کو متاثر کر رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۰۰ اے مرشد! میں آپ کے سامنے خاموش ہوتا ہوں گبول، کہ آپ جیسے بدر کامل کے سامنے ہلال کی طرح میں کیسے سر نمودار کروں۔

ترجمہ و تشریح ۴۰۱ آپ کے آفتاب جیسے چہرۂ نورانی (جیسا کہ ہر صاحب نسبت کا ہوتا ہے) اور آپ کے نورانی ارشادات کے فیض سے حق تعالیٰ کے ہزاروں سال کا راستہ میری آہ گرم داہ سرد طے کر لیتی ہے۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے مرشد صاحبِ نسبت کے ساتھ رہ کر بہت جلد حق تعالیٰ کا راستہ تھوڑی عبادات اور ذکر و شغل سے بھی طے ہو جاتا ہے اور اس پر تمام اولیائے امت کا اجماع ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۰۲ یارب میں نے عشق کا درد لیکر گویا شیر کا شکار کیا ہے اور اپنے سینے میں اپنی تمناؤں کے چراگاہ اور سبزہ زار کو اس کے حوالے کر دیا یعنی عاشق کا فرض ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے سوا تمام تمناؤں کو نظر انداز کر دے ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی　　　اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

حکایت:۔ خواجہ صاحبؒ نے یہ شعر پڑھا تو حضرت حکیم الامت تھانویؒ کو وجد آگیا اور مسرور ہو کر فرمایا کہ اگر میرے پاس ایک لاکھ روپیہ ہوتا تو میں اس شعر پر آپ کو ہدیہ دیتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت تھانویؒ نے اس نعمت کو قلب میں محسوس کر کے اس کے شکریہ کے طور پر یہ ارشاد فرمایا۔

ترجمہ و تشریح ۴۰۳ اگر میں اس ظالم عشق سے جان چھڑا کر بھاگنا چاہتا ہوں تو مجھے یہ آواز دیتا ہے کہ کہاں جاتا ہے مجھے۔ تجھ سے کام ہے۔ یعنی یہ جنم روگ ہے زندگی بھر کے لئے خریدتا ہے۔

تمام عمر ترے درد محبت نے مجھے (اختر) کسی سے دل نہ لگانے دیا گلستاں میں

پابند محبت کبھی آزاد نہیں ہے　　　اس قید کی اے دل کوئی میعاد نہیں ہے

(مجذوبؒ)

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو یہاں تک کہ موت آپہنچے۔

ترجمہ و تشریح ۴۰۴ عشق کے مجاہدات سے جسم کے لاغر و ضعیف ہونے پر مولانا فرماتے ہیں کہ اے عاشق تو عناصر کے تحفظ سے بے پروا ہو جا کہ عاشقوں کا خدا ناصر ہے ؎

گر قضا سو بار قصد جاں کند   ہم قضا جانت دہد درماں کند (رومیؒ)

ترجمہ:- اگر قضا سو بار تیری جان پر بلائیں ڈال کر تیری جان کا قصد کرتی ہے تو قضا ہی تجھے جان بھی عطا کرتی ہے اور تیرا درمان بھی کرتی ہے۔ بلکہ ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را   ہر زماں از غیب جان دیگر ست (اخترؔ)

گئی وہ بھول جمالِ رخِ مہ و انجم   مری نظر جو رُخِ آفتاب سے گذری

پس اگر ہم عشقِ حق کے لئے اپنی جان و تن کو طاعات میں فدا کر رہے ہیں اور اس راہ میں مجاہدات سے جو ہماری جان میں اضطراب ہے تو حق تعالیٰ ہماری جان پر نظرِ عنایت رکھتے ہیں پس کیا غم۔

ترجمہ و تشریح ۴۰۵۔ جب قضا چاہتی ہے کہ میرا تکبر خاک میں ملا دے اور میری مونچھوں کے متکبرانہ تاؤ کو نیچا دکھا دے تو ایک لنگڑے کتے کو اشارہ کر دیتے ہیں کہ وہ ہم کو شکار کرے ؎

بھلا اُن کا منہ تھا مرے منہ کو آتے   یہ دشمن انھیں کے اُبھارے ہوئے ہیں

نکلنے نہ دو ہائے تم کوئی ارماں   چلو ہم بھی دل اپنا مارے ہوئے ہیں

(حضرت مجذوبؒ)

حل لغت: سَبَلَت (موئے لب مونچھ)

ترجمہ و تشریح ۴۰۶۔ جب ایک دانہ زمین کے نیچے اپنے کو مٹا دیتا ہے تو وہ ہزار دانے ہوتے ہیں۔ اسی طرح میں اپنے کو جب مٹا دوں گا (یعنی اپنی خواہشات نفسانیہ کو مرضیاتِ الٰہیہ کے تابع کر دوں گا) تو میں خدائے پاک کے فضل و کرم سے قائم مقام سو ہزار ہو جاؤں گا یعنی روحانیت اور عروجِ انسانیت کے اعتبار سے فانی فی اللہ لاکھوں باقی بالنفس سے افضل ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۰۷۔ وہ شخص فلک کے تیز اور اس کے مریخ کے سنان (نیزہ)

سے خلاصی پاتا ہے جس مُرید کو میں نے عشق سے پرورش کیا ہے۔ مراد یہ کہ جس مرید کی تربیت شیخ کامل درد محبت سے کرتا ہے وہ حق تعالیٰ کی نہایت قوی نسبت سے مشرف ہوتا ہے اور وہ عاشق حق، حق تعالیٰ کی خاص عنایت کے سایہ میں حوادث کائنات سے بے فکر اور مطمئن ہوتا ہے۔

حل لغت ۔ بَہرام : عراق کے ایک عادل اور سخی بادشاہ کا نام ہے۔ نیز فارسی میں مریخ ستارہ کا نام ہے جو فلک پنجم پر ہے (از غیاث)

ترجمہ و تشریح ۴۰۸/ میں غم سے صاحب فراش نہ بنوں گا میں سوئے مسجد جاؤں گا اور بارگاہ حق میں فریاد کروں گا اور حق تعالیٰ کا قرب میرا بہشت و گلستاں و سبزہ زار ہے اس طرح وہ غم سبب قرب حق ہو جاتا ہے جو غفلت دور کر کے خدا سے مناجات و فریاد کے لئے مضطر کرتا ہے ؎

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے

مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے (اخترؔ)

ترجمہ و تشریح ۴۰۵/ یعنی اضطرار سے روح و قلب حق تعالیٰ سے اس طرح وابستہ ہوتے ہیں کہ آسمان کے حجابات گویا کہ ختم ہو جاتے ہیں ؎ مبارک تجھے اے مری آہ مضطر

کہ منزل کو نزدیک تر لا رہی ہے

؎ میرا پیام کہدیا جا کے مکاں سے لامکاں

اے مری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا (اخترؔ)

میں کیا کروں کہ مچھلی کو پانی سے صبر نہیں آسکتا اور میری روح بھی مچھلی ہے اور اس کا پانی حق تعالیٰ کا قرب ہے پس جس طرح پانی نشیب کی طرف سجدہ کرتا ہوا جوئبار سے جا ملتا ہے میں بھی اپنے محبوب کی طرف سرنگوں بہا جا رہا ہوں۔

حل لغت ۔ جوئبار: جہاں بہت سی نہریں جمع ہوتی ہیں

ترجمہ و تشریح ۲۱۰/۴ حق تعالیٰ کا عشق سلطانی کاروبار عطا کرتا ہے یعنی ذکر و فکر کی لذت عطا کرتا ہے جو ہفت اقلیم اور تمام کائنات کی لذت سے افضل ہے بلکہ اس لذت کے بدون تو عاشقوں کا جینا محال ہے پس اگر کاروبار عشق کی طرف میں نہ جاؤں تو پھر اور کون سا کام کروں ؟

نہ ہو ذکر حق نہ ہو فکر حق تو یہ جینا جینا حرام ہے (اختر)

ہر لمحۂ حیات گذارا ہم نے آپکے نام کی لذت کا سہارا لیکر (اختر)

انتباہ:۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بال بچوں کے حقوق سے بے پروا ہو کر ہر وقت ذکر میں لگا رہے یا حلال روزی میں نہ لگے الخ اشعار سے صرف مراد یہ ہے کہ ضروری کاموں سے فارغ ہونے کے باوجود اوقات زندگی رائگاں نہ کریں اور ذکر و فکر میں لگ جاویں اور اللہ والوں کے پاس حاضری دیں البتہ بال بچوں کے ساتھ اور حلال روزی کے مشاغل میں بھی باخدا رہیں یعنی حق تعالیٰ کی یاد کی خلش قلب میں چبھتی رہے کہ کب فارغ ہوں اور ان کی یاد میں لگیں۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ حلال روزی کمانے کے لئے اگر لے امرود کہتا ہے یا لے سیب کہتا ہے تو سبحان اللہ کا ثواب مل رہا ہے اور اگر اخلاص نہ ہو صرف دکھاوے کے لئے یا طلب دنیا کے لئے کہ لوگ مجھے عابد و فقیر سمجھیں یا لوگ دنیا کا مال و نذرانہ پیش کریں اس نیت سے سبحان اللہ کوئی کہتا ہے تو گناہ لکھا جاتا ہے ۔ حق تعالیٰ ہم سب کو اخلاص اور فہم سلیم عطا فرمائیں۔ آمین ۔

ترجمہ و تشریح ۲۱۱/۴ اگر وہ سلطان عشق شکار کے لئے اپنے کتوں کو چھوڑتا ہے

تو میں اُن کتوں کے منہ میں دل سے شکار ہونے کو انھیں کی طرف بھاگوں گا۔
مراد یہ کہ جس طرح شکاری جس جانور کا شکار کرتا ہے تو اسے کچھ پریشان ہر طرف سے کرتا ہے تاکہ نشانہ کی طرف بھاگ کر آجاوے پس اسی طرح اگر وہ محبوب حقیقی ہمارے شکار کے لئے ہمارے اوپر پریشانیاں بھیجتا ہے کہ یہ روتا ہوا مسجد میں بھاگ کر آئے اور غفلت سے باز آئے تو میں خوش خوش اس بلا کو نعمت سمجھونگا کہ یہ بلا نہیں دراصل یہ کمند محبت ہے ارے یہ محبت کی رسی ہے مجھ نالائق کو اسی رسی میں باندھ کر اپنا بنانا چاہتے ہیں ؎

اسی کو غم بھی دیتے ہیں جسے اپنا سمجھتے ہیں

انتباہ :- ہر بلا سے عافیت کی دُعا بھی مانگنا چاہئے اور اگر قضاء الٰہی سے آجاوے تو صبر و تسلیم سے پریشان نہ ہو دُعائے عافیت و استغفار کی کثرت کرتے ہوئے اس میں اپنے لئے حکمت خیر کی سوچتا رہے۔ عنقریب پھر حق تعالیٰ اس بلا کو بھی دور فرما دیتے ہیں۔ کیونکہ علاج مقصود ہے جب وہ حاصل ہو جاوے گی بلا بھاگ جائے گی۔ ہاں اگر علاج کبھی طویل ہوتا ہے یا رفع درجات کے لئے تاخیر ہو تو گھبراوے نہیں۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام چالیس برس تک حضرت یوسف علیہ السلام سے ملنے کی دُعا فرماتے رہے اور مایوس نہ ہوئے حق تعالیٰ کی رحمت کے برابر امیدوار رہے۔ یہ سبق ہے ان لوگوں کے لئے جو بہت جلد قبولیت دُعا کے آثار نہ دیکھنے سے مایوس ہونے لگتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۲۴؎ عشق کا جہاں سلطانی جھنڈے کے نیچے آباد ہے اور جبکہ میں عشق کی رعایا ہوں تو دیارِ عشق ہی کی طرف میں جاتا ہوں۔ مراد یہ کہ عشق خدا ہی سے بندوں کی عزت ہے عبد المالک کو اپنے مالک کی محبت و اطاعت ہی میں لگنا چاہئے اور اسی صورت سے

مالک کی رضا وعنایت حاصل ہوگی۔

ترجمہ و تشریح ۱۳۷ میں اس زمانے کے قطب حضرت شمس تبریزی کے جوار و قرب میں رہوں گا کیونکہ وہ قوم و ملک کے اس وقت آفتاب ہیں اور مجھے اُن کے پاس ایسا سکون ملتا ہے کہ جیسے جنت زمین پر اتر آئی یعنی ذکر خالق جنت کے فیض سے ذاکر حق کو لطف جنت دنیا ہی میں محسوس ہونے لگتی ہے ؎

میں دن رات رہتا ہوں جنت میں گویا
مرے باغ دل میں وہ گلکاریاں ہیں (مجذوبؒ)

انوکھے ساغر ہیں جن سے مجھ کو مئے محبت پہنچ رہی ہے
کہ جیسے مجھ تک نزول کرکے بہار جنت پہنچ رہی ہے (احسن)

حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ زبردست عاشق حق اور عارف حق تھے اس لئے مولانا رومی کو اُن سے بڑا فیض ہوا۔

حکایت:۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے کہ مولانا رومیؒ مثنوی شریف میں حضرت شمس تبریزیؒ کے نام پر مست ہو جاتے ہیں اور شہر تبریز کی شان میں کئی اشعار لکھ گئے۔ ارشاد فرمایا کہ مولانا کو اُن سے بے حد روحانی مناسبت تھی اور حضرت شمس کے فیض سے مولانا کو چند مختصر مدّت میں اس قدر قوی نسبت عطا ہو گئی جو سیکڑوں برس کے مجاہدات واذکار واشغال سے عطا ہوا کرتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے پیر کے اس درجہ گرویدہ اور اولیائے کرام کے شیفتہ و فریفتہ ہو گئے۔

ارشاد حضرت پھولپوریؒ:۔ احقر عرض کرتا ہے کہ ہمارے حضرت مرشدنا مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ

جس کے سینے کو انتخاب فرماتے ہیں اسی میں اپنی محبت کا درد عطا فرماتے ہیں اور پھر یہ اشعار پڑھا کرتے۔

۱؎ نہ ہر سینہ را راز دانی دہند — نہ ہر دیدہ را دیدہ بانی دہند

۲؎ برائے سر انجام کار ثواب — یکے از ہزاراں شود انتخاب

۳؎ جو ہر گوہرے دُرّ التاج شد — نہ ہر مرسلے اہل معراج شد

ترجمہ:۔ ۱؎ حق تعالیٰ ہر سینہ کو اپنی محبت کا راز عطا نہیں فرماتے اور نہ ہر آنکھ کو دوسری آنکھوں کی رہنمائی و رہبری و دیدہ بیانی عطا فرماتے ہیں۔

محبت کے لئے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں

یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر چھیڑا نہیں جاتا

نمبر ۲؎ خوشبوئے محبت الٰہیہ کی نشر کے لئے ہزاروں سے کسی ایک کو انتخاب فرماتے ہیں۔

۳؎ ہر موتی تاج سلطانی پر لگنے کا شرف نہیں پاتا اور ہر رسول صاحب معراج نہیں ہوتا۔

ترجمہ و تشریح ۱۴۲؎ اے خدا جب بھی آنکھیں کھولتا ہوں تو ہر طرف آپ ہی کا جمال نظر آتا ہے کیونکہ مصنوعات کی خوبی صانع کی خوبی پر دلالت کرتی ہے۔ اکبر الہ آبادی کا شعر ہے

اے جانِ جہاں حور نہ اچھی نہ پری خوب

ہے میری نگاہوں میں تری جلوہ گری خوب

اور جب لب کھولتا ہوں تو تمام کائنات میں ہر طرف آپ کی محبت کو اور معرفت کو تیز کرنے والی نشانیوں کا جام معرفت نوش کرتا ہوں۔ مراد یہ کہ کائنات کا ہر ذرہ آپ ہی کا پیغام دیتا ہے۔

ترجمہ و تشریح /۴۱۵ جب حق تعالیٰ کی محبت میں میری روح سے اور قلب کی گہرائی سے آہ نکلتی ہے تو اپنے پر و بال کی طاقت سے میری روح اڑ کر فلک سابع پر مثل کیوان قرب حاصل کرتی ہے۔ مراد یہ کہ میری روحانیت نہایت قوی السیر (تیز رفتار) ہو جاتی ہے اور میری رُوح بارگاہ حق تعالیٰ سے نہایت درجہ قرب حاصل کرتی ہے اگرچہ جسم اسی زمین پر ہوتا ہے۔

حل لغت۔ کیوان: زحل ستارہ کا نام ہے، جو فلک ہفتم پر ہے اور فلک ہفتم کو بھی مجازاً زحل کہتے ہیں (غیاث)

؎ تصور عرش پر ہے وقف سجدہ ہے جبیں میری (مجذوبؒ)

؎ میرا پیام کہدیا جا کے مکاں سے لامکاں

اے میری آہ بے نوا تو نے کمال کر دیا (اخترؔ)

آہ من گر اثر داشتے — یار من بکویم بگذرے داشتے

ترجمہ:۔ اگر میری آہ اثر رکھتی ہے تو میرا محبوب تعالیٰ شانہٗ میرے قلب و روح کی دنیا میں اپنے تجلیات خاصہ سے ضرور نوازش فرمائے گا۔ (کلید مثنوی)

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد

اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

ترجمہ:۔ کائنات میں ایسا عاشق حق نہیں گذرا کہ حق تعالیٰ نے اس پر نگاہ کرم نہ ڈالی ہو اور اسے وصول الی اللہ عطا نہ فرمایا گیا ہو۔ اے خواجہ تجھے درد محبت ہی نہیں ہے ورنہ وہاں سے کچھ کمی نہیں۔ وہاں تو عالم ان کے لطف و کرم کا یہ ہے

تشنگاں اگر آب جویند از جہاں — آب ہم جوید بہ عالم تشنگاں (رومیؔ)

ترجمہ:۔ اگر پیاسے پانی تلاش کرتے ہیں جہاں میں تو پانی بھی اپنے پیاسوں کو

تلاش کرتا ہے ؎

ہر کجا گرید بہ سجدہ عاشقے　　آں زمیں باشد حریم آں شہے (اختر)

ترجمہ:۔ جہاں کہیں بھی کوئی بندہ حق تعالیٰ کے درد محبت سے سجدہ میں پڑا روتا ہے وہیں حق تعالیٰ کا حرم شاہی آجاتا ہے ؎

پردے اُٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی ادھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگ در بھی ہے

ترجمہ و تشریح ۲۱۶/۱ میں آپ کے اغیار سے تو گفتگو کرتے ہوئے بھی گھبراتا ہوں اور اے محبوب مرشد جب آپ کو پاجاتا ہوں تو خوب دیر تک باتیں کرتا ہوں۔ اور یہ مناسبت کی علامت ہے۔ چنانچہ مثنوی میں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

علامت مناسبت

۱/ جوشش نطق از نشانی دوستی است　　بستگی نطق از بے الفتی است

۲/ ہر کہ دلبر دید کے ماند خمُش　　بلبلے گل دید کے ماند ترش

ترجمہ ۱/ جس کو دیکھ کر خوب گفتگو کو دل چاہے تو یہ علامت باطنی محبت و مناسبت کی ہے اور اگر کسی کو دیکھ کر اس سے گفتگو کرنے کو دل نہ چاہے تو یہ علامت اندرونی عدم مناسبت کی ہے یعنی دل ملنے اور نہ ملنے کی یہ پہچان ہے۔

ترجمہ ۲/ جو محبوب کو دیکھ لیتا ہے تو کیا وہ خاموش رہتا ہے کیا بلبل گل کے پاس خاموش رہ سکتا ہے وہ تو چہچہانا شروع کردیتا ہے۔

حکایت:۔ حضرت خواجہ صاحب مجذوبؒ اپنے مرشد تھانویؒ کے عاشق مرید تھے جب ملتے بہت باتیں کرتے۔ حضرت نے زیادہ بات کرنے کی عادت کی اصلاح کے لئے ۴۰ دن ان سے گفتگو بند کردی۔ حضرت خواجہ صاحب پر یہ چلہ

سکوت بڑا ہی شاق گذرا اپنا حال خود اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

جو چپ بیٹھوں تو اک کوہ گراں معلوم ہوتا ہوں
جو لب کھولوں تو دریائے رواں معلوم ہوتا ہوں

جب یہ چلّہ خاموشی کا ختم ہوا تو حضرت سے انھوں نے خوب جی بھر کے باتیں کی حضرت نے مسکرا کر فرمایا۔ آپ نے تو آج چالیس دن کی خاموشی کی کسر نکال لی۔

حکایت:۔ ایک بار خواجہ صاحب کو خانقاہ شریف سے نکال دیا گیا۔ دروازہ پر بستر لگا دیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا۔ فرمایا یہ خانقاہ نہیں یہ سرکاری سڑک کی فٹ پاتھ ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا

ادھر وہ در نہ کھولیں گے ادھر ہم در نہ چھوڑیں گے
حکومت اپنی اپنی ہے کہیں ان کی کہیں میری

حکایت:۔ جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا خواجہ صاحب خانقاہ تھانہ بھون میں ایک حجرہ کی چوکھٹ پکڑے کھڑے تھے۔ اچانک حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر یہ شعر پڑھا

چمن کا رنگ گو تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

ترجمہ و تشریح ۴۱۷ آپ کے دیار کے کانٹوں کے خیال سے بھی جب میں لطف حاصل کرتا ہوں تو اس کی لذت کے سامنے میں سیکڑوں برگ و گل اور نرگس بھول جاتا ہوں مراد یہ کہ حق تعالیٰ کی محبت جب دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو عبادات کا بجالانا اور معاصی سے اجتناب کا مجاہدہ ناگوار چہ معنیٰ لذیذ تر ہو جاتا ہے۔ اور زندگی کا سنگ میل بن جاتا ہے یعنی بدون ذکر و فکر جینا دشوار اور گناہوں میں موت نظر آنے لگتی ہے۔

ے میں نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبض کائنات

جب مزاج یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

ے کوئی مزہ مزہ نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں

تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں (مجذوبؒ)

ترجمہ و تشریح ۴۱۸/ ہزار کاہل و سست اور لنگڑا معلوم ہوتا ہوں جب کسی دوسری راہ پر مجھے لے چلتے ہیں اور جب آپ کی راہ پر چلتا ہوں تو دوڑتا ہوا چلتا ہے۔ یہ محبت کی علامت ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۱۹/ جب میرے قلب میں حق تعالیٰ کی محبت کا درد تیز ہوتا ہے تو اس آتش عشق کی گرمی سے میرا قلب آفتاب بن کر دوسرے طالبین کو مثل ذروں کے روشن اور مست اور عشق باز کرتا ہے یعنی میرے پاس جو بیٹھتا ہے وہ بھی خدائے پاک کا عاشق ہو جاتا ہے ۔

داغ دل چمکے گا بن کر آفتاب لاکھ اس پر خاک ڈالی جائیگی (مجذوبؒ)

ترجمہ و تشریح ۴۲۰/ جب سے میں نے حق تعالیٰ کی ذات پاک سے تعلق اور رابطہ قائم کرلیا ہے اس وقت سے دنیا کے تمام حسینوں سے (جو مثل آفتاب و ماہتاب ہیں) میری روح نجات پا چکی ہے اور جو آفتاب و ماہتاب آسمان پر ہیں ان سے بھی میرا نور اوپر بلند ہو چکا ہے اور یہ مجاہدات کی برکت ہے ۔

توڑ ڈالے مہہ و خورشید ہزاروں ہم نے

تب کہیں جا کے دکھایا رُخ زیبا تو نے

اور حق تعالیٰ کی ذات کو شہنشاہ دلنواز سے خطاب کیا ہے کیونکہ حق تعالیٰ اپنے عاشقوں کے دلوں پر چین اور سکون اور اطمینان کی ٹھنڈک اتارتے ہیں

اور یہ وہ دلنوازی ہے کہ کائنات میں اس کی نظیر نہیں ہر عکس عشق مجازی سے کہ ایک عذاب ہے۔ نیند حرام ہوتی ہے۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ عشق مجازی عذاب الٰہی ہے۔

عشق مجازی اور نظر بازی کی تباہی اور بربادی پر ایک حکایت پیش کرتا ہوں تاکہ دوسروں کو سبق حاصل ہو۔

"نظر بازی اور عشق بازی کی تباہ کاری کا آنکھوں دیکھا حال"

حکایت ۱: ۔ ایک صاحب دوکاندار تھے بال بچے دار تھے اس دوکان سے فرصت پاکر ایک امیر خاندان میں ٹیوشن کرتے تھے کچھ لڑکے اور کچھ لڑکیاں بھی پڑھنے لگیں۔ یہ شاعر خوش آواز بھی تھے۔ بدنگاہی کرتے کرتے عشق مجازی میں مبتلا ہوگئے۔ اور پھر ان پر عذاب الٰہی شروع ہوگیا راتوں کی نیند حرام ہوگئی دوکان برباد ہونے لگی۔ گھر میں فاقے ہونے لگے۔ صحت خراب ہوگئی۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئیں۔ ایک دن احقر ان کی دوکان سے گذرا دیکھا کہ بال بکھرے ہوئے گرد آلود یہ شعر پڑھ رہے ہیں ؎

موج غم نے رہی ہے سہارا مجھے مل ہی جائے گا کوئی کنارہ مجھے

لیکن شاعری سے کنارہ نہیں ملتا۔ غم سے نجات دینا تو حق تعالیٰ کے قبضے میں ہے ایک دن دیکھا کہ سخت پریشان بیٹھے ہیں خیریت معلوم کی۔ کہا دوکان کا ستیاناس ہوچکا بچے بھوکے مر رہے ہیں دل میں آگ لگی ہے تین ماہ سے نیند اڑی ہوئی ہے کسی بزرگ کا نام بتاؤ جہاں جاکر سکون حاصل کروں۔

احقر یہ حالت دیکھ کر کانپ گیا اور خدا سے پناہ مانگی حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یاد آیا کہ عشق مجازی عذاب الٰہی ہے خدا ہم سب کو محفوظ رکھے۔ اس کے بعد احقر پاکستان آگیا نہ معلوم اس کا کیا حشر ہوا

اور جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اس کے قلب کو سکون ملا اور بہت اچھی نیند آئی۔

ع آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے ۔۔۔ ترے کرم نے گود میں لیکر سلا دیا (اختر)

اس کا راز یہ ہے کہ ہماری روح کو حق تعالیٰ سے ایسا ہی تعلق ہے جیسے مچھلی کو پانی سے ——— اور مچھلی بدوں پانی بے چین رہتی ہے ——— عشق مجازی کے تو لغوی معنی ہی خلاف حقیقت کے ہیں جیسے کوئی بالو کو پانی سمجھ کر بالو کی چمک دمک سے فریفتہ ہو یا کھاری پانی سے عشق ہو تو پیاس کو سکون نہ ہوگا آب شور سے علاج پیاس کا نہیں ہو سکتا ؎

نیست آب شور درمان عطش

حکایت ۲؎ ایک لڑکا لندن انگریزی تعلیم کے لئے گیا جب واپس آیا تو ان کی شادی کا انتظام ہوا۔ ایک ہفتے کے بعد لڑکی والوں نے طلاق کا مطالبہ کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ اپنا سرمایہ عشق بازی میں تباہ کر کے نامرد ہو چکا ہے۔ نہایت ذلت کا یہ دن دیکھنا پڑا۔ خدا اس عذاب سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین (ان صاحب سے احقر بخوبی واقف ہے)

حکایت ۳؎ ایک بڑے رئیس صاحب جو بی اے بھی تھے ایک مکان کے اندر بند تھے اور ہر چہار طرف آدمیوں کا ہجوم محاصرہ کئے ہوئے تھا معلوم ہوا کہ یہ عشق مجازی میں رسوا اسی گھر میں بند ہیں۔ کسی پرانے شاعر کا شعر ہے ؎

جو پہلے دن ہی میں دل کا نہ ہم کہا کرتے ۔۔۔ تو اب یہ لوگوں سے باتیں نہ ہم سنا کرتے

اس قسم کے واقعات عشق مجازی کی رسوائیوں کے بے شمار ہیں۔ صرف تین واقعات آنکھوں دیکھا یہاں عبرت کے لئے تحریر ہیں۔ حق تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

ترجمہ و تشریح ۴۲۱/ عشق نے مجھے دیکھا اور مجھ سے کہا کہ میں سراپا ناز ہوں جس وقت کہ میں تجھ پر اے عاشق اپنا ناز دکھاؤں تو تو سراپا نیاز ہو جایا کر یعنی جس وقت جس حکم شریعت کا جو تقاضا ہو اس کو بدون پس و پیش کر لو۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ حکم شریعت کے سامنے تاویل اور مصلحت اندیشی نہ کرو بلکہ مصالح کو تو مصالحہ کی طرح پیس ڈالو اور حکم خدائے پاک بجا لاؤ۔

ترجمہ و تشریح ۴۲۲/ اے عاشق! جب تو ناز کو ترک کرے گا سراپا نیاز ہو جاوے گا میں اسی لئے تجھ پر ناز کرتا ہوں کہ تیرے تکبر اور خود بینی کو پاش پاش کر دوں۔

ترجمہ و تشریح ۴۲۳/ ان اشعار میں حق تعالیٰ کی طرف سے حکایت ہے اے شخص! میں نے تو نہیں کہا کہ تو کہیں اور جلے کیونکہ تیرا آشنا اور تیری جان سے قریب تر تو میں ہوں اس سرائے فانی دنیا میں میرا تعلق ہی تیرے لئے چشمۂ حیات ہے یعنی تعلق مع اللہ سے زندگی عطا ہو گی اور غفلت سے زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ رہے گا۔

ترجمہ و تشریح ۴۲۴/ اے مخاطب تو اگر میری ذات سے نافرمانی کی طرف یا غفلت کی طرف ہزار سال بھاگتا رہے گا لیکن آخر کار مرنے کے بعد میری طرف ہی آئے گا۔ کیونکہ تیرا منتہا میری ہی ذات ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۲۵/ اے مخاطب کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا کہ میں سمندر ہوں اور تو میرے سمندر کی مچھلی ہے۔ پس تو میری طرف آجا کہ تیرے پر و پاؤں کی طاقت میرے ہی پاس ہے۔ یعنی مچھلی پانی میں چل سکتی ہے اور خشکی میں بے جان ہو کر مردہ ہونے لگتی ہے اسی طرح

حق تعالیٰ سے دور ہو کر تو بے جان اور مردہ ہونے لگے گا۔

ترجمہ و تشریح ۴۲۶ جب سیدنا یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیرہن کی خوشبو پائی تو ہر طرف بے قراری سے ان کی جستجو میں کوشش شروع فرمادی اس طرح جب سالک کو حق تعالیٰ کی خوشبو ذکر و فکر میں فیض مرشد سے آتی ہے تو اور شوق تیز تر ہو جاتا ہے اور اور رفتار سلوک میں ترقی ہو جاتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۲۷ حضرت شمس الدین تبریزیؒ کے فیض روحانی کے صدقے میں عشق اور میں مثل شیر و شکر کے ایک ہو رہا ہوں یعنی سراپا عشق ہو رہا ہوں ؎

رگوں میں لہو ہے کہ چنگاریاں ہیں

؎ میں کیا کہوں کہاں ہے محبت کہاں نہیں
رگ رگ میں دوڑی پھرتی ہے نشتر لئے ہوئے

ترجمہ و تشریح ۴۲۸ جسم کو ایک مشت خاک سمجھ لیکن اس کے نیچے مجاہدات کا دریائے خون ہے یعنی اس خاک میں گناہوں کے تقاضے بھی ہیں جن کو مغلوب کرنے میں جگر خون کرنا پڑتا ہے ؎

ترے حکم کے تیغ سے ہوں میں بسمل (اختر) شہادت نہیں میری ممنون خنجر

بالخصوص جب کسی حسین عورت سے آنکھوں کو بچانا پڑتا ہے اس وقت اہل محبت کو بے حد مجاہدہ کرنا ہوتا ہے مگر حق تعالیٰ کی رضا کے لئے دل کا خون کرنا ہی اصل ولایت ہے ؎

بہت گو ولولے دل کو ہمیں مجبور کرتے ہیں
ترے خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں (مجذوبؒ)

اسی مجاہدہ کی برکت سے تقویٰ کا نور قلب میں پیدا ہوتا ہے جس کو مولانا دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ انسان کامل ایک ذرّۂ خاک صرف باہر سے معلوم ہوتا ہے مگر اندر نور تقویٰ اور نور ولایت سے سیکڑوں آفتاب رکھتا ہے

؎ یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی (مجذوبؒ)

نصیحت: - یہ تو اللہ والوں کے حالات ہیں اور جو لوگ آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتے وہ عشق مجازی میں مبتلا ہو کر برباد ہوتے ہیں اور دنیا ہی میں انکو جس قدر پریشانی کا عذاب ہوتا ہے وہ خود عاشق مجازہی محسوس کرتا ہے اور انجام کار کتنے لوگ بجائے کلمہ کے اسی کا نام لیتے لیتے مرگئے اور کلمہ نصیب نہ ہوا بعضوں نے پریشانی سے تنگ آکر خودکشی کرلی ۔لیکن اس حرام موت مرنے سے بھی انھیں سکون نہ ملے گا۔ قبر میں بھی عذاب ہی ہوگا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎

یاں تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ مچھلی کا مرکز پانی ہے جب اس کو پانی سے دور کردیا جائے گا تو اس کا سکون چھن جائے گا۔ خواہ اسے کتنا ہی اسباب عیش و آرام فراہم کردیا جائے۔ اسی طرح انسان کے قلب کا اور روح کا مرکز حق تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو خدا سے جس قدر دور ہوگا اسی قدر سکون سے محروم ہوگا۔ اس مضمون کو ان اشعار سے سمجھئے۔

ظالم ہے عدل کے خلاف غیر کو دل دیا اگر
جس نے دیا ہے دل تجھے دل کو فدا اُسی پہ کر

اس کا سکون چھن گیا مرکز سے جو جدا ہوا
مرکزِ دل خدا ہے بس دل نہ فدا کسی پہ کر (اخترؔ)

تشریح : یہ ہے کہ دل تو حق تعالیٰ نے پیدا کیا ہے پھر اس دل کو خدا کے سوا دوسروں پر فدا کرنا عشق مجاز کے لئے کیسے جائز ہوگا اور شرعاً ہر طرح نامناسب ہے۔ ہاں جو محبت اللہ کے لئے ہو اور نفس کے لئے نہ ہو وہ وہ محبت بھی باعث ثواب ہے جیسے بیوی یا ماں باپ یا اولاد یا استاد یا پیر کی محبت یہ سب باعث ثواب ہے۔

نصیحت : جوانی میں شہوت کے گناہوں سے بچنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس وقت طاقت بھی جوان ہوتی ہے اور فوراً کسی اللہ والے سے تعلق قائم کر کے اپنے حالات میں مشورہ کرتا رہے اور یہ بدنگاہی وغیرہ کا جو علاج مرشد بتائے اس پر ہمت سے عمل کرے بالخصوص حسین لڑکوں سے بہت دور رہے کہ اس فتنے میں بہت آسانی سے شیطان مبتلا کر دیتا ہے اور زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ دنیا اور آخرت کی ذلت اور عذاب کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ مزہ عارضی تھوڑی دیر کا۔ تکلیف اور عذاب دائمی اور رسوائی دائمی۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

جو پہلے دن ہی سے دل کا نہ ہم کہا کرتے
تو اب یہ لوگوں سے باتیں نہ ہم سنا کرتے

دل کو خدا نہ بناؤ۔ جس بات سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں اس جگہ دل کی بات ہرگز نہ مانو ورنہ دل خود تباہ ہوگا اور تمہیں بھی تباہی میں مبتلا کر دے گا —— حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہر وقت حرز جان بنا کر رکھنا چاہیئے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب الآیہ خوب سن لو کہ دلوں کو اطمینان اللہ تعالیٰ ہی کی یاد سے عطا ہوتا ہے۔

احقر کا کلام عبرتناک برائے علاج عشق ہوسناک کا بیان نقل کرنا

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ "از کلام اختر"

"کلام عبرتناک برائے علاج عشق ہوسناک"

وہ زلف فتنہ گر جو فتنہ ساماں تھی جوانی میں
دم خر بن گئی پیری سے وہ اس دار فانی میں
سنبھل کر رکھ قدم اے دل بہار حسن فانی میں
ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحر جوانی میں
ہماری موت روحانی ہے عشق حسن فانی میں
حیات جاوداں مضمر ہے دل کی نگہبانی میں
جو عارض آہ رشک صد گلستاں تھا جوانی میں
وہ پیری سے ہے ننگ صد خزاں اس باغ فانی میں
جو ابرو اور مژگاں قتل گاہ عاشقاں تھے کل
وہ پیری سے ہیں اب مژگان خر کیچڑ روانی میں
وہ جان حسن جو تھا حکمراں کل بادشاہوں پر
ہے پیری سے بغاوت آج اس کی حکمرانی میں
محبت بندۂ بے دام تھی جس روئے تاباں کی
زوال حسن سے نادم ہے اپنی جانفشانی میں
وہ ناز حسن جو تھا زینت شعر و سخن کل تک
وہ اب پیری سے ہے محصور کیوں ریشہ دوانی میں
کہاں کا پردۂ محمل کہاں کی آہ مہجوری
وہ بت پیری سے ہے رسوا غبار شتر بانی میں

شباب حسن کی رعنائیاں صبح گلستاں ہے
مگر انجام گلشن دیکھ شام باغبانی میں
وہ جان نغمۂ عشاق اور جان غزل گوئی
ہے پیری سے گل افسردہ بہار شعر خوانی میں
ہزاروں حسن کے پیکر لحد میں دفن ہوتے ہیں
مگر عشاق ناداں مبتلا ہیں خوش گمانی میں
اگر ہے عشق تو بس عشق حی لا یزل باقی
محبت عارضی ہوتی ہے عشق حسن فانی میں
نہ کھا دھوکا کسی رنگینی عالم سے اے اخترؔ
محبت خالق عالم سے رکھ اس دار فانی میں

اشعار منتخب

شعر ۴۲۹
شیر خدا دیگر بود شیر ہوا دیگر بود
شیر خدا کم دیدۂ بنگر دریں آثار من

شعر ۴۳۰
اے باغباں اے باغباں آمد خزاں آمد خزاں
بر شاخ و برگ از درد دل بنگر نشاں بنگر نشاں

شعر ۴۳۱
ہرگز نباشد بے سبب گریاں دو چشم و خشک لب
نبود کسے بے درد دل رخ زعفراں رخ زعفراں

شعر ۴۳۲
اے گل کجا رفتی بگو اخر جوابے باز دہ
در قعر دریائے تو یا بر آسماں بر آسماں

شعر ۴۳۳
پوشیدہ چوں جاں میروی اے درمیاں جان من
سرو خراماں میروی اے رونق بستان من

شعر ۴۳۴ چوں میروی بے من مرو اے جان من بے تن مرو
بیرون ز چشم من مرو اے شعلۂ تابان من

شعر ۴۳۵ بے بال ہر کردی مرا بے خواب و خور کردی مرا
در پیش یعقوب اندر آ اے یوسف کنعان من

"در بیان دیوانگی و عشق"

شعر ۴۳۶ چہ نشستی دور چوں بیگانگاں
اندر آ در حلقہ دیوانگاں

شعر ۴۳۷ آنکہ عشقش خانہا برہم زدست،
آمد اندر خانۂ ہمسائگاں

شعر ۴۳۸ کف برآور دست ایں دریائے عشق
ہر فرو کرد دست آں مہ زآسماں

شعر ۴۳۹ تا تو پیدائے نہانست از تو او
او شود پیدا چو تو گردی نہاں

شعر ۴۴۰ با عاشقاں نشیں و ہمہ عاشقی گزیں
با آنکہ نیست عاشق یکدم مشو قریں

شعر ۴۴۱ ماہیاں را صبر نبود یک زماں بیروں ز آب
عاشقاں را صبر نبود در فراق دلستاں

شعر ۴۴۲ ہر دو عالم بے جمالت بندہ را زنداں بود
آنچناں در فراقت گر خورم دارد زیاں

شعر ۴۴۳/ این نگارستان عالم بر نشان دست تست
لیک از شوق رخ تو جاں نمی جوید نشاں

شعر ۴۴۴/ قطرۂ خوں دلم را چوں جہانے کردۂ
تا زحیرانی ندانم قطرۂ را از جہاں

شعر ۴۴۵/ شمس تبریزی بیک صبح از بخود گیرد مرا
انچہ بجوئیم بیابم در دل خود رائگاں

شعر ۴۴۶/ آفتابا بار دیگر خانہ را پر نور کن
دوستاں را شاد گرداں دشمناں را کور کن

شعر ۴۴۷/ اے چراغ آسماں وای طبیب عاشقاں
مفلساں را دستگیر و چارۂ رنجور کن

شعر ۴۴۸/ گر جہاں پر نور خواہی پردہ از رخ باز گیر
ور جہاں تاریک خواہی روئے خود مستور کن

شعر ۴۴۹/ بوے آں باغ و بہار گلشن زیباست ایں
بوے آں یار جہاں آرائے جاں افزاست ایں

شعر ۴۵۰/ اختراں گویند از بالا کہ ایں خورشید نیست
ماہیاں گویند در دریا کہ چہ غوغاست ایں

شعر ۴۵۱/ چرخ را دور دگر آموخت ایں سلطان عشق
ایں چہ عشق ست اے خدایا اے عجب سوداست ایں

شعر ۴۵۲/ شمس تبریزی چہ گفتارم بسمعت میرسد
بہر تحسین را بسوتے ما بجنباں آستین

"مناجات عاشق از قاضی الحاجات"

شعر ۴۵۳
اے خدا ایں وصل را ہجراں مکن
سر خوشان عشق را نالاں مکن

شعر ۴۵۴
باغ جاں را تازہ و سر سبز دار
اینچنیں آباد را ویراں مکن

شعر ۴۵۵
چوں خزاں بر شاخ و برگِ دل مزن
خلق را مسکین و سر گرداں مکن

شعر ۴۵۶
بر درختے کاشیان مرغ تست
شاخ مشکن مرغ را پراں مکن

شعر ۴۵۷
نیست در عالم ز ہجراں تلخ تر
ہر چہ خواہی کن ولیکن آں مکن

ترجمہ و تشریح ۴۲۹ شیر خدا دوسرے ہوتے ہیں اور شیر ہوا دوسرے ہوتے ہیں۔ شیر خدا تم نے نہیں دیکھا ہے لہذا میرے آثار یعنی اعمال و اخلاق میں مشاہدہ کرو (یہ دعویٰ نہیں ہے گو بظاہر دعویٰ معلوم ہوتا ہے دراصل مولانا کی مراد یہاں اولیاء اللہ کے اعمال و اخلاق ہیں اور ان کی طرف سے وکالۃً و حکایۃً مولانا اس طرح کا مضمون بیان فرمادیتے ہیں اہل ظاہر کو خوب سمجھ لینا چاہیئے اور اولیائے حق سے سوء ظن نہ کرنا چاہیئے)

ترجمہ و تشریح ۴۳۰ اے باغباں اے باغباں خزاں کا موسم آگیا خزاں کا موسم آگیا اور چمن کے برگ و شاخ پر میرے درد

دردِ دل کے نشانات کو دیکھئے اس شعر میں مرشد کو قبض باطنی سے مطلع کر رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۴۳۳/ بدون سبب آنکھیں نہیں روتی ہیں اور بدون کسی باطنی کے غم کے لب خشک نہیں ہوتے اور بدون دردِ دل کے کسی کا چہرہ زعفرانی (زرد) نہیں ہوتا۔

ترجمہ و تشریح ۴۳۴/ اے گل (تو موسم خزاں میں) کدھر گیا مجھے کچھ تو جواب دے تو دریا کی گہرائی میں چلا گیا یا آسمان کے اوپر۔ (حالت قبض میں احوال خاصۂ بسط کی مفقودیت بیان فرمایا ہے)

ترجمہ و تشریح ۴۳۵/ اے خدا آپ کا فور بے تکیف میری جان میں مثل جان کے مخفی ہے اور میری روح کا باغ آپ کے قرب ہی سے پُر رونق ہے

ترجمہ و تشریح ۴۳۶/ اے مرشد اگر آپ جاتے ہیں تو ہم کو بھی ساتھ رکھئے کہ روح کو جسم کے ساتھ سفر کرنا چاہئے اور آپ بمنزلہ جان ہیں اور میں بمنزلہ تن ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۴۳۷/ میرا سر بے شوق اور مجھ کو بے خواب و طعام آپ نے کر دیا۔ اے میرے یوسف! اپنے یعقوب کے سامنے آجائیے مراد مرشد کی جدائی میں اُن سے ملاقات کی تمنّا بیان کرنا ہے اور سیدنا یوسف علیہ السلام اور سیدنا یعقوب علیہ السلام سے صرف اصطلاحی مفہوم محب اور محبوب مراد ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۴۳۸/ اے مخاطب تو دور مثل بیگانوں کے کیوں بیٹھا ہے — ہم دیوانوں میں شریک ہو جا — اگر زاہد خشک

عاشقان خدا سے دور بیٹھتے ہیں مولانا نے یہاں ــــ کسی زاہد خشک کو اس طرح خطاب کیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۳۹۔ عشق حق نے جسے گھر سے بے گھر کر دیا اور بے سروساماں کر دیا وہی عاشقان خدا کا ہمسایہ اور مقرب رہتا ہے۔ یعنی فراغ قلب سے صحبت اہل اللہ میں وہی رہتا ہے جو دنیا کو دل سے نکال چکا ہو۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی حق تعالےٰ کے راستے کا اوّل قدم ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۰۔ جب آسمان سے چاند نے سمندر کی طرف رُخ کیا تو بحر عشق نے اس کی ملاقات کی طمع میں منہ سے جھاگ لگانا شروع کیا مشہور ہے کہ سمندر کا مدوجزر آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا چاند کے گھٹنے بڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

مطلب یہ کہ اے محبوب حقیقی آپ میرے قلب پر نگاہ کرم ڈالئے کہ آپ ہمارے چاند ہیں۔ پھر اعمال و اخلاق اور عشق و محبت گریہ و زاری سوز و گداز کے تمام کیفیات و حالات قلب کے دریا مثل جھاگ کے اُبھریں گے۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۱۔ جب تک تم اپنے نفس کو نہ مٹاؤ گے اور اپنی انا کو باقی رکھو گے تو تم عیاں ہوں گے اور وہ محبوب حقیقی نہاں ہو گا اور جب تم نہاں ہو گے تو وہ محبوب حقیقی عیاں ہو گا۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۲۔ اے زاہدان خشک اور اہل ظاہر تم عاشقان خدا کے پاس بیٹھا کرو (اور اپنی خودسری و خود بینی سے توبہ کرو) اور ان کی صحبت میں رہ کر تم بھی حق تعالیٰ کی عاشقی سیکھ لو۔ اور اس نصیحت کو خوب یاد رکھو کہ جو خدائے پاک کا عاشق نہ ہو اس کے پاس نہ بیٹھا کرو۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۳؎ مچھلیوں کو پانی کے باہر ایک لمحہ کو بھی صبر نہیں آسکتا۔ اسی طرح عاشقان خدا کو خدا کی جدائی پر صبر نہیں آسکتا یعنی حق تعالیٰ سے غفلت میں ان کو موت نظر آتی ہے اور ان کی یاد میں زندگی ہے ؎

تیرا ذکر ہے مری زندگی ۔۔۔ تیرا بھولنا مری موت ہے

ترجمہ و تشریح ۴۴۴؎ اے خدا آپ کے قرب کی بہار کے بغیر دونوں جہاں ہم کو قید خانہ ہے اگر آپ کے بغیر ہم آب حیات بھی پئیں تو بھی زندگی موت ہی سے ہمکنار ہوگی۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۵؎ کائنات کی تمام مصنوعات اور مخلوقات اے خدا آپ کی دستِ قدرۃ کی نشانی ہے لیکن میری روح تو آپ کے قرب و رضا کی طالب ہے۔ اور غلبۂ شوق دیدار میں آپ کے رُخ تاباں کے علاوہ نشانیوں کی طرف توجہ نہیں ہو رہی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۶؎ اے خدا آپ کے کرم نے اپنے عشاق کے قلوب میں اپنے تعلق کی دولت سے ایک ایسا جہاں آباد فرما رکھا ہے جس کے سامنے تمام افلاک و زمین مثل ایک ذرہ و ایک قطرہ کے ہیں ؎

ہر وقت ہے اب اُن سے مناجات کا عالم
کچھ اور ہی اب ہے مرے دن رات کا عالم (مجذوبؒ)

کبھی کبھی تو اسی ایک مشت خاک کے گرد
طواف کرتے ہوئے ہفت آسمان گذرے (جگرؔ)

جگرؔ صاحب نے کبھی کبھی فرمایا ہے لیکن دراصل وہ مقام اولیاء اس نعمت سے ہمہ وقت مشرف ہے جو مقام تمکین پر فائز ہے اور کبھی کبھی والا مقام تو

مقام تلوین کہلاتا ہے۔ جو سلوک کے متوسطین کا حال ہے ؎

جو آہیں نکلیں تو حور بن کر جو نکلے آنسو تو بن کے گوہر

یہ کون بیٹھا ہے میرے دل میں یہ کون چشم پر آب میں ہے (مجذوبؒ)

اور اے خدا جو لوگ آپ کے تعلق خاص سے محروم ہیں وہ حیرانی اور نادانی سے احساس کمتری کا شکار ہو کر خود کو جزء کائنات سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے قلب کو وہ وسعت میسر نہیں جو اہل اللہ کو تعلق لامکان کے فیض سے نصیب ہوتا ہے۔

عجب کیا ہے جو عالم بایں وسعت بھی زنداں تھا

میں وحشی بھی تو وہ ہوں لامکاں جس کا بیاباں تھا (مجذوبؒ)

چرخ گرد و پیش ذاکر ہمچو فرش

خاصہ آں ذکرے کہ با درد و غش (اخترؔ)

ترجمہ ذاکر حق کے سامنے آسمان مثل زمین کے قریب ہو جاتا ہے خاص کر وہ ذکر جو حق تعالیٰ کے درد محبت اور غم عشق کے ساتھ ہو۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۷؎ میرے مرشد حضرت شمس تبریزیؒ اگر کسی دن میرے قلب پر خصوصی توجہ کا فیضان ڈالیں تو میں اپنے قلب میں قرب و نسبت مع الحق وغیرہ جو نعمتیں چاہتا ہوں بدون مجاہدہ و مشقت پا جاؤں اور درحقیقت ہوا بھی یہی تھا۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ مولانا رومیؒ جو اولیاء اللہ کی تعریف میں مست و دیوانے ہو جاتے ہیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ مولانا کو تھوڑی مدت میں بدون مجاہدہ و مشقت حضرت شمس تبریزیؒ سے نہایت بلند مرتبہ باطنی دولت مل گئی تھی۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۸؎ اے مرشد! آیئے اور ہمارے خانۂ دل کو روشن کیجئے اور دوستوں کو اپنے فیوض سے مسرور اور دشمنوں

اور معترضوں کو محروم کیجئے اور ہمیشہ معترض و معاند تو محروم رہتا ہی ہے۔ حق تعالیٰ محفوظ فرمائیں۔ آمین

ترجمہ و تشریح ۴۴۹/ اے آسمان ہدایت کے چراغ اور عاشقوں کے طبیب (مرشد کامل) آیئے اور ہم مفلسوں کی رہبری کیجئے اور ہماری روحانی بیماریوں کی دوا کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۵۰/ اگر آپ جہاں کو روشن کرنا چاہتے ہیں تو اپنے رخ سے پردہ ہٹایئے یعنی خلوت سے جلوت میں آیئے اور فیضان و ارشاد و ہدایت خلق میں مشغولی اختیار فرمایئے اور اگر آپ خود کو مستور رکھیں گے تو ہمارے قلوب کس طرح منور ہوں گے

ترجمہ و تشریح ۴۵۱/ اس جہاں کے باغات و گلشن کی تازگی اور زیبائش دراصل حق تعالیٰ کی طرف سے خوشبو کا فیضان ہے۔ اور حق تعالیٰ ہی کی خوشبوئے قرب سے اولیائے حق کی ارواح مست و دیوانہ ہیں۔

ے سمجھ کے دوستو میں بوئے پیرہن اس کا
چمن میں لالہ و سوسن کو سونگھتا ہوں میں (اختر)

احقر ایک دینی تبلیغی سفر میں تھا۔ اس وقت یہ شعر موزوں ہوا ے

میں اپنے گھر سے ہوا ہوں جو اس طرح بے گھر
خدا کے چاہنے والوں کو ڈھونڈتا ہوں میں

ے جمال اس کا چھپائے گی کیا بہار چمن
گلوں سے چھپ نہ سکی جسکی بوئے پیراہن (اصغر)

ترجمہ و تشریح ۴۵۲/ آسمان پر ستارے کہہ رہے ہیں کہ اُجالا خورشید کا نہیں خورشید میں عکس نور حق متجلّی ہے سمندر میں مچھلیاں

کہہ رہی ہیں کہ یہ موجوں کا شور و غل ان کا نہیں کسی اور کا کرشمہ ہے جو نہاں ہے

عشق من پیدا و معشوقم نہاں　　　یار بیروں فتنۂ او در جہاں

ترجمہ ہمارا عشق (وضو۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد) ظاہر ہے مگر وہ محبوب پوشیدہ ہے۔ جن کی خاطر یہ اعمال محبت کے کئے جا رہے ہیں۔ محبوب تو جہاں سے مخفی ہے لیکن ان کی خوشبوئے قرب نے عاشقوں کو دیوانہ کر رکھا ہے ۔

بوئے آں دلبر چو پراں می شود　　　ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

ترجمہ اس محبوب حقیقی کی خوشبوئے قرب جب عاشقان کی ارواح کو محسوس ہوتی ہے تو اس لذت کو بیان کے لئے تمام لغات قاصر ہو جاتے ہیں اور تمام زبانیں عاجز ہو جاتی ہیں۔

ہمارے مرشد پھولپوریؒ عشق من پیدا والا شعر تہجد کے وقت کثرت سے پڑھا کرتے تھے ۔

ترجمہ و تشریح ۴۵۳، مرشد تبریزیؒ سلطان عشق نے آسمان کو دوسری گردش کی تعلیم دی ہے اے خدا آپ کے عشق نے کیا کرشمہ دکھا رکھا ہے کہ عاشقوں کے دن رات صبح شام ارض و سما شمس و قمر دوسرے ہیں۔

اب وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسماں
تو نے جہاں بدل دیا آ کے مری نگاہ میں　　　(اصغر)

ترجمہ و تشریح ۴۵۴، اے مرشد تبریزیؒ! اگر ہماری یہ باتیں عاشقانہ آپ کو اچھی معلوم ہو رہی ہوں تو آپ میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اپنا دست مبارک ہلا کر شاباش فرمائیے ۔

ترجمہ و تشریح ۴۵۵، اے خدا اس قرب کو کبھی جدائی سے نہ تبدیل کیجئے اپنے عشق کے سرمستوں اور دیوانوں کو جدائی کا صدمہ

نہ دیجئے ؎ تلخ ترا از فرقت تو ہیچ نیست

ترجمہ و تشریح ۴۵۶/ میری روح کے باغ قرب کو اے خدا ہمیشہ تازہ بہار رکھئے وہ روح جو آپ کی محبت سے رشکِ صد بہار ہے اسے ویران نہ کیجئے یعنی توفیقات وعنایات خاصہ کو دائم رکھئے اور بسبب شامت اعمال انتقام نہ فرماتے ہوئے حلم وعفو وکرم کا معاملہ کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۵۷/ میرے دل کے برگ وشاخ کی تازگی جو آپ کے قرب سے قائم ہے اس پر اپنے بُعد و دوری کی خزاں نہ مسلط کیجئے (بہ سبب شامت اعمال) اے خدا ہم مسکینوں کو دوری کی وحشت سے سرگرداں نہ فرمائیے۔

ترجمہ و تشریح ۴۵۸/ آپ کے جس درختِ قرب پر آپ کے عشاق کی ارواح کی چڑیوں نے نشیمن بنا رکھا ہے اس شاخ کو مت توڑیئے اور ان چڑیوں کو وہاں سے نہ اڑایئے یعنی قرب دوام کی نعمت سے بسبب ہمارے شامت اعمال ہم کو محروم نہ کیجئے ؎

ہر شاخ سے لپٹ کر روتی ہے کوئی چڑیا
دیکھا ہے جب سے اپنا جلتا ہوا نشیمن (اختر)

یعنی اہل اللہ سے اگر کوئی کوتاہی ہو جاتی ہے تو گریہ وزاری میں مصروف ہو جاتے ہیں ؎

جب فلک نے مجھ کو محروم گلستاں کر دیا
اشکہائے خون نے مجھ کو گل بداماں کر دیا

یعنی گریہ وزاری سے وہ دوری پھر قرب سے بدل جاتی ہے کیونکہ حق تعالیٰ کریم ہیں وھو الغفور الودود ہیں۔ میرے مرشد حضرت پھولپوری نے فرمایا کہ

اس آیت میں حق تعالیٰ نے ہمارے ایک سوال کا جواب عطا فرمایا ہے وہ یہ کہ حق تعالیٰ ہم سے فرمارہے ہیں کہ جانتے ہو کہ میں کیوں بہت بخشنے والا ہوں اس لئے کہ میں غفور کے ساتھ ودود بھی ہوں یعنی بہت محبت کرنے والا بھی ہوں پس میری محبت کا تقاضا ہوتا ہے کہ میں تمہاری خطاؤں کو معاف کردوں۔

ترجمہ و تشریح ۴۵۹/ اے خدا! آپ کی جدائی سے تلخ تر چیز اس جہان میں اور کیا ہو سکتی ہے پس ازراہ لطف کرم آپ اپنی جدائی کا غم نہ دیجئے ؎

یار شب را روز مہجوری مدہ

جان قربت دیدہ را دوری مدہ (رومیؒ)

ترجمہ اے خدا اپنے شب خیز دوستوں کو جدائی کا دن نہ دکھلائیے اور جس جان نے آپ کے قرب کی لذت چکھ لی ہے اسے دوری کا عذاب نہ چکھائیے (آمین یارب العالمین)

؎ ترا ذکر ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے

جس طرف کو رُخ کیا تم نے گلستاں ہوگیا

جس طرف سے تم نے منہ پھیرا بیاباں ہوگیا (مجذوبؒ)

اشعار منتخب

شعر ۴۶۰/ چوں بمیرم تو رحم خواہی کرد

آنچہ آخر کنی تو پیشیں کن

شعر ۴۶۱/ بس کنم شد زحد گستاخی

منکہ باشم کہ گویمت ایں کن

شعر ۴۶۲/ گر نبود ایں سخن ز من لائق

انچہ آں را نکوتر تلفظ کن۔

دربیان درد فراق و طلب وصال از خدائے ایزد متعال

شعر ۴۶۳/ اے ہفت دریا گوہر عطا کن
دیں مس مارا رو کیمیا کن

شعر ۴۶۴/ بگریست برما ہر سنگ خارا
ایں درد مارا جاناں دوا کن

شعر ۴۶۵/ اے آفتابم اے نور و کوکب
در ظلمت شب چوں مہ سخا کن

شعر ۴۶۶/ درد قدیمے در رنج سقیمے
گرد یتیمی از ما جدا کن

شعر ۴۶۷/ گر در نعیمم یا زر و سیمم
بے تو فقیرم درمان ما کن

شعر ۴۶۸/ من لب بہ بستم در غم نشستم
بکشائے دستم قصد لقا کن

شعر ۴۶۹/ ز تو بادہ دادن ز من سجدہ کردن
ز من شکر کردن ز تو گوہر افشاں

شعر ۴۷۰/ خرابم کن ایجاں کہ از دیہہ ویراں
خراجے نخواہد نہ سلطاں نہ دیواں

شعر ۴۷۱/ بیا اے مونس جانہائے مستاں
ببیں اندیشۂ و سودائے مستاں

شعر/ ۴۷۲ ہمہ شب میرود تا روز اے مہ
ہر اہل آسماں ہیہائے مستاں

شعر/ ۴۷۳ کلاہ جملہ ہشیاراں ربودند
دریں بازار کو چہ جائے مستاں

شعر/ ۴۷۴ شنیدم چرخ گرداں راکہ میگفت
منم یک لقمہ از حلوائے مستاں

شعر/ ۴۷۵ شنید اژدہائے عشق میگفت
منم معشوقۂ زیبائے مستاں

شعر/ ۴۷۶ ولیکن شمس تبریزی حقائق
ندارا ز فرح پروائے مستاں

شعر/ ۴۷۷ یکے پندت دہم اے طالب دیں
یکے پند دلاویزے خوش آئیں

شعر/ ۴۷۸ مشیں غافل بہ پہلوئے حریصاں
کہ جاں غافل شود از جان گرگیں

شعر/ ۴۷۹ زخارستاں دل گر پاک گردی
زجاں یابی حلاوتہائے والتّیں

شعر/ ۴۸۰ بجوشد از درون دل عروساں
چو مرد حق شوی اے مرد عنّیں

شعر/ ۴۸۱ بیآمیز اندکے اے کان رحمت
کہ تا گردد رُخ زرد از تو رنگین

شعر/ ۴۸۲ زہے اوصاف شمس الدین تبریز
زہے کرّو فر امکان تمکین

شعر/ ۴۸۳ نہ زاں حکمت کہ مایہ گفت گوہیست
ازاں حکمت کہ جاں گردو خدا بیں

شعر/ ۴۸۴ زشہواتے بربانے رساں ما
براوج عرش بیں زیں عالم طیں

شعر/ ۴۸۵ دوش چہ خوردۂ دلاراست بگو نہاں مکن
چوں خمشان بیگنہ روے باین وآں مکن

شعر/ ۴۸۶ خصم نیم جفا مکن کبر نیم غزا مکن
بے گنہم سزا مکن رخ ترش وگراں مکن

شعر/ ۴۸۷ از تپش مے نہاں روئے شود چوارغواں
روئے بعشق آر بس روئے بآسماں مکن

شعر/ ۴۸۸ کاردلم بجاں رسید کاردبا ستخواں رسید
نالہ کنم بگویدم دم مزن وفغاں مکن

شعر/ ۴۸۹ تا توحریف من شدی اے مہ دلستان من
ہمچو چراغ می جہد نور تو از دہان من

شعر/ ۴۹۰ عشق بریدکیسہ ام گفتم ہے چہ میکنی
گفت ترانہ بس بود رحمت بیکران من

شعر/ ۴۹۱ برگ نداشت ایں دلم می لرزوید برگ وش
گفت مترس کامدی درحرم امان من

شعر/ ۴۹۲ برتو زنم ترانۂ مست ابد کنم ترا
تاکہ یقیں شود ترا عشرت جاودان من

شعر ۴۹۳/ حسینہ چو بوستاں کند دمدمۂ بہار من
چہرہ چو ارغواں کند بادہ گلستان من

شعر ۴۹۴/ من بکنم خموش تا شمس حقم بنطق خود
باز بگو یدم بگو بلبل گلستان من

شعر ۴۹۵/ چہ بہ پیش کوہ حلمت گنہان چو کاہ آمد
بگناہ چوں کہ ما نظر حقارتے کن

شعر ۴۹۶/ تن ما و قطرۂ بد کہ ز لطف آدمی شد
صفت پلید را ہم صفت طہارتے کن

شعر ۴۹۷/ ز جہان غیب جانہا چو اسیر آب و گِل شد
تو ز دار حرب گلشاں برہان و غارتے کن

شعر ۴۹۸/ از من گریز تا تو اندر بلا نیفتی
بگزیں رہ سلامت ترکِ رہِ بلا کن

شعر ۴۹۹/ بر شاہ خوبرویاں واجب وفا نباشد
اے زرد روئے عاشق رو صبر کن وفا کن

شعر ۵۰۰/ درد یست غیر مردن کاں را دوا نباشد
پس من چگونہ گویم ایں درد را دوا کن

شعر ۵۰۱/ درخواب دوش پیرے درکوئے عشق دیدم
بادست اشارتم کرد کلاے میل سوئے ما کن

شعر ۵۰۲/ گر اژدہاست بر رہ عشق ست چوں زمرد
از برق آں زمرد ہیں دفع اژدہا کن

ترجمہ و تشریح / ۴۹۲ اے محبوب حقیقی! جب میں مرجاؤں گا تو مجھ پر آپ

ضرور رحم کریں گے پس جو آپ بعد مرنے کے کرم فرمائیں گے کچھ اس میں سے پہلے ہی عنایت فرما دیجئے۔ مولانا یہ مضمون غلبۂ حال میں فرما گئے۔ پھر جب افاقہ ہوا تو معافی طلب کی۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۱/ اے خدا! مجھ سے گستاخی ہو گئی اور میں توبہ کرتا ہوں میری کیا حقیقت ہے کہ میں آپ کے سامنے اپنی رائے و تجویز پیش کروں۔ کیونکہ بندگی اور عبدیت کا تقاضا تو افنائے رائے اور تفویض و تسلیم ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۲/ اے خدا یہ گفتگو میری نامناسب تھی آپ اپنے کرم سے مناسب اور لائق مناجاۃ میرے قلب میں تلقین فرمائیے۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۳/ اے خدا آپ تمام خزانوں کے مالک ہیں اپنے ہفت دریا سے ایک موتی ہی مجھے عطا فرما دیجئے اور ہمارے تانبے کو اپنے کرم سے کیمیا بنا دیجئے۔ (تانبے سے کیمیا گر سونا بنا دیتے ہیں)۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۴/ میری نالائقی اور بربادی و تباہ حالی پر پتھر جیسے قلب کو بھی رونا آ گیا اے محبوب ہمارے اس درد (ناسور کہن) کی دوا کر دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۵/ اے میرے آفتاب، اے نور مطلق اے خالق کواکب میری اندھیری رات میں مثل چاند کے سخاوت کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۶/ میرا درد بہت پرانا ہے اور میری بیماری نے نڈھال کر دیا ہے۔ میری تیمی کے گرد و غبار کو آپ دور فرما دیجئے۔ (اپنے قرب اور نور تقویٰ سے) (اور اخلاق حسنہ اور اعمال حسنہ سے)

ترجمہ و تشریح ۴۶۷/ اے خدا اگر تمام دنیا کی نعمتوں میں اور سونے چاندی

کے ڈھیر میں بھی رہوں مگر آپ سے دور رہ کر میں مفلس ہوں پس آپ میرا درمان اور علاج کیجئے یعنی اعمال رضا کی توفیق سے اپنے قرب کی دولت سے ہمارا افلاس دور کر دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۸؍ میں خاموش ہوں اور غمگین بیٹھا ہوں اپنے کرم سے اپنا قرب خاص عطا فرما کر ہم کو مسرور کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۶۹؍ اے خدا! آپ کا کام ہم کو بادۂ معرفت عطا کرنا ہے ہمارا کام آپ کو سجدہ کرنا ہے ہمارا کام آپکے احسانات کا شکر کرنا ہے اور آپ کا کام احسانات کے موتی لٹانا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۷۰؍ اے محبوب! میری جان کو اپنی محبت و معرفت سے مست و خراب کر دیجئے کہ میری ویرانی ظاہری طور پہ ہو گی مگر ویرانہ میں آپ کے قرب کا خزانہ نہاں ہو گا لیکن ظاہری ویرانی کے سبب دنیا کے سلاطین ہم سے خراج و ٹیکس نہ لیں گے جس طرح کہ زمین غیر آباد پر خراج نہیں لگتا۔

ترجمہ و تشریح ۴۷۱؍ اے محبوب اے مونس جان مستان اپنے عاشقوں کی دیوانگی اور بلند پروازی فکر کا مشاہدہ کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۷۲؍ اے محبوب! آپ کے عاشقوں کے آہ و نالے رات بھر آسمان والوں تک یعنی فرشتوں تک جا رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۴۷۳؍ اے خدا! آپ کے دیوانوں کے کوچہ میں جب اہل ہوش و اہل خرد کا گذر ہوتا ہے تو ان کی ٹوپیاں اور پگڑیاں بھی سر سے اتر جاتی ہیں یعنی آپ کے دیوانے ان ہوشمندوں کو بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں ؎

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستار فضیلت گم ہو دستار محبت میں

ترجمہ و تشریح ۴۷۴ میں نے سنا کہ آسمان گردش والا مجھ سے یہ کہہ رہا تھا کہ میں حق تعالیٰ کے دیوانوں کے سامنے ان کے حلوائے قرب و معرفت کا ایک لقمہ ہوں۔ مرادیہ کہ اہل اللہ کا مقام مرتبہ روح میں افلاک سے بلند تر ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۷۵ میں نے سنا کہ عشق کا اژدہا یہ کہہ رہا تھا کہ میں خدا کے دیوانوں کا معشوق ہوں مراد یہ کہ عاشقان خدا کو خدا کے راستے کی ہر تکلیف محبوب ہو جاتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۷۶ لیکن ہمارے مرشد شمس الدین تبریزیؒ اپنے اوپر انکشاف حقائق سے ایسے مست ہیں کہ انہیں اپنے لطف قرب کے سامنے ہم مستوں کی پروا نہیں ہے۔ یہ دراصل مولانا کا ناز ہے اور شیخ کی توجہ و مہربانی کے لئے ہر ایک کا یہ مقام نہیں ہوتا۔

ترجمہ و تشریح ۴۷۷ مولانا فرماتے ہیں کہ اے طالب دین میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں اور وہ نصیحت نہایت عمدہ اور کام کی ہے

ترجمہ و تشریح ۴۷۸ اور وہ نصیحت یہ ہے کہ غافل دلوں کے پاس کبھی مت بیٹھنا کیونکہ غافل جانوں کے پاس بیٹھنے سے تمہاری جان بھی غافل ہو جاوے گی۔

ترجمہ و تشریح ۴۷۹ اے مخاطب اگر تو دل کی گندگی سے پاک ہو جاوے گا تو اپنی روح بعد تزکیۂ نفس خدا کے قرب کی حلاوت کو محسوس کرلے گا۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۰/ اے مخنث نامرد جب تو مغلوبیت نفس سے نجات پاکر اپنے نفس پر غالب ہو جائے گا تو تیرے قلب میں حق تعالیٰ کے خاص انوار و تجلیات محسوس ہوں گے۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۱/ اے سرچشمۂ رحمت اپنی رحمت میرے حال پر مبذول کیجئے تاکہ آپ کے قرب سے عشاق کے زرد چہرے خوشی سے رنگین ہو جائیں۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۲/ حضرت شمس الدین تبریزیؒ کے اوصاف کا کیا کہنا ہے کہ ان کو حق تعالیٰ کے قرب خاص پر تمکین حاصل ہے

ترجمہ و تشریح ۴۸۳/ اے خدا! میں آپ سے علم کی وہ دولت نہیں مانگتا جس سے آدمی صرف متکلم اور مقرر ہو جاتا ہے بلکہ وہ علم معرفت مانگتا ہوں جس سے جان خدا بین ہو جاتی ہے یعنی جان آپ کو دیکھنے والی جان ہو جاتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۴/ اے خدا ہماری جانوں کو شہوات سے پاک کرکے قرب ربانی عطا فرما دیجئے اور آپ پھر ان عاشقوں کو عالم آب و گل سے نکال کر عرش پر دیکھئے یعنی اپنا مقرب بنا لیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۵/ اے مرشد! رات آپ نے کیا ذکر و فکر کی مستی حاصل کی ہے سچ سچ بتا دیجئے۔ پوشیدہ نہ کیجئے۔ مثل خاموش اور سادے لوگوں کے آپ اپنی باطنی دولت کو چھپانے کے لئے چہرہ کو اِدھر اُدھر نہ کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۶/ میں آپ کا غلام ہوں۔ فریق اور مخالف نہیں کہ آپ ہم پر جفا اور جنگ کریں میں آپ کا مخلص ہوں آپ میری

طرف سے ترش رو اور چیں بہ جبیں نہ ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۷؎ اے مرشد! آپ کے عشق باطن کی آگ سے آپ کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے اپنے چہرہ کو عاشقانہ رنگ پر ظاہر کر دیجئے باطنی عشق کی آتش کو چھپانے کے لئے چہرہ آسمان کی طرف اوپر کو نہ کیجئے۔ (جیسا کہ بہانہ بنانے کے لئے آسمان کی طرف دیکھتے ہیں) ؂

آنکھیں تری پی کر کے کیا پیمانہ ہوسے (اختر) ہیں بے نیاز میکدۂ جام وسبو سے

ترجمہ و تشریح ۴۸۸؎ عشق کا غم قلب سے تجاوز کر کے میری جان میں داخل ہو چکا ہے۔ اور اس کا خنجر میری ہڈیوں تک پہنچ چکا ہے، اور جب میں نالہ و فریاد کرتا ہوں تو وہ مجھ سے کہتا ہے دم مت مار اور فغاں مت کر۔

ترجمہ و تشریح ۴۸۹؎ اے قمر (خطاب بہ محبوب حقیقی) دل کے خریدار جب سے آپ کا نور میرے باطن میں داخل ہوا ہے اس وقت سے میرے مواعظ و مجالس ارشاد میں مثل چراغ آپ کا نور میرے منہ سے نکل رہا ہے یعنی انوار ذکر و فکر و طاعات پنہاں الفاظ میں شامل ہو کر طالبین کے قلوب کو بھی روشن کر رہے ہیں ؂

شیخ نورانی زرہ آگہہ کند نور را با لفظہا ہمرہ کند (رومیؒ)

ترجمہ اللہ والے۔ اللہ تعالیٰ کا راستہ بھی بتاتے ہیں اور اپنے نور باطن کو الفاظ کے ہمراہ سامعین کے قلوب تک پہنچا دیتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۴۹۰؎ عشق نے میرے ظاہری علم و عقل کی تھیلی کو جب کاٹنا چاہا تو میں نے کہا کہ ارے یہ کیا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ کیا میری رحمت بے پایاں تیرے لئے کافی نہیں۔ مراد یہ کہ حق تعالیٰ کی محبت

میں نفس کی خواہشات کا خون کرنے میں دریغ اور پس و پیش اور تاخیر نہ کرد کہ اس ویرانی ہی میں وہ اپنے قرب کے خزانے کو رکھتے ہیں اور اپنی رحمت بیکراں سے ہر وقت اس بندہ پر متوجہ رہتے ہیں۔

احقر کے اشعار ملاحظہ ہوں

اس خنجر تسلیم سے وہ جان حزیں بھی　　ہر لحظہ شہادت کا مزہ لوٹ رہی ہے

انھیں ہر لحظہ جاں نو عطا ہوتی ہے دنیا میں
جو پیش خنجر تسلیم گردن ڈال دیتے ہیں

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

ترے حکم کے تیغ سے میں ہوں بسمل　　شہادت نہیں میری ممنون خنجر

حق تعالیٰ کی راہ میں نفس سے ہر وقت جہاد اور گناہوں کے تقاضوں سے ہر وقت مقابلہ یہ شریعت میں جہاد اکبر کہلاتا ہے۔ اور کافروں سے جہاد اصغر ہے کیونکہ اس میں ایک بار جان دینا ہے اور اس میں تمام زندگی بار بار جان دینا ہے اور جہاد نفس میں دل کو جو غم ہوتا ہے اس کا انعام ملاحظہ ہو۔

اشعار احقر

بپاس خاطر دیوانہ مے آتی ہے جنت سے
یہی انعام ہے نہلا اُٹھے جو خون حسرت سے

وہ زندگی حرم کی کبھی پاسباں نہ تھی　　جس زندگی میں غم کی کوئی داستاں نہ تھی

اک غمزدہ جگر پہ کسی کی نظر بھی ہے　　شبہائے غم پہ سایۂ لطف سحر بھی ہے

ہر لحظۂ حیات گذارا ہم نے　　آپکے نام کی لذت کا سہارا لے کر

ہزار خون تمنا ہزار ہا غم سے　　دلِ تباہ میں فرمانروائے عالم ہے

ترجمہ و تشریح ۴۹۱؁ مجاہدات سے میرے قلب کے باغ و بہار کے پتے جھڑ گئے اور ابھی باقی ماندہ کے خوف سے کانپ رہا تھا کہ عشق نے کان میں خوشخبری دی کہ مت ڈر اب تو میرے امان کے حرم میں آگیا ہے یعنی اب تیری حفاظت خدائے پاک فرمائیں گے کہ جو اُن کا ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ بھی اس کے ہو جاتے ہیں من کان للہ کان اللہ لہ حضرت مرشدیؒ اس مقام پر یہ پڑھا کرتے تھے ؎

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے　　ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

ترجمہ و تشریح ۴۹۲؁ عشق حق کی طرف سے حکایۃً مولانا فرماتے ہیں کہ اے عاشق! میں ایسا ترانہ تجھے سناؤں گا کہ تجھے مست ابد کر دوں گا (یعنی عشق حق کی دولت سے غیر فانی بہار عطا ہوتی ہے) اور اس وقت تجھے میرا عیش جاوداں معلوم ہوگا۔ یعنی اہل اللہ کی باطنی لذت و حلاوت جو قرب خداوندی سے عطا ہوتی ہے دائمی ہوتی ہے ؎

زمانے نے دی ہے ہر اک چیز فانی　　محبت نے بخشا غم جاودانی

ترجمہ و تشریح ۴۹۳؁ حکایۃ عن العشق الحقیقی ارشاد ہے کہ اے عاشق میرے بہار کا دمدمہ تیرے سینے کو مثل بوستاں کرے گا اور میرا بادۂ گلستاں تیرے چہرہ کو مثل ارغواں کرے گا چنانچہ خدائے پاک کے عاشقوں کا یہی حال پُر لطف رہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۹۴؁ میں اب خاموش ہوتا ہوں تاکہ میرے مرشد شمس تبریزیؒ اپنی زبان مبارک سے پھر یہ فرمائیں کہ اے میرے گلستانِ باطن کے بلبل پھر کلام عاشقانہ و عارفانہ سے چہچہانا شروع کر۔

ترجمہ و تشریح ۴۹۵؁ اے خدا! آپ کے کوہ حلم و کرم کے سامنے ہمارے

گناہ مثل تنکے اور گھاس کے ہیں پس آپ اپنی رحمت سے ہمارے پہاڑ جیسے عظیم گناہوں کو بھی نگاہ حقارت سے دیکھئے یعنی ان کو معاف فرما دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۹۶ ہمارا جسم ایک قطرہ منی تھا جو آپ کے لطف سے آدمی ہوگیا پس ہمارے ناپاک اخلاق وصفات کو پاکیزہ اخلاق وصفات عطا فرما دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۹۷ علم غیب سے ہماری ارواح جب دنیا میں اجسام کے آب وگل میں اسیر ہو گئیں تو آپ اس دار حرب آب وگل سے ہماری ارواح کو رہائی دیدیجئے اور مقابلہ نفس وشیطان کے لئے ہمیں حملہ و غلبہ کی طاقت عطا کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۴۹۸ عشق کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے عاشق تو اگر بلاؤں سے ڈرتا ہے تو دعویٰ عشق کا ترک کر دے تاکہ عشق تجھے بلائیں نہ پکڑے جس سلامتی کی راہ پسند ہو تو وہ رہِ بلا کو ترک کر دے اس مضمون سے ترک عشق کا مشورہ نہیں ہے بلکہ عاشقان حق کے لئے تحمّل بلا و مشقت ومجاہدات کی ترغیب ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۹۹ کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ اس سلطان خوبرویاں پر وفا واجب نہیں ہے پس اے زرد رو عاشق تو صبر اختیار کر اور اپنی طرف سے وفا اختیار کر۔ مراد یہ کہ حق تعالیٰ کے جملہ الطاف بندوں پر فضلاً واحساناً ہیں رزق کے بارے میں علی اللہ رزقہا فرمایا اور علیٰ عربی میں وجوب کے لئے آتا ہے لیکن یہ وجوب بھی فضلاً واحساناً فرمایا ہے پس بندوں کو ناز کا مقام نہیں عبدیت واطاعت بجالائیں جس کا ثمرہ یہ ہوگا کہ ایک دن حق تعالیٰ کرم فرما ہی دیں گے۔ اعمال صالحہ کر کے قبولیت کیلئے

درخواست کرنا اور عدم قبولیت کا خوف رکھنا ہی عین ایمان ہے۔ جیسا کہ یُؤتُونَ مَآ اٰتَوا وَّقُلُوبُهُم وَجِلَةٌ کی تفسیر میں تصریح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے مذکور ہے کہ آیت ان کی شان میں نازل ہوئی جو نماز پڑھتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں لیکن ڈرتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے یہاں مقبول بھی ہے یا نہیں۔ پس اُمید و خوف کے درمیان رہنا اور اعمال صالحہ میں سرگرم رہنا کمال عبدیت ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے ایک وعظ میں ایسے مقام پر یہ شعر فرمایا ہے۔

کہتے ہیں بے وفا ہے وہ جاؤ وہ بے وفا سہی
جس کو ہو جان و دل عزیز اسکی گلی میں جائے کیوں

ترجمہ و تشریح ۵۰۰/ محبت اور عشق کا درد ایسا درد ہے جو مرنے تک ساتھ ہے سوائے موت اس کی کوئی دوا نہیں پس میں کس طرح کہوں کہ آپ اس درد کی دوا کر دیجئے۔ لہٰذا واعبد ربک حتی یاتیک الیقین پر عمل کرنا ہے۔ یعنی موت تک اپنے رب کی غلامی میں لگے رہو۔

پابند محبت کبھی آزاد نہیں ہے
اس قید کی اے دل کوئی میعاد نہیں ہے (مجذوبؒ)

ترجمہ و تشریح ۵۰۱/ رات خواب میں ایک پیر مرد کو کوئے عشق میں دیکھا اور مجھے انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میری طرف متوجہ ہو اور مجھ سے استفادہ کر غالباً حضرت شمس الدین تبریزیؒ کو مولانا نے خواب میں دیکھا جو اس شعر میں توریہ کے ساتھ بیان فرمائے۔

ترجمہ و تشریح ۵۰۲/ اگر راہ عشق میں مجاہدات کے اژدہا ہیں تو عشق بھی زمرد صفت ہے پس زمرد کے برق سے اس اژدہا کو

دفع کردو۔ یعنی حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرلو پھر راستے کی تمام مشکلات آسان ہو جائیں گی۔ جس طرح بال بچوں کی محبت ہونے کی وجہ سے ان کی ذمہ داریاں اٹھانے میں لطف آتا ہے۔ اگر محبت نہ ہو صرف قانون ہو تو مشکل میں جان پڑے حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے فرمایا کہ خدائے پاک کی محبت تین طریقوں سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ حق تعالیٰ کے احسانات کو سوچئے۔ پھر محسن حقیقی سے محبت معلوم ہوگی۔

۲۔ کثرت ذکراللہ سے مگر کسی اللہ والے کے مشورہ و نگرانی کے ساتھ۔

۳۔ خدائے پاک کے عاشقوں کے پاس کبھی کبھی بیٹھنا۔

اشعار منتخب

شعر ۵۰۳ گفتم کہ اے امیرم شادت کنار گیرم
بسیار لابہ کردم گفتا کہ نیست امکاں

شعر ۵۰۴ گفتم بیا وفا کن وین ناز را رہا کن
لعل نگین بمن دہ گفتا کہ نیست آن کاں

شعر ۵۰۵ گفتا کہ من فنایم من در کنارنایم
نقشے ہمی نمایم از بہر دردمنداں

شعر ۵۰۶ گفتا زصدیکے تو با در کجا کنی تو
طفلے درست ابجد برگیر لوح وبخواں

شعر ۵۰۷ بسیار اشک راندم تا دیر مست ماندم
ناگہ بروں شد آں شہ چوں جان زجسم انساں

شعر ۵۰۸ داغے بماند حاصل زاں صحبت اندریں دل
داغے کہ از تو دارم بہ از ہزار درماں

شعر ۵۰۹ ہر تن کہ بے سر آید بر گردنش تو سر نہہ
داغے کہ از تو دارم بہہ از ہزار درماں

شعر ۵۱۰ زاں آب آتش دل ہر گز نمیر داے جاں
لیکن شود زیادہ اللہ اکبرش زن

شعر ۵۱۱ چوں جاں تو نیستانی چوں شکر ست مردن
با تو زجان شیریں شیریں ترست مردن

شعر ۵۱۲ دلا تو شہد منہ در دہان محرو راں
حدیث بدر مگو با جماعت کوراں

شعر ۵۱۳ درون خویش بکن پاک تا برون آیند
ز پردہ ہائے تجلّی چو ماہ مستوراں

شعر ۵۱۴ چوں نیست عشق ترا بندگی بجا آر
کہ حق فرد نہلد مزدہائے مزدوراں

شعر ۵۱۵ پناہ گیر تو در زلف شمس تبریزی
کہ مشک بار و تا وارہی زکافوراں

شعر ۵۱۶ جاناں توئی کلیم و منم چوں عصائے تو
گہہ تکیہ گاہ گشتم و گہہ اژدہائے تو

شعر ۵۱۷ در دست فضل و رحمت تو یارم و عصا
مارے شوم چو افگندم ابتلائے تو

شعر ۵۱۸ میگرد آسماں ہمہ شب با ہزار شمع
در جُست و جوئے چشم خوش دلربائے تو

شعر ۵۱۹ کز خانہ ودکان ہوائے تو شد خراب

رہ یافت لاجرم بخرابم صبائے تو

شعر ۵۲۰ اے جاں اگر رضائے تو غم خوردن ولیست

صد دل بغم سپارم بہر رضائے تو

شعر ۵۲۱ از زخم ہاون غم خود خوش مرا بکوب

زیں کو فتن رسد بنظر توتیائے ما

شعر ۵۲۲ بر عاشقاں فریضہ بود جست وجوئے او

بر روئے سر چو سیل روانست جوئے او

شعر ۵۲۳ تا عکس آں طلب نبود کے طلب کنم

پس جست وجوئے ما ہمہ از جست وجوئے او

شعر ۵۲۴ گاہے بجوئے دوست چو آب رواں کشیم

گاہے چو آب حبس شدہ در سبوئے او

شعر ۵۲۵ بگذارد ت زناز وچو مویت کند ضعیف

بدہی دو کون را بہ یکے تار موئے او

شعر ۵۲۶ تصویر ہائے ناخوش واندیشہ رکیک

از طبع سست باشد ونبود زسوئے او

شعر ۵۲۷ خاموش باش تا صفت خویش خود کند

بے ہائے ہائے سرد تو آں ہوئے ہوئے او

شعر ۵۲۸ خوش خراماں می روی اے جانِ جاں بے من مرو

اے حیات دوستاں در بوستاں بے من مرو

"حسنِ طلب از فیوض و الطاف مرشد"

شعر ۵۲۹ صوفیان ہم آمدہ در کوئے تو
شیئً للہ از جمال روئے تو

شعر ۵۳۰ از عطش ابریقہا آوردہ ام
کاب خوبے نیست جز در جوئے تو

شعر ۵۳۱ ہاں بدہ نقد بدر ویشان خود
اے ہمیشہ لطف و رحمت خوئے تو

شعر ۵۳۲ حسن یوسف قوت جاں شد قحط سال
آمدیم از قحط ماہم سوئے تو

شعر ۵۳۳ صوفیاں را باز حلوا آرزوست
از لب حلوائے دلجوئے تو

شعر ۵۳۴ ولولہ در خانقاہ افتاد دوش
مشک پر شد خانقاہ از بوئے تو

شعر ۵۳۵ دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بر دست و بر بازوئے تو

"در بیانِ ملاقات مرشد"

شعر ۵۳۶ شکر ایزد را کہ دیدم روے تو
یافتم ناگہ رہے من سوئے تو

شعر ۵۳۷ چشم گریانم زغصہ تیرہ شد
یافت نور از نرگس جادوئے تو

شعر ۵۳۸ من چہ گفتم کو فلاح کو نجات
بردایں کو کو مرا در کوئے تو

شعر ۵۳۹ از کف اقبال و دولت نوش یافت
ایں لبان خشک مدحت گوئے تو

شعر ۵۴۰ آسماں جاہے کہ باشد فرش تو
شیر مردے کو بود آہوئے تو

شعر ۵۴۱ شاد بختی کز غم تو قوت یافت
پہلوانے کو بود پہلوئے تو

شعر ۵۴۲ جست وجوئی درد لم انداختی
تاز جست وجو شدم در جوئے تو

شعر ۵۴۳ خاک را بلائے دہوئے کے بُدے
گر نبودے جذب ہائے وہوئے تو

شعر ۵۴۴ آب دریا تا بکعب آن کس ست
کو دہد یک بوسہ بر زانوئے تو

حسن طلب اسرار و معارف از مرشد

شعر ۵۴۵ مطربا اسرار مارا باز گو قصہ ہائے جانفزا را باز گو
شعر ۵۴۶ من دہن بربستہ ام امروز ہیں تو حدیث دلکشا را باز گو

شعر ۵۴۷ من گراں گوشم بنہ رخ بر رخم — وحدہ آں خوش لقا را باز گو

شعر ۵۴۸ ماجرائے رفت جاں را در ازل — باز گو آں ماجرا را باز گو

شعر ۵۴۹ مخزن انا فتحنا بر کشا — سرّ جان مصطفٰے را باز گو

شعر ۵۵۰ مستجاب آمد دعائے عاشقاں — اے دعا گو آں دعا را باز گو

شعر ۵۵۱ چوں صلاح الدین جان عاشقاں — آں صلاح جاں ما را باز گو

در بیان جلالت شانِ ایزدی جلّ جلالہٗ

شعر ۵۵۲ اے ہمہ سرگشتگان حیران تو
آفتاب از آسمان پرسان تو

شعر ۵۵۳ چشم بد از روئے خوبت دور باد
اے ہزاراں جان فدائے جان تو

شعر ۵۵۴ گاؤ شیر و پرّہ و جدے و فلک
ہست اے شاہ جہاں قربان تو

شعر ۵۵۵ زانکہ قربانہا ہمہ باقی شود
در ہوائے عید بے پایان تو

شعر ۵۵۶ اے خدا ایں باغ را سرسبز دار
در بہارستان بے دوران تو

شعر ۵۵۷ تا کہ ارواح و ملائک میچرند
دائما از باغ نخلستان تو

شعر ۵۵۸ ایں شکر خانہ ہمیشہ باز یاد
پر نبات شکر پنہان تو

شعر ۵۵۹ آب ایں جوائے خدا تیرہ مباد
تا بہر سو میر و احسان تو

شعر ۵۶۰ ورنہ ایں خاک از کجا عشق از کجا
گر نبودے جذبۂ از جان تو

شعر ۵۶۱ خاک خشکے مست شد بو میزند
آن تست ایں آن تست ایں آن تو

شعر ۵۶۲ دے مرا پرسید لطفش کیستی
گفتم اے جاں گربہ دربان تو

شعر ۵۶۳ گفت اے گربہ گمان بد مبر
کہ ترا شیرے کند سلطان تو

شعر ۵۶۴ گرچہ از نطق من اے شمس الہدیٰ
گشت ظاہر در جہاں برہان تو

شعر ۵۶۵ اے بہ مردہ جان و تن در پائے او
ہر دو عالم غرقۂ دریائے او

شعر ۵۶۶ آتش عشقت ہمی سوزد جہاں
اے خدا ہیہات از ہیہائے او

شعر ۵۶۷ چوں مثلے را نویسد از فراق
خوں ببارد از غم طغرائے او

شعر ۵۶۸ ہر کہ دائم از چناں مہ دور شد
اے خدایا چوں بود شبہائے او

شعر ۵۶۹ خیمہ بر خیمہ طناب اندر طناب
پیش شاہ عشق و لشکرہائے او

شعر ۵۷۰ خیمۂ جان راستوں از نور پاک
نور جاں از تابش سیمائے او

شعر ۵۷۱ در کدا ایں پردہ پنہاں ست عشق
کس نہ بیند کس نداند جائے او

شعر ۵۷۲ عشق چوں خورشید ناگہ سر کشد
بر شود تا عرش حق غوغائے او

ترجمہ و تشریح ۵۰۳ میں نے بارگاہ حق میں عرض کیا کہ اے محبوب آپ سے وصال حسی چاہتا ہوں اور بہت تضرع و زاری و الحاح سے یہ درخواست کی تھی لیکن ارشاد ہوا کہ میں زمان و مکان سے منزہ ہوں یہ ممکن نہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۰۴ پھر میں نے درخواست کی کہ آیئے اور نگاہ لطف مجھ پر کیجئے اور استغنا کا ظہور نہ فرمایئے اور لعل وصال عطا فرمایئے ارشاد ہوا کہ نہیں یہ کان ایسا نہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۰۵ ارشاد ہوا کہ میں عرض و جوہر سے پاک ہوں بے کیف و بے کم ہوں حساً وصال عباد کے لئے ممکن نہیں البتہ اپنے درد مندوں کے لئے اپنی نشانیاں کائنات میں پھیلا دیا ہے۔

میرے سوال وصل پہ پیہم سکوت ہے
بکھرا دیئے ہیں کچھ مہہ و انجم جواب میں (اصغر)

ترجمہ و تشریح ۵۰۶/ پھر الہام فرمایا کہ اے مخاطب یہ تکوینی اسرار ہیں جو تیری فہم سے بالاتر ہیں (پس تجھے احکام تشریعی کی تابعداری ہی جنت میں دیدار سے مشرف کرے گی) اس وقت تم بچے ہو اور ابجد سیکھ رہے ہو پس تختی کی مشق کرتے رہو مراد یہ کہ روح کا کمال اور بلوغ ابھی حاصل نہیں۔ نیز عناصر کے ساتھ ارتباط بھی مانع صلاحیت دیدار ہے۔

میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابھی آنکھیں اعمال صالحہ سے بنائی جا رہی ہیں (اور جس زمانہ میں آنکھیں بنتی ہیں اس پر پٹی بندھی ہوتی ہے) جنت میں یہ آنکھیں کھولدی جائیں گی وہاں پھر دیدار باری تعالیٰ ہوگا۔

ترجمہ و تشریح ۵۰۷/ بالاخر میں بہت دیر تک روتا رہا اور دیر تک مست رہا کہ اس شاہ حقیقی نے اچانک ایک تجلی قرب کی ظاہر فرمائی جس طرح سے کہ جان باہر نکل پڑتی ہے۔ بدون اطلاع جسم انسان سے۔

ترجمہ و تشریح ۵۰۸/ آہ وہ تجلی خاص تو آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ ہر چند کہ ؎ یعنی طمع مدار دوام وصال را کہتا ہوں لیکن قلب پر وہ تجلی ایک داغ ہجراں دے گئی۔ حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

(۱) بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

(۲) ہنسی بھی گو ہے لبوں پہ ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

دوسرے مصرعہ میں مولانا رومی فرماتے ہیں اے خدا آپ کی محبت کا داغ ہزاروں درماں سے افضل و بہتر ہے۔

زیں مرض خوشتر بنا شد صحتے　　　　خوبتر زیں سم ندیدم شربتے

ترجمہ اے خدا آپ کی محبت کی بیماری سے بڑھ کر کوئی صحت نہیں اور اس زہر عشق سے بہتر کوئی شربت نہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۰۹ اے خدا اپنے سر بریدۂ عشق کی گردن پر آپ سر رکھئے یعنی ان کو سر بلندی عطا فرمائیے اور جو متکبرین ہیں ان کے سر تکبر کو خنجر سے اُڑا دیجئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

نہیں پوچھ یاں کچھ کبھی خود سروں کی
یہاں سرفروشوں کی سرداریاں ہیں

ترجمہ و تشریح ۵۱۰ آپ کی اس تجلی سے آتش دل بجھ نہیں سکتی بلکہ بعد تجلی استتار سے اور پیاس زیادہ ہوگئی پس اے اللہ اپنی عظمت و کبریائی کے صدقے اور قوی تجلی قرب کا ظہور فرمائیے۔

تجلی کے بعد اس کا استتار سالکین کے شوق و عشق کی تربیت کرتا ہے

؎ پرورش پاتا ہے رگ رگ میں مذاق عاشقی
جلوہ پھر دکھلائیے پھر مجھ سے پردہ کیجئے　　(اصغرؔ)

جان عارف کی حریص تجلیات قرب ہوتی ہے حتیٰ کہ غلبۂ شوق میں اپنے تحمل کا اندازہ بھی نہیں کرتی۔

؎ دکھا جلوہ وہی غارتگر جان حزیں جلوہ
ترے جلوؤں کے آگے جان کو ہم کیا سمجھتے ہیں　　(اصغرؔ)

ترجمہ و تشریح ۵۱۱ جب جان کے لئے آپ مثل نیستاں ہیں تو آپ پر مرنا بھی شکر کی طرح شیریں ہے۔ اے خدا آپ کی راہ میں جان دینا جان شیریں سے بھی زیادہ شیریں ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۱۲ اے دل تو گرم مزاج والوں کے منہ میں شہد مت ڈال یعنی جو خود آتش عشق سے جل رہے ہیں انھیں یہ کلام آتشیں مت سنا۔ اسی طرح بدر کامل کی روشنی کا جمال رنگین نابینا لوگوں کے سامنے مت بیان کر یعنی اہل ظاہر اور قلب سنگلاخ کے سامنے عشق و درد کی بات سنانا عبث ہے ؎

داستان عشق کی میں کس کو سناؤں آخر
جس کو دیکھو وہی دیوار نظر آتا ہے

مراد یہ کہ اہل محبت کے لئے محبت کی باتیں راس آتی ہیں مگس کو پروانہ اور شمع سے کیا مطلب: حضرت سرمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ؎

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند
سوز غم پروانہ مگس را نہ ہند

عمرے باید کہ یار آید بکنار ایں دولت سرمد ہمہ کس راندہند

ترجمہ اے سرمد حق تعالیٰ اپنی محبت کا درد اور اپنے عشق کا غم دنیا پرست اور شہوت پرست کو نہیں عطا فرماتے پروانہ کا غم مکھی کو کب عطا کرتے ہیں ایک عمر چاہئے کہ یار (محبوب حقیقی) کا قرب حاصل ہو۔ یہ دائمی دولت ہر شخص کو نہیں عطا فرماتے۔

ترجمہ و تشریح ۵۱۳ اپنے باطن کو نفس کی گندگی سے پاک کر لو یعنی کسی اللہ والے سے تعلق خاص قائم کرکے اپنے نفس کا تزکیہ کرالو پھر اپنے باطن کے آئینۂ صاف میں حق سبحانہ تعالیٰ کے قرب کی تجلیات خاصہ کو تم مشاہدہ کر سکو گے جس طرح سے ابر روشن کے ہٹنے سے بدر کامل نظر آتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۱۴ اے مخاطب اگر تو اپنی روح اور قلب میں عشق نہیں محسوس کرتا اور عاشقان حق کے یہ احوال کیف و مستی تجھے اس سبب سے افسانے معلوم ہوتے ہیں (جس طرح کہ عنین کے لئے لذت جماع کا ادراک ناممکن ہوتا ہے) پس اس عدم صلاحیت ادراک عشق و مستی سے تو مایوس نہ ہو تو بھی عبادت کئے جا جو کہ تیرے اختیار میں ہے حق تعالیٰ ہرگز کسی مزدور کی مزدوری دینے میں کمی نہ فرمائیں گے اور ممکن ہے کہ اس طرح عبادت میں چونکہ مشقت زیادہ ہوتی ہے اس لئے اجر بھی زیادہ پاوے۔

عبادت کئے جا مزہ گو نہ آئے ؎
لگا رہ اسی میں جو ہے اختیاری

انتباہ بعض لوگ اوائل عمر (بچپن) میں بُری حرکتوں مثل جلق و اغلام وغیرہ سے اپنا مادہ منویہ بے طرح ضائع کر کے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اور بعض بالکل نامرد اور بعض ضعیف القوۃ ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کو بھی سلوک میں کیف و مستی کا ادراک کم ہوتا ہے کیونکہ یہ راستہ مردوں کا ہے۔ مخنث کا نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولایت خاصہ کے لئے مرد کامل ہونا ضروری ہے۔ مخنث ولایت عامہ سے آگے نہیں ترقی کر سکتا۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ سالک کو بدون سخت تقاضا جماع سے احتیاط چاہئے کیونکہ کثرت جماع سے مادہ منویہ کا زیادہ خروج ہوتا ہے جس کا لازمی اثر اضمحلال اور ضعف کیفیات ہے۔ جس سے پست ہمتی پیدا ہوتی ہے اور سلوک تمام تر ہمت سے قطع ہوتا ہے۔ مراد مضمون بالا کا یہ ہے کہ تقویٰ کا حمام شہوات نفسانیہ ہیں ؎

شہوت دنیا مثال گلخن است کہ ازو حمام تقویٰ روشن ست

یعنی یہ شہوات مثل کوئلہ اور لکڑی کے ایندھن کا کام دیتے ہیں تقویٰ کا حمام روشن کرنے کے لئے مثلاً کسی حسین کی طرف شدید تقاضا دیکھنے کا ہوا اور سالک خدا کے خوف سے نگاہ نیچی کر کے آگے گذر گیا تو اسی وقت بو عدہ حدیث شریف ایمان کی حلاوت عطا ہوتی ہے اور خدا کا قرب خاص اور نور تقویٰ تیز عطا ہوتا ہے! اور ایسے بُرے تقاضوں کو روکنے سے دل پر سالک کے ان مجاہدات کے صدمات سے زخم پیدا ہوتے رہتے ہیں جو قیامت کے دن آفتاب سے زیادہ روشن ہوں گے ؎

داغ دل چمکے گا بن کر آفتاب   لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

اس خنجر تسلیم سے یہ جان حزیں بھی   ہر لحظہ شہادت کا مزہ لوٹ رہی ہے

نہ میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے   جو تجلّی دل تباہ میں ہے

ترجمہ و تشریح ۵۱۵/ نیز اے مخاطب تو اگر عشق سے محروم ہے تو میرے مرشد حضرت شمس تبریزیؒ کی صحبت کو لازم پکڑ کیونکہ ان کی زلف کے سائے میں (جو مشکبار ہیں) خوشبوئے قرب خداوندی سے تیری روح کو بھی حصہ مل جائے گا ؎

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے

یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

؎ جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دئے لاکھوں

اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

ترجمہ و تشریح ۵۱۶/

پس آپ کے دست قدرۃ میں کبھی تو میں مثل عصائے موسوی ہوں اور آپ کے صفات جمیلہ کا مظہر ہوں اور کبھی مثل اژدہا ہوں اس وقت صفات قہر کا مظہر ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۵۱۷/ آپ کے فضل و رحمت سے میں آپ کے لئے محبت و رضا کے اعمال کرتا ہوں اور جب ہماری شامت اعمال سے آپ اپنی عنایت ہٹا لیتے ہیں تو میں سانپ ہو جاتا ہوں اور زہریلے اعمال ہم سے صادر ہونے لگتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۱۸/ اے خدا! یہ آسمان بے شمار ستاروں کے چراغ کے ساتھ رات بھر آپ کی نظر عنایت کو ڈھونڈھنے کے لئے گردش کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۱۹/ اے خدا آپ کی محبت نے جس کی دکان اور گھر کو خراب کیا ہے یقیناً وہ دیوانہ آپ کی گلی میں آپ کے نسیم کرم کو پالے گا ؎

یہ صحن چمن یہ لالہ و گل ہوتے ہیں جو ویراں ہونے دو
تخریب جنوں کے پردے میں تعمیر کے ساماں ہوتے ہیں

؎ عشق کی ویرانیوں کو رائیگاں سمجھے تھے ہم
بستیاں نکلیں جنہیں ویرانیاں سمجھے تھے ہم

ترجمہ و تشریح ۵۲۰/ اے خدا اگر آپ کی رضا اسی میں ہے کہ آپ کے عشق کا ہم غم کھاتے رہیں اور اپنی خواہشات کا آپ کی تیغ مرضیات سے خون کرتے رہیں تو ہم اس غم کے لئے اپنے سینکڑوں دل آپ کی رضا کے لئے قربان کرتے ہیں ؎

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ترجمہ یہ غم دشمنوں کو نہ نصیب ہو کہ وہ آپ کے تیغ سے ہلاک ہو دوستوں

یعنی یہ شہوات مثل کوئلہ اور لکڑی کے ایندھن کا کام دیتے ہیں تقویٰ کا حمام روشن کرنے کے لئے مثلاً کسی حسین کی طرف شدید تقاضا دیکھنے کا ہوا اور سالک خدا کے خوف سے نگاہ نیچی کر کے آگے گذر گیا تو اسی وقت بوعدہ حدیث شریف ایمان کی حلاوت عطا ہوتی ہے اور خدا کا قرب خاص اور نور تقویٰ تیز عطا ہوتا ہے! اور انھیں بُرے تقاضوں کو روکنے سے دل پر سالک کے ان مجاہدات کے صدمات سے زخم پیدا ہوتے رہتے ہیں جو قیامت کے دن آفتاب سے زیادہ روشن ہوں گے ؎

داغ دل چمکے گا بن کر آفتاب	لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی
اس خنجر تسلیم سے یہ جان حزیں بھی	ہر لحظہ شہادت کا مزہ لوٹ رہی ہے
نہ میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے	جو تجلی دل تباہ میں ہے

ترجمہ و تشریح ۵۱۵؍ نیز اے مخاطب تو اگر عشق سے محروم ہے تو میرے مرشد حضرت شمس تبریزیؒ کی صحبت کو لازم پکڑ کیونکہ ان کی زلف کے سائے میں (جو مشکبار ہیں) خوشبوئے قرب خداوندی سے تیری روح کو بھی حصہ مل جائے گا ؎

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

؎ جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

ترجمہ و تشریح ۵۱۶؍ پس آپ کے دست قدرت میں کبھی تو میں مثل عصائے موسیٰ ہوں اور آپ کے صفات جمیلہ کا مظہر ہوں اور کبھی مثل اژدہا ہوں اس وقت صفات قہر کا مظہر ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۵۱۷ آپ کے فضل و رحمت سے میں آپ کے لئے محبت و رضا کے اعمال کرتا ہوں اور جب ہماری شامت اعمال سے آپ اپنی عنایت ہٹا لیتے ہیں تو میں سانپ ہو جاتا ہوں اور زہریلے اعمال ہم سے صادر ہونے لگتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۱۸ اے خدا! یہ آسمان بے شمار ستاروں کے چراغ کے ساتھ رات بھر آپ کی نظر عنایت کو ڈھونڈھنے کے لئے گردش کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۱۹ اے خدا آپ کی محبت نے جس کی دکان اور گھر کو خراب کیا ہے یقیناً وہ دیوانہ آپ کی گلی میں آپ کے نسیم کرم کو پائے گا ؎

یہ صحن چمن یہ لالہ و گل ہوتے ہیں جو ویراں ہونے دو
تخریب جنوں کے پردے میں تعمیر کے ساماں ہوتے ہیں

؎ عشق کی ویرانیوں کو رائیگاں سمجھے تھے ہم
بستیاں نکلیں جنہیں ویرانیاں سمجھے تھے ہم

ترجمہ و تشریح ۵۲۰ اے خدا اگر آپ کی رضا اسی میں ہے کہ آپ کے عشق کا ہم غم کھاتے رہیں اور اپنی خواہشات کا آپ کی تیغ مرضیات سے خون کرتے رہیں تو ہم اس غم کے لئے اپنے سینکڑوں دل آپ کی رضا کے لئے قربان کرتے ہیں ؎

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ترجمہ یہ غم دشمنوں کو نہ نصیب ہو کہ وہ آپ کے تیغ سے ہلاک ہو دوستوں

کا سر سلامت رہے کہ آپ خنجر آزمائی فرمائیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۱/ اے محبوب حقیقی آپ اپنی محبت کے درد کے ہاون دستہ سے ہم کو خوب کوٹیے آپ جتنا ہی مجاہدات کے کھرل میں ہم کو کوٹیں گے اسی قدر ہماری باطنی صفائی ہو کر آپ کے تجلیات قرب کے لئے نگاہ بصیرت تیز ہو گی۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۲/ اے خدا آپ کی جستجو و تلاش ہم عاشقوں پر فرض ہے جب کہ آپ کی نہر مثل سیلاب ہمارے سروں پر بہہ رہی ہے۔ یعنی جبکہ اسباب قرب و معرفت کو آپ نے آسان فرمادیا ہے تو ہماری نالائقی و ناسپاسی ہو گی کہ ہم کور باطن رہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۳/ جب تک آپ کی محبت و طلب کا عکس ہمارے قلوب پر نہیں پڑتا ہم آپکو کب طلب کر سکتے ہیں پس ہماری جستجو آپ کی خاطر دراصل آپ کی تلاش کا عکس ہے۔

مری گم گشتگی پر خود مری منزل پریشاں ہے
؎ مری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے
یہ قدم اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

ترجمہ و تشریح ۵۲۴/ کبھی دوست کی نہریں مثل آب رواں بہہ رہے ہیں اور کبھی دوست کے سبو میں مثل آب محبوس کے مقید ہوں قبض و بسط ذوالجلال کی ان مختلف شانوں کو ان عجیب مثالوں سے بیان فرمایا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۵/ اے طالب عشق تیرے ناز کو ختم کرتا ہے اور تجھے مجاہدات کی آگ میں گھلا کر ضعیف و ناتواں کرتا ہے

تاکہ تیری روح میں دونوں جہاں حق تعالیٰ پر فدا کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

دونوں عالم دے چکا ہوں میکشو

یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی (مجذوبؒ)

ترجمہ و تشریح ۵۲۶/ خدا کا راستہ بے غبار ہے اور دشواری کے خیالات اور رکیک اندیشے یہ تمہاری سست و کاہل طبیعت کے آثار و عکوس ہیں اُدھر سے تو عنایت ہی عنایت ہے۔ جیسے زبان پر بلغم اور زکام کا اثر ہو تو بریانی اور شربت روح افزا کا لطف کیا ملے گا بلکہ اور گرانی معلوم ہوگی۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۷/ اب خاموش ہوجاؤ تاکہ اے رومی حق تعالیٰ کی طرف سے الہامات اور واردات کا سلسلہ شروع ہو اور حق تعالیٰ اپنی صفات کو خود بیان فرمائیں اور اب اپنی آہ سحر کو بند کر کے ان کی طرف سے ہو ہو کی آواز سنو۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۸/ اے مرشد! اے جان من! خوش رفتاری سے تنہا نہ جائیے مجھے بھی ہمراہ لے لیجئے۔ اے حیات دوستاں! بوستان قرب کی راہ میں بدون ہمیں ساتھ لئے تنہا نہ سفر کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۲۹/ اے مرشد شمس الدین تبریزیؒ آپ کے درِ دولت پر ہم طالبین برائے حصول فیض حاضر ہوئے ہیں اللہ کے نام پر اپنے روح عارف کے چہرۂ تاباں سے کچھ عطا کر دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۰/ ہماری روح تشنگی (حق تعالیٰ کی پیاس) کے سبب اپنے ساتھ لوٹا (ابریق) بھی لائی ہے ہمارے طلب کے برتن میں کوئی خوبی نہیں سوائے آپ کی دریائے عطا کی خوبی کے۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۱؎ ہاں اے شمس تبریزیؒ! اپنے درویشوں کو نقد موتی (فیضان معرفت) عطا کیجئے۔ اے وہ ذات گرامی کہ آپ ہمیشہ طالبان حق پر لطف و عطا کے خوگر ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۲؎ ہماری ارواح کے لئے غذائے روحانی کا (یعنی محبت و معرفت کا) قحط ہے اس لئے اے حُسن یوسف (یعنی اے مرشد کہ معناً تعلق مع اللہ کے فیض سے آپ کی روح حسین تر ہے) آپ کے پاس ہم حاضر ہوئے ہیں جس طرح سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے پاس غلّہ مانگنے گئے تھے (بوجہ خشک سالی و قحط کے) ہم بھی آپ سے روحانی بھیک مانگتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۳؎ صوفیوں کو آپ سے حلوائے معرفت کی آرزو ہے یعنی آپ کے شیریں لبوں سے جو اسرار معرفت بیان کر کے طالبین حق کی دلجوئی کرتے ہیں ہم بھی امیدوار ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۴؎ کل آپ کی خانقاہ میں عجیب ولولہ تھا یعنی فیضان خاص سے طالبین مست ہو رہے تھے اور ذکر حق سے تمام خانقاہ مشک کی خوشبو سے معطر ہو رہی تھی اور مشکبار ہو رہی تھی یعنی بوئے دلبر حقیقی ہماری جانوں پر مُشکریز تھی۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۵؎ اے مرشد! ہمارے زنبیل (کاسۂ گدائی) کی طرف دست عطا دراز کیجئے یعنی ——— اپنے فیضان و توجہ اور دعائے خصوصی اور اسرار عشق و معرفت اور اصلاح نفس کے بیان کی بھیک عطا فرمایئے اور ہم آپ کے دست و بازوئے کرم پر آفریں کہتے ہیں اور دُعا گو ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۶ اے مرشد! خدا کا شکر ہے کہ آپ کا دیدار اور آپ کی صحبت ہم کو نصیب ہوئی۔ اچانک ہم آپ کی ملاقات کی راہ پا گئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۷ ہماری آنکھیں نفس کے غیظ و غضب اور شر سے تاریک اور فاقد البصیرۃ ہو رہی تھیں اے مرشد! آپ کی نگاہ فیض سے وہ روشن ہو گئیں۔ دور بینان بارگاہ الست کی صحبت کی یہی تاثیر ہوتی ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ اکثر وعظ میں مرحوم اکبر الہ آبادی کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اور ارشاد فرماتے تھے کہ اہل اللہ کی صحبت سے جاہل اللہ تعالیٰ کا ولی بن جاتا ہے اور بدون صحبت اہل اللہ کوئی عالم اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں بن سکتا عادۃ اللہ یہی ہے کہ اصلاح بدون مصلح ممکن نہیں۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے کیونکہ اصلاح نفس جو فرض ہے اس کا موقوف علیہ یہی صحبت ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۳۸ میں کیا کہوں کہ فلاح اور نجات کا راستہ کدھر ہے مجھے تو یہ کوکو آپ کی گلی تک لائی ہے کوکو سے مراد غالباً کوئل کی آواز ہے جس کا مفہوم اہل عشق یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ محبوب کہاں ہے؟ وہ محبوب کہاں ہے؟

اور ایک اہل ذوق نے اس آواز کی تاثیر کو یوں بیان کیا ہے

کوئل کا دور دور درختوں پہ بولنا سینوں میں اہل درد کے نشتر گھنگولنا

مرادیہ کہ میری طلب اور درد محبت آپ تک مجھے لایا ہے

ترجمہ و تشریح ۵۳۹؎ اے مرشد تبریزیؒ ہمارے خشک لب آپ کے دست اقبال و دولت سے سیراب ہو گئے۔ اس لئے آپ کی مدح اور تعریف میں ہم مشغول ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۴۰؎ اے خدا! آسمان عزت والا اس وجہ سے ہے کہ وہ آپ کا فرش یعنی مطیع و فرمانبردار ہے اور شیر مرد وہی ہوتا ہے جو آپ کا گرویدہ اور دیوانہ ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۴۱؎ اے خدا! آپ کی محبت کا غم جس کو عطا ہوا وہ اقبال مند اور خوش بخت ہو گیا۔ اور وہی دراصل نفس پر غالب اور پہلوان ہو گیا جس کو آپ نے اپنا قرب بخشا۔

(پہلوئے تو یعنی صاحب پہلوئے تو)

ترجمہ و تشریح ۵۴۲؎ اے خدا! آپ کے کرم نے ہماری روح میں اپنا درد عالم ارواح میں بخشدیا تھا آج اسی درد پنہاں کا فیض ہے کہ ہم آپ کے دریائے قرب سے وصال کے متلاشی اور طالب ہیں۔

؎ دل ازل سے تھا کوئی آج کا شیدائی ہے
تھی جو اک چوٹ پرانی وہ اُبھر آئی ہے (مجذوبؒ)

؎ ہماری جستجو یارب ہے عکس جستجو تیری (اخترؔ)

ترجمہ و تشریح ۵۴۳؎ اے خدا! اس جسم خاکی سے آپ کی محبت میں یہ ہائے ہائے اور آہ و نالے کب نکل سکتے تھے اگر آپ کی طرف سے ہماری ارواح کو آپ کا جذب پنہاں نہ یاد کرتا۔

؎ ہماری آہ میں پنہاں کسی کا درد پنہاں ہے (اخترؔ)

ایک بزرگ نے کسی مرید سے کہا کہ جب ہم کو خدائے پاک یاد فرماتے ہیں تو ہم کو پتہ چل جاتا ہے مرید نے سوال کیا کہ حضرت وہ کس طرح - فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ خدائے پاک کو خلوت میں یاد کرتا ہے تو خدائے پاک بھی اسے خلوت میں یاد کرتے ہیں اور ہم کو اس وقت حق تعالیٰ نے اپنی یاد کی توفیق دے رکھی ہے بس سمجھ جاتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس وقت مجھے یاد فرما رہے ہیں - قرآن پاک میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم لوگ مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

ترجمہ و تشریح ۵۴۴/ جس نے آپ کے زانو کو بوسہ دیا دریائے کائنات اسکے کعب تک یعنی صرف ٹخنے تک ہے مراد یہ کہ اے خدا جس نے آپ کے قرب کی لذت دل میں پالی اس کی نگاہوں سے کائنات کے ہنگامے بے قدر ہو گئے آپ کی محبت کے باقی ہنگامہ نے دنیا کے فانی ہنگامہ کو سرد کر دیا۔

؎ بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے

ترجمہ و تشریح ۵۴۵/ اے مرشد! اسرار روح کو پھر بیان کیجئے اور اس قصۂ جانفزا کو پھر سنائیے۔

ترجمہ و تشریح ۵۴۶/ اے مرشد! میں خاموش ہوں تاکہ آپ حدیث دلکشا کو پھر سنائیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۴۷/ اے محبوب مرشد! میں اونچا سنتا ہوں اپنا چہرۂ مبارک میرے رُخ پر رکھ کر گفتگو کیجئے تاکہ آواز صاف سنائی دے سکے۔ ہاں آپ میرے محبوب حقیقی کی معرفت کی بات پھر سنائیے۔

ترجمہ و تشریح ۵۴۸/ ہاں اے مرشد تبریزیؒ وہ عالم ازل کا واقعہ پھر سنائیے کہ اس ساقی الست پر ارواح کس طرح فدا

ہوئیں تھی۔ ہاں پھر اس ماجرا کو سنا دیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۴۹/ اے مرشد تبریزیؒ! خزانہ انا فتحنا کے اسرار بیان کیجئے اور سرِ جان پاک مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر بیان کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۰/ اے مرشد تبریزیؒ! عاشقوں کی دعائے بارگاہ کبریا میں مقبول اور مُستجاب ہے پس اے دُعا کرنے والے اس دُعائے مقبول کا پھر اعادہ کیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۱/ اس وقت حضرت صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ عاشقان حق کی تسلی کے سامان ہیں پس اس محبوب ارواح عارفین صلاح الدین کا تذکرہ پھر کیجئے۔

حکایت: حضرت صلاح الدین زرکوبؒ سونے کے ورق بنایا کرتے تھے ان کی دوکان سے ایک دن حضرت جلال الدین رومیؒ گذر رہے تھے کہ اوراق کوٹنے کی آواز کی حُسن ضرب نے مولانا پر حال طاری کر دیا اور مولانا بیہوش ہو گئے

کسانیکہ یزداں پرستی کنند　　　برآواز دولاب مستی کنند

جب افاقہ ہوا تو حضرت صلاح الدین کے دل کی دنیا مولانا کے فیض سے بدل چکی تھی دوکان بند کی یا خیرات کر دی اور مولانا کے ہمراہ ہو لئے ؎

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

تاریخ میں منقول ہے کہ حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مولانا رومی کی رُوح نے حضرت صلاح الدین زرکوبؒ کو اپنا مونس بنالیا تھا۔ اور آخر میں حضرت حسام الدین کو اپنا رفیق بنالیا تھا اور مثنوی شریف مولانا حسام الدین کی

درخواست پر مولانا نے شروع فرمائی تھی۔ جس کا جگہ جگہ تذکرہ مثنوی میں موجود ہے۔ چنانچہ دفتر ششم (قسم سادس) کی ابتدا پر فرمایا۔

(۱) اے حسام الدین ضیائے ذوالجلال
میل می جوشد مرا سوئے مقال

(۲) اے حسام الدین ضیاء الدین بسے
میل می جوشد بقسم سادسے

ترجمہ (۱) مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اے حسام الدین ضیائے ذوالجلال میرے قلب میں مثنوی کا جوش پیدا ہو رہا ہے۔

(۲) اے حسام الدین ضیاء الدین! اکثر اوقات قسم سادس (دفتر ششم) کے لئے میرے قلب میں داعیہ پیدا ہو رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۲/ اے خدا! جملہ سرگشتگان محبت آپ کی معرفت سے عالم تحیّر میں ہیں اور آفتاب آسمان پر آپ کی جستجو میں سرگرداں ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۳/ اے مرشد شمس الدین تبریزیؒ آپ کے چہرۂ تاباں کو خدائے پاک نظر بد سے محفوظ رکھیں کہ ہزاروں طالبین کی جانیں آپ پر فدا ہو رہی ہیں۔ احقر مؤلف محمد اختر عفاء اللہ عنہ عرض کرتا ہے جو بھی خدا کی راہ میں مقتول اور دیوانہ ہوتا ہے وہی دوسروں کو مقتول اور دیوانہ کرتا ہے اللہ والے پہلے خود کو جلاتے ہیں اور اپنے نفس کو مٹاتے ہیں یعنی تیغ حق سے مقتول ہوتے ہیں۔

؎ ترے حکم کے تیغ سے میں ہوں بسمل
شہادت نہیں میری ممنون خنجر (اختؔر)

راہ خدا کا مقتول جہاد اصغر کا شہید ہو کر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے لیکن جہاد اکبر میں نفس کے بُرے بُرے تقاضوں اور آرزوؤں وتمناؤں کا خون کرنے والا اور اپنی جملہ مرضیات کو مرضیات الٰہیہ کے تابع کرنے والا ایسا شہید ہے جو ہمارے اندر زندہ ہوتا ہے اور مقام صدیقیت سے فائز ہوتا ہے ؎

کس کے زندہ شہید ہیں ہم نہیں یہ حسرت کہ سر نہیں ہے
ہمیں تو ہے اس سے بڑھ کر کے رونا کہ دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

اور یہ زندہ شہید ایسا مقتول راہ خدا ہوتا ہے کہ دوسروں کا قاتل ہوتا ہے یعنی دوسرے بندگان خدا اس کے فیض صحبت سے مقتول بارگاہ حق ہوتے ہیں یعنی یہ عشاق دوسرے بندوں کے لئے عشاق گر اور یہ دیوانے دوسرے غلام عقل کے لئے دیوانہ گر ہوتے ہیں۔

خلاصہ یہ نکلا کہ جو پہلے خود اپنے نفس کا قاتل اور تیغ حق کا مقتول نہیں ہوتا ہے وہ دوسروں کا قاتل نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ خشک اہل علم کی تقریریں بے اثر ہوتی ہیں اور جب کوئی عالم عاشق حق تقریر کرتا ہے تو آگ لگا دیتا ہے مگر لگاتا تو جب ہی ہے کہ خود اس کے لگی ہوتی ہے۔ حضرت رومیؒ نے اسی کو فرمایا ہے کہ ؎

نفس خود را کُش جہانے زندہ کن
خواجہ کشتہ است او را بندہ کن

ترجمہ: اس نفس کو مغلوب کر دو تاکہ اہل دل اور صاحب نسبت ہو کر اپنی روحانیت سے ایک جہان کو زندہ کر دو یعنی دوسرے غافل بندوں کو عاشق حق اور ذاکر حق بنا دو یہ نفس روح پر ظلماً غالب ہے حالانکہ روح آقا اور نفس غلام ہے بس مغلوب خواجہ روح کو اس ظالم نفس کے

ظلم سے چھڑاؤ اور اس دشمن کو بندہ اور محکوم بناؤ۔

دشمن راہ خدا را خوار دار　　　دزد را منبر منہ بردار دار　(رومیؒ)

ترجمہ: اس نفس کو جو راہ خدا کا دشمن ہے ذلیل اور فنا کرو اس چور کو منبر پر سرداری مت دو اس کو دار پر چڑھاؤ۔

کن ذلیلاً النفس ھونًا لا تسد　نفس کو مغلوب کرو اس کے تقاضے پر عمل نہ کر اور بڑائی نہ چاہو پہلے خود دل میں نور حق حاصل کرو اہل حق کی صحبت سے پھر یہ ہوگا

دل میں لگا کے ان کی لو کر دے جہاں میں نشر ضو
شمعیں تو جل رہیں ہیں سو بزم میں روشنی نہیں　(مجذوبؒ)

غصہ اور شہوت کا علاج: نفس کے تقاضے تقویٰ کے حمام کو روشن کرنے کے لئے مثل ایندھن دیئے گئے ہیں پس یہ تمنا کہ پیدا ہی نہ ہو غلط آرزو ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے والکاظمین الغیظ ہمارے خاص بندے غصّے کو پی جاتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اگر غصہ نہ ہو تو غصہ کو پینا کیسے ثابت ہوگا۔ پس غصہ کا آنا بُرا نہیں اس پر عمل کرنا بُرا ہے اسی طرح بُری خواہش کا پیدا ہونا مضر نہیں اس پر عمل کرنا مضر ہے۔ لکڑی اور ایندھن مضر نہیں ان کو کھانا مضر ہے پس نفس کے بُرے خواہشات پر عمل نہ کر کے ان لکڑیوں کو حمام تقویٰ کے اندر ایندھن کی طرح ڈال کر نور تقویٰ دل میں روشن کر لینا چاہئے یہ مختصر مضمون ہے جو تفصیل کا محتاج ہے کسی بزرگ سے بالمشافہ سمجھ لینا چاہئے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۴/ گاو و شیر و برّہ (آہوئے حسین) جدی (بز کوہی) فلک اور اس کے بروج ثور[1] و اسد[2] و حمل[3] و جدی[4]۔ اے شاہ جہاں سب آپ پر فدا و قربان ہیں۔ گاو و شیر و برہ و جدی سے مراد یہاں بروج آسمانی ہیں جن سے آفتاب ہو کر گذرتا ہے اور برّہ برج حمل کا نام ہے جس میں جب سورج ہوتا ہے تو موسم بہار ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۵/ اے خدا آپ کی رضا کی خاطر جو قربان ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے باقی ہو جاتا ہے ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق الآیہ خدائے پاک کا ارشاد ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ فنا ہونے والا ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

مراد یہ کہ اپنی جان و مال و آبرو اگر خدا کے نام پر لٹ، یا تو تمہاری جان مع اپنی متاع دولت و آبرو پائندہ باد ابدالاباد کے لئے ہو جائے گی اور اگر صرف دنیا پر فدا رہے تو دنیا و مافیہا تو فانی ہے بس اسی لپیٹ میں تم اور تمہاری جان و متاع بھی آ جائے گی۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۶/ اے خدا! اپنے باغ قرب و معرفت کو سر سبز رکھئے کیونکہ اس کا تعلق آپ کے بہارستان عالم لاہوت سے ہے جہاں دور شمس و قمر نہیں کہ انقلاب لیل و نہار سے موسم بہار خزاں رسیدہ ہو جائے جیسا کہ اس عالم ناسوت (دنیا) میں ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۷/ اے خدا تاکہ ارواح اولیاء کی اور ملائک کی آپ کے نخلستان کے باغ سے ہمیشہ قرب و معرفت کے پھل کھاتی رہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۸/ اے خدا آپ کے محبت کا شکر خانہ ہمیشہ آباد

رہے یعنی آپ کے قرب معرفت کی پنہاں حلاوت کی مصری اور شکر سے پُر ہو۔

ترجمہ و تشریح ۵۵۹/ اے خدا آپ کے اس دریائے عطا کا پانی کبھی مختفی نہ ہو تاکہ ہر طرف آپ کے احسانات کی نوازش عام رہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۰/ اے خدا اگر آپ کی طرف سے جذب پنہاں کارفرما نہ ہو گا تو ہمارے خاکی اجسام میں عشق کی دولت اور آپ کی طرف انجذاب کا درد کہاں سے آئے گا۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغر نہ مجھ کو ذوق عریانی
کوئی کھینچے لئے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

تجھے جذب خورشید شبنم مبارک
سوئے یار بے بال و پر جا رہی ہے (اختر)

ترجمہ و تشریح ۵۶۱/ اے خدا! انسان کی ایک مشت خاک کا آپکی محبت و عشق سے دیوانہ اور مست ہونا اور اس مشت خاک انسانی سے آپ کی محبت کی خوشبو محسوس ہونا یہ آپ ہی کی شان اور عظیم قدرت کا کرشمہ ہے اور آپ ہی کی آن ہے اور آپ ہی کی عطا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۲/ کل اس کے لطف نے دریافت کیا کہ اے رومی تو کون ہے میں نے کہا اے محبوب! میں آپ کی تھیلی یا جھولی میں مثل بلّی ہوں (جدھر آپ چاہیں لیجائیں)۔

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

ترجمہ: میرے دوست نے میری گردن میں دھاگہ باندہ رکھا ہے جدھر اس کا دل چاہتا ہے مجھے لے جاتا ہے۔

بلّی کی مثال میں ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ اس کو بند کر کے دور چھوڑ دینے سے پھر وہ اپنے مانوس گھر میں بھاگ آتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۳/ پھر میرے دوست نے کہا کہ اے رومی تم نے تواضع اور مسکنت سے اپنے متعلق بلّی کی مثال دی تو تم میرے کرم سے حسن ظن رکھو کہ تمہارا سلطان حقیقی اپنے کرم سے تمہیں شیر مرد بنا دے گا۔ یعنی گروہ رجال اللہ (مردان خدا) میں داخل فرمائے گا۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۴/ اے خدا یہ اشعار اگرچہ میری زبان سے نکل رہے ہیں مگر چونکہ آپ کے فیضان خاص سے ہو رہے ہیں اس وجہ سے کائنات میں یہ آپ کی ذات و صفات پر برہان و دلائل بنیں گے۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۵/ اے وہ ذات پاک کہ جس کے قدموں پر ارواح اور اجسام فدا ہو رہے ہیں اور دونوں جہاں اسکے دریائے جود و کرم میں غرق ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۶/ اے شمس الدین تبریزیؒ آپ کے عشق کی آگ نے ایک جہاں میں آگ لگا رکھی ہے۔ اے خدا حیرت آپ کے اولیاء کی تاثیر ہائے و ہو سے ؎

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہو گی

ترجمہ و تشریح ۵۶۷/ اے خدا جس وقت شمس الدین تبریزیؒ آپ کی جدائی کے غم کی کوئی مثال دیتے ہیں تو اس کا سلطانی رسم الخط بھی غم سے خون برساتا ہے۔

واقعی اللہ والوں کا رونا بھی بارگاہ حق میں عجیب درد سے ہوتا ہے۔

ے در جگر افتادہ ہستم صد شرر   در مناجاتم ببیں خون جگر (رومیؒ)

اے خدا آپ کی جدائی کے غم سے میرے جگر میں آگ کے سیکڑوں شعلے بھڑک رہے ہیں چنانچہ آپ میری دعا کے الفاظ میں بھی میرے جگر کا خون دیکھ لیجئے۔

ے ہر کجا گرید بہ سجدہ عاشقے   آں زمیں باشد حریم آں شہے

ے قطرۂ اشک ندامت در سجود   ہمسری خون شہادت می نمود

(از مثنوی اختر)

ترجمہ: ۱ خدا کا عاشق جس زمین پر بحالت سجدہ روتا ہے وہ زمین غایۃ قرب حق سے عرش بن جاتی ہے۔

۲ اور گناہ گاروں کے اشک ندامت جو حالت سجدہ میں زمین پر گرتے ہیں وہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں خون شہادت کی ہمسری کرتے ہیں۔

اس مقام کے مناسب احقر کے اردو اشعار

ے بن گئی عرش زمیں سجدہ   کس کی آنکھوں سے لہو برسا ہے

ے زمین سجدہ پہ انکی نگاہ کا عالم   برس گیا جو برستا تھا مرا خون جگر

برسائیں گے جب خون دل اور خون جگر ہم

دیکھیں گے تبھی نخل محبت میں ثمر ہم   (مجذوبؒ)

ے رونے کا جب مزہ ہے کہ اے چشم خونفشاں

ہر بوند میں لہو کی تمنا دکھائی دے

ے تاب نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں

ان کی جھلک بھی تھی مری چشم پر آب میں

ترجمہ و تشریح ۵۶۸) اے خدا جو آپ کے قرب سے اور آپ کی یاد کی لذت سے محروم ہے تو اس ویران روح کی راتیں کس طرح منحوس

گذرتی ہوں گی۔

ترجمہ و تشریح ۵۶۹/ سلطان عشق اور لشکر ہائے عشق کے سامنے خیمے اندر خیمے اور طناب اندر طناب ہوتے ہیں مراد یہ کہ عاشقان خدا رات دن حقائق و معارف اور قرب و انس کی نت نئی لذت اور کیفیت سے سرشار اور سرمست ہوتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۰/ عشاق حق کی ارواح کے لئے جو خیمے ہیں ان کے ستون نور کے انوار دراصل حق تعالیٰ شانہ کی تجلیات کا عکس اور پرتو ہوتی ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۱/ نہ جانے کس پردہ میں عشق پوشیدہ ہوتا ہے کوئی شخص آج تک عشق کا قیام گاہ نہیں جانتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۲/ لیکن عشق آفتاب کی طرح جب سر نکالتا ہے تو اس کے آہ و نالوں کا شور و غوغا عرش حق تک جاتا ہے۔

ے دل کو آزار محبت کے مزے آنے لگے
اس کے ہیں قربان کہ جسنے درد پیدا کردیا (مجذوبؒ)

میرا پیام کہدیا جا کے مکاں سے لامکاں
اے مری آہ بے نوا تو نے کمال کردیا (اختر)

دردِ فراق عاشقاں و وصال ایشاں

اشعار منتخب

شعر ۵۷۳/ اگر بے تو برافلاکم چو ابر تیرہ غمناکم
وگر بے تو بگلزارم برزندانم بجان تو

شعر ۵۷۴ اگر با تو بہ بندم من میان شہد و قندم
وگر با تو بخارستاں بہ بستانم بجان تو

شعر ۵۷۵ اگر پنہاں شوی از من ہمہ تاریکی کفرست
وگر پیدا شوی بر من مسلمانم بجان تو

شعر ۵۷۶ سماع گوش من نامت شراب ہوش من جامت
عمارت کن مرا آخر کہ ویرانم بجان تو

شعر ۵۷۷ بعشق شمس تبریزی بہ بیداری و شب خیزی
مثال ذرہ سرگرداں پشیمانم بجان تو

شعر ۵۷۸ اگر نہ عاشق اویم چہ میگردم بکوئے او
وگر نہ تشنۂ اویم چہ میجویم زجوئے او

شعر ۵۷۹ بر عقل و بر ہوشم کہ چوں پنبہ است در گوشم
چہ گوشم رست ازیں پنبہ درآید ہائے ہوئے او

شعر ۵۸۰ ہمی گوید دل زارم کہ من زو عدہ ہا دارم
نیاشامم شرابے من بجز خون عدوئے او

شعر ۵۸۱ چہ باشد ماہ یا زہرہ چو او بکشاید آں چہرہ
چہ دارد قند یا شہدے ز شیرینئ روئے او

شعر ۵۸۲ مرا ہر دم برانگیزی ز شوق شمس تبریزی
بگوائے دل مرا تاکے بیندازی بسوئے او

ترجمہ و تشریح ۵۷۳ اے خدا آپ کے قرب سے محروم ہو کر اگر افلاک پر بھی رہنا ہو تو میں مثل ابر تاریک و سیاہ غمناک رہوں گا اور اسی طرح اگر آپ کے بغیر گلزار میں رہوں تو اے خدا آپ کی ذات پاک کی قسم

وہ گلزار آپ کے بغیر میرے لئے قید خانہ ہوگا۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۴/ اگر اے خدا میری روح آپ کی ذات پاک سے وابستہ رہے تو گویا میں شہد و قند کے درمیان ہوں نیز اس طرح اگر خارستان میں آپ کا قرب میسر ہو تو بخدا میرے لئے وہ خارستان بہارستان ہوگا۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۵/ اے خدا اگر آپ میری نظر اور میرے قلب و روح سے پنہاں ہو جائیں تو مجھے ہر طرف تمام عالم تاریک معلوم ہوگا۔ اور دل میں العیاذ باللہ کفر جیسی تاریکی معلوم ہوگی اور اگر آپ کے تجلیات قرب میرے قلب و روح پر پھر متجلّی اور منکشف ہو جائیں تو بخدا میں اس وقت مومن اور مسلمان ہونے کو محسوس کر لوں گا۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۶/ میرے کان صرف آپ کا نام سنتے ہیں اور میرا ہوش صرف آپ کی محبت اور قرب سے بجا رہتا ہے پس اپنے کرم سے اپنا قرب خاص عطا فرما کر ہم کو آباد کر دیجئے۔ کہ بخدا آپ کے بغیر میں ویران ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۷/ بخدا حضرت شمس الدین تبریزی کے مقام عشق اور ان کی شب بیداری اور شب خیزی کے سامنے تو میں ایک ذرۂ سر گرداں کے مثل پشیمان اور نادم ہوں۔ یہاں مولانا رومیؒ نے اپنے شیخ کے مقابلے میں اپنی فنائیت پیش کی ہے اور طالب کو یہی سمجھنا چاہیئے خواہ وہ کتنا ہی ترقی کرلے۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۸/ اگر میں خدائے پاک کا عاشق نہیں ہوں تو انکی گلی میں کیا چکر لگا رہا ہوں اور میری روح اگر انکی پیاسی

نہیں ہے تو ان کے دریائے قرب سے میں کیا تلاش کر رہا ہوں مولانا رومیؒ کی مراد یہ ہے کہ عاشقان حق کی شب بیداری اور ذکر و فکر اور ان کا مجاہدہ یہی ان کے عشق باطنی کی دلیل ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۷۹ اے عشق تو میری عقل اور ہوش کو اُڑا دے کہ یہ تیرے کان میں محبوب کی آواز سننے سے مثل روئی بندش ہے یعنی عقل اور حواس خمسہ کے مدرکات نے ہم کو عناصر کے غوغائے فانی میں اس طرح مشغول کر رکھا ہے کہ عالم قدس اور عالم غیب کی طرف سے کوئی آواز سنائی نہیں دے سکتی لہٰذا اس عقل و ہوش سے دیوانگی اور بے خودی کی راہ پکڑنی چاہیئے۔ آگے دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ یہ اچانک عالم غیب سے ہائے ہوئے کی آواز کیوں محسوس ہونے لگی کیا میرا کان اس پنبۂ غفلت سے خلاصی پا گیا جو مانع ادارک اصوات غیبیہ تھا۔

ترجمہ و تشریح ۵۸۰ میرا قلب مضطر یہی پیغام دیتا ہے کہ میں نے بہت سے وعدے روز ازل کئے ہیں پس میں کسی شراب سے آسودہ نہیں ہو سکتا ہوں بجز اعداء اللہ کے خون سے۔ اس میں مولانا نے تمنائے جہاد و جانبازی بیان فرمائی ہے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

ترجمہ و تشریح ۵۸۱ اس محبوب حقیقی کے روئے تاباں اور جمال قدیم کے سامنے کسی چاند اور زہرہ ستارہ کا جمال حادث کیا دم لے سکتا ہے اور شہد اور قند کی شیرینی اس شہد ساز اور قند ساز کے روئے شیریں کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۸۲/ حضرت شمس تبریزیؒ کی ملاقات کا شوق ہر وقت مجھے برانگیختہ اور مضطر کرتا ہے بتا اے دل کہ کب تک مجھے تو اس محبوب کی طرف پھینکتا رہے گا۔

منتخب اشعار

شعر ۵۸۳/ اے کثر و راست میروی دوش چہ خوردۂ بگو
مست و خراب میروی خانہ بخانہ کو بہ کو

شعر ۵۸۴/ یا تو حریف می شوم چشم و چراغ روشنی
خفیہ چو ماہیاں روی حوض بہ حوض جو بہ جو

شعر ۵۸۵/ راست بگو نہاں مکن پشت بہ عاشقاں مکن
چشم کجاست تا کہ من آب کشیم سو بہ سو

شعر ۵۸۶/ چوں بشناخت بندہ را بندۂ کثر روندہ را
گفت بیا بہ نزد من چند روی تو سو بہ سو

شعر ۵۸۷/ سخت خوش است چشم تو وان رخ گلستان تو
دوش چہ خوردۂ مہا راست بگو بجان تو

شعر ۵۸۸/ فتنہ گرست نام تو پر شکرست کام تو
با طرب ست جام تو با نمک ست نان تو

شعر ۵۸۹/ بوئے کباب میزند از دم و از فغان من
بوئے شراب میزند از نفس و دہان تو

شعر ۵۹۰/ شکر کہ دید چشم ما انچہ ندید چشم کس
باز رسید جان ما بیخود و سر گران تو

شعر ۵۹۱/ ہر نفسے بگوئیم عقل تو کو چہ شد ترا
عقل نماند بندہ را در غم امتحان تو

شعر ۵۹۲/ مشرق و مغرب ار شوم ور بہ آسمان روم
نیست نشاں زندگی تا نرسد نشان تو

شعر ۵۹۳/ ہر سحرے چو ابروے بارم اشک بر درت
پاک کنم با ستیں اشک ز آستان تو

شعر ۵۹۴/ صبر پریدہ از دلم عقل رمیدہ از سرم
تا بکجا کشد مرا مستئ بے امان تو

شعر ۵۹۵/ شیر سیاہ عشق تو بشکند استخوان من
چونتو ضمان من بدی پس چہ شد آن ضمان تو

شعر ۵۹۶/ اے تبریز باز گو بہر خدا بہ شمس دیں
کیں دو جہاں حسد برد بر شرف جہان تو

شعر ۵۹۷/ ہزار بار کشید ست عشق کافر خو
شبنم ز بام بحجرہ ز حجرہ تا سر کو

شعر ۵۹۸/ سحر موکل عشق آمدہ کہ ہی برخیز
گرفتہ گوش مرا سخت ہمچو گوش سبو

شعر ۵۹۹/ زہر چہ بر کندم بر سبوئے تسلیم
سبو اسیر سقا گشتہ چون گرہ ز دا ز و

شعر ۶۰۰/ ہزار بار سبو را بسنگ بشکست او
شکست او خوشم آید ز ذوق و شوق رفو

شعر ۶۰۱/ سبو پردہ بدو گوش یا ہزاراں دل
بداں ہوس کہ خورد غوطہ درمیانہ جو

شعر ۶۰۲/ خموش کردم اگر چند کو تہست غزل
کہ خطاب شنیدن نہ گفتن ست نکو

ترجمہ و تشریح ۵۸۳/ اے مرشد شمس تبریزیؒ رات آپ نے طاعات نافلہ تہجد و تلاوت اور آہ و نالوں اور مناجات خون جگر سے کس قدر غذائے معرفت و محبت نوش کر لیا ہے کہ اس کے اثر سے آپکی چال مستانہ ہو رہی ہے یعنی کبھی داہنے کبھی بائیں جھکے جا رہے ہیں آپ کا خانہ بہ خانہ اور کو بہ کو اس طرح مست و خراب چلنا پھرنا آپ کی مخفی باطنی دولت قرب حق کے نہایت وافر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

مجذوب ماسوا سے ہے بیگانہ آج کل
تیری ہی دھن میں ہے ترا دیوانہ آج کل
اک تجھ سے باخبر ہے اور سب سے بے خبر
کیا ہوشمند ہے ترا دیوانہ آج کل
اہل جہاں سے لاکھ ہے بیگانہ آج کل
خلق خدا ہے پھر بھی تو پروانہ آج کل
مجذوبؒ کی طرف نہ کھنچیں کیوں سبھی کے دل
جان جہاں کی دھن میں ہے دیوانہ آج کل

ترے نام کی دل پہ ضربیں لگا کر ۔۔۔ میں نقش دوئی میٹنا چاہتا ہوں
رہوں ذکر و طاعت میں ہر دم الٰہی ۔۔۔ یہی عمر بھر مشغلہ چاہتا ہوں
جہاں سانس لینے میں ہو آہ پیدا ۔۔۔ بس اب کوئی ایسی فضا چاہتا ہوں

ترجمہ و تشریح ۵۸۴/ اے مرشد تبریزی میں آپ کے ساتھ غذائے معرفت و محبت نوش کرنے میں آپ کا رفیق و حریف رہنا چاہتا ہوں جہاں بھی اور جس مقام قرب پر بھی آپ تخفہ طور۔ مثل مچھلیوں کے حوض بہ

حوض اور نہر بہ نہر سفر کریں۔

ترجمہ و تشریح ۵۸۵ اے مرشد تبریزیؒ! سچ سچ بتادیجئے اپنے قرب پنہاں کے مقام کو مجھ سے نہ چھپایئے۔ اور اپنے عاشقوں کی طرف پشت نہ کیجئے۔ آپ کی آنکھیں کدھر ہیں میں آپ کی آنکھوں سے کچھ پینا چاہتا ہوں۔

؎ میکشو یہ تو میکشی رندی ہے میکشی نہیں
آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں

؎ بوے مے را گر کسے مکتوں کند
چشم مست خویشتن راچوں کند (رومی)

مولانا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی رند بوئے مے کو کسی خوشبودار چیز (لونگ الائچی) سے چھپا بھی لے گا تو وہ اپنی مست آنکھوں کو کہاں لے جائے گا اور اسے کیسے چھپائے گا۔ اسی طرح اہل اللہ اگر اپنی مخفی طاعتوں اور ذکر و شغل و مناجات اور شب خیزیوں اور آہ و نالوں کو چھپا بھی لیں تو ان سے پیدا شدہ اُن انوار و کیف کو کہاں لے جائیں گے جو ان کے چہرہ اور ان کی آنکھوں سے عیاں ہوتے ہیں ؎

مردِ حقّانی کے پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیشِ ذی شعور

ترجمہ و تشریح ۵۸۶ حضرت مرشد تبریزیؒ نے جب مجھے پہچان لیا کہ یہ تو جلال الدین رومی ہے تو اپنے سکر و کیف و مستی ہی کی حالت میں فرمایا کہ ارے تم میرے پاس آجاؤ کب تک اِدھر اُدھر مارے مارے پھروگے یعنی گنجینۂ علم و معرفت کے پاس رہنے کا ارادہ کرلو۔ آہ جس وقت لوگوں نے حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں رکھا تو

حضرت شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ مٹی ڈالتے ہوئے یہ شعر پڑھتے جاتے تھے

ہ مٹی میں کیا سمجھ کے دباتے ہو دوستو
گنجینۂ علوم ہے یہ گنج زر نہیں

حکایت : کسی نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ سے دریافت کیا تھا کہ بزرگوں کے پاس دفن ہونے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت مجمع میں پنکھا کس کو جھل رہے ہو۔ کہا آپ کو۔ پنکھا بڑا تھا دوسروں کو بھی ہوا لگ رہی تھی فرمایا اسی طرح حق تعالیٰ کی رحمت کا مقصود کوئی ہوتا ہے مگر پاس والوں کو بھی اس رحمت کے جھونکوں سے استفادہ ہوتا رہتا ہے۔ ارواح ثلثہ صفہ ۱۸۱

حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے جنازہ میں عام مسلمانوں کے علاوہ کمبل پوش فقراء کی ایک بڑی جماعت حاضر تھی جو بعد دفن غائب ہو گئی۔ (غالباً ابدال تھے) سوانح قاسمیہ ج ۲ ۔

ترجمہ و تشریح ۵۸۷ اے مرشد تبریزی! آج تو آپ کی آنکھیں نہایت انوار سے پُر ہیں اور آپ کا چہرہ گلستان قرب حق معلوم ہو رہا ہے۔ سچ سچ بتائیے کہ رات آپ نے کس درد و محبت اور اخلاص سے اُس جان کائنات کو یاد کیا ہے جس کے انوار و کیف نے آپ کی آنکھوں کو بھی مست کر دیا ہے اور چہرہ کو بھی تاباں کر دیا ہے۔

ہ دل کو آزار محبت کے مزے آنے لگے
اسکے میں قربان کہ جسنے درد پیدا کر دیا (مجذوبؒ)

ہ دل کی گہرائی سے اُن کا نام جب لیتا ہوں میں
چومتی ہے میرے قدموں کو بہار کائنات (اختر)

ترجمہ و تشریح
۵۸۸/ اے مرشد تبریزیؒ آپ کا نام شمس الدینؒ بھی نہایت پیارا اور فتنہ گر ہے اور آپ کا مقصود "رضائے حق" بھی نہایت شیریں (پر شکر) ہے آپ کے ارشادات بھی نہایت ہی پر کیف اور پر درد و محبت ہیں اور آپ کی غذائے روحانی نہایت ہی لذیذ ہے جس طرح نان پر نمک لذیذ ہوتا ہے اسی طرح آپ کے ذکر کو آپ کے قلب کی آہ و درد محبت کی آمیزش نہایت قوی النور بنا دیتی ہے۔

ترجمہ و تشریح
۵۸۹/ اے مرشد تبریزیؒ! میری آہ و فغاں سے میرے جگر کی سوختگی کا دھواں محسوس ہوتا ہے اور آپ کے عشق باطن سے آپ کے اندر میخانۂ محبت ہے جس کے سبب آپ کی گفتگو اور سانس سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو آتی ہے۔

ترجمہ و تشریح
۵۹۰/ اے مرشد تبریزیؒ! آپ کو تبریز سے شام تک کسی نے نہ پہچانا تھا کہ جلال الدین رومی خدا کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس کی آنکھ نے آپ کے اندر وہ علوم و معارف اور وہ قرب ولایت دیکھا جس کو کسی نے نہ دیکھا تھا۔ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری جان مضطر و تشنہ کے لئے آپ کو حق تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے مجھے عطا فرما دیا۔

ترجمہ و تشریح
۵۹۱/ ہم ہر وقت کہتے ہیں کہ آپ کی عقل پر ربودگی کیوں ہے حالانکہ اے خدا بندہ کی عقل آپ کے غم امتحان سے ربودہ ہوگئی ہے۔

ترجمہ و تشریح
۵۹۲/ اے خدا اگر ہم مشرق سے مغرب تک سفر کریں یا آسمان پر بھی سفر کرنے لگیں لیکن کہیں بھی آپ کے

بغیر اصلی زندگی نہیں مل سکتی ہماری زندگی کو جہاں آپ کے نشانات ملتے ہیں وہیں زندگی کو زندگی معلوم ہوتی ہے۔

تسخیر مہر و ماہ مبارک تجھے مگر
دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں (اکبر الہ آبادی)

ترجمہ و تشریح ۵۹۳/ اے خدا! آخر شب میں مثل ابر میں آپ کے حضور اپنے گناہوں سے نادم ہو کر گریہ وزاری کرتا ہوں اور تسلسل قطرات اشک ندامت سے سجدہ گاہ جب تر ہو جاتا ہے تو آپ کے آستاں پر گرے ہوئے اشکوں کو میں اپنی آستین سے صاف کرتا ہوں۔

ہو گئی خشک چشم تر بہہ گیا ہو کے خون جگر
رونے سے دل مرا مگر ہائے ابھی بھرا نہیں

ترجمہ و تشریح ۵۹۴/ اے خدا میرے دل سے صبر اڑ چکا ہے اور عقل میرے سر سے راہ فرار پکڑ چکی ہے آپ کی محبت اور وفور شوق مجھے کہاں تک پہنچانے والی ہے؟

ترجمہ و تشریح ۵۹۵/ آپ کے عشق کا سیاہ شیر میری ہڈیوں کو بھی کھائے جا رہا ہے یعنی مجاہدات شاقہ سے کلیجہ منہ کو آنے لگا اور صبر میں زلزلہ آگیا جب آپ ہمارے محافظ اور ضمان ہیں تو وہ آپ کا ضمان کہاں ہے؟

انتباہ: یہ مضامین حالت مغلوبیت کے ہیں اور مغلوب الحال معذور ہوتا ہے ہوش والا ایسی کرے گا تو اس سے باز پرس اور مواخذہ ہوگا اور اس کا باطن بھی تباہ ہوگا۔ مولانا نے غلبۂ حال میں یہ مضامین کہا ہے یہ چھٹی صدی ہجری کے حضرات ہیں ان کے طاعات و مجاہدات زبردست تھے

اس وجہ سے اُن کے انوار اور آثار و کیفیات بھی نہایت قوی ہوتے تھے ان پاکیزہ ارواح پر قرب حق کے تجلیات بھی نہایت قوت اور کرّ و فر سے وارد ہوتی تھیں۔ عناصر اجسام کبھی تحمل سے قاصر اور عاجز ہوجاتے تھے اسوقت غلبۂ حال میں ایسی باتیں فرماجاتے تھے۔ اور یہ ایسے مخلص جانباز تھے کہ پھر بھی بزبان حال یہی کہتے رہتے تھے ؎

دکھا جلوہ وہی غارتگر جان حزیں جلوہ
ترے جلوؤں کے آگے جان کو ہم کیا سمجھتے ہیں (اصغرؔ)

؎ بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے (مجذوبؔ)

انھیں تجلیات قویہ خاصہ کو مولانا نے مثنوی میں بیان فرمایا ہے۔

(۱) گر بہ بینی کرّ و فر قرب را — جیفہ بعد ازیں ایں شرب را
(۲) گر بہ بینی یک نفس حسن ودود — اندر آتش افگنی جان ودود
(۳) اے کہ نارستہ ازیں فانی رباط — تو چہ دانی سکر و صحو و انبساط

ترجمہ (۱) اے مخاطب اگر تو حق تعالیٰ کے قرب کا کرّ و فر دیکھ لے تو تمام کائنات اور اس کی رنگینیاں تیری نگاہوں میں مردار اور بے قدر معلوم ہوں۔

(۲) اگر ایک لمحہ کو بھی تو خدائے پاک کے جمال کو دیکھ لے تو وفور شوق سے اپنی جان کو آتش بلا میں ڈالدے۔

(۳) اے شخص تجھے تو دنیا پرستی ہی سے فرصت نہیں تو کیا جانے کہ اس جمال جہاں فروز کے قرب سے ارواح عارفین عاشقین پر کیا بےخودی، فنائیت اور استغراق و انبساط طاری ہوتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۹۶؎ اے شہر تبریز! تو خدا کے لئے میرے مرشد شمس دین کے صدقے مجھے یہ تو بتادے کہ تمام دوسرے شہر بلکہ دونوں جہاں تیری شرافت پر کیوں حسد کرتے ہیں۔ حضرت رومی علیہ الرحمۃ نے یہ مضمون بھی غلبۂ حال سے فرمایا ہے یعنی اس وقت مولانا کی روح پر حضرت شمس تبریزی کی محبت کا غلبہ ہوگیا تھا۔ اور غلبۂ حال میں دوسرے پہلو کی طرف نظر نہیں جاتی۔

ترجمہ و تشریح ۵۹۷؎ عشق کافر خو یعنی عشق ظالم نے ہزار بار مجھے در در کی ٹھوکریں کھلائیں ہیں ؎

گاہ راندی مرا گاہ خواندی مرا　　اے عشق کجا کجا رسانیدی مرا

ترجمہ و تشریح ۵۹۸؎ شب آخر بوقت سحر عشق کا مؤکل آیا اور مجھ سے کہا کہ خبردار کیا پڑا سوتا ہے اٹھ اور وضو کرکے بارگاہ حق میں نماز تہجد کے لئے کھڑا ہو جا اور اس نے مجھے سوتے ہوئے سے میرا کان اس طرح پکڑ کر اٹھایا جس طرح لوگ صراحی کا کان پکڑ کر اٹھاتے ہیں۔

مراد ہاتف غیبی ہے جو اکثر اولیاء اللہ کو تہجد کے وقت محسوس ہوتا ہے یعنی اگر اقتضاء شریعت سے کسل و کاہلی اور نیند سے جب آنکھ نہیں کھلتی تو کوئی آواز غیبی بیدار کر دیتی ہے اور یہ استمراری اور اختیاری نہیں محض فضل باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ و تشریح ۵۹۹؎ میرے تسلیم کے سبو میں جو کچھ چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں اور سبو تو محتاج سقاء ہوتی ہے وہ سقاء سے کب بے نیاز ہو سکتی ہے یعنی ہم نے تمام امور کو حق تعالیٰ کی طرف تفویض کر دیا ہے اور انھیں پر بھروسہ کیا ہے۔ سقاء بفتح سین و تشدید قاف

واخرش ہمزہ (پانی پلانے والا) (غیاث)

ترجمہ و تشریح ۶۰۰/ انھوں نے ہزاروں بار اپنے پتھر سے ہمارے سبو کو توڑا لیکن ان کا توڑنا مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتا ہے کیونکہ ٹوٹنے کے بعد ان کے ہاتھوں سے رفو کا ذوق و شوق مجھے مست و بیخود و مسرور کرتا ہے۔

ترے ہاتھ سے زیر تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں (اختر)

مولانا کے اس شعر میں تفویض و تسلیم کی تعلیم ہے اور سبو سے مراد متاع ہستی ہے توڑنے سے مراد تکوینی تربیت کے ضرا اور سرا تکلیف و راحت کے اسباب ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۰۱/ سبو کو ان کے سپرد کر دیا ہے اور ہزاروں دل سے ان کے کرم کی طرف متوجہ ہوں اس امید پر کہ ان کی رحمت سے میرے سبو کو اُن کے دریائے قرب میں غوطہ کھانے کا موقع ہاتھ لگے۔ (سبو سے مراد یہاں بھی متاع ہستی ہے) اہل ذوق اور اہل محبت اس اختصار ہی سے تفصیل کا لطف حاصل کر سکتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۰۲/ میں اب خاموش ہو گیا اگرچہ یہ غزل مختصر رہ گئی لیکن کبھی محبوب سے خطاب سننا بہتر ہوتا ہے خود بولنے سے

اشعار منتخب

حل لغت زمستاں : موسم سرما

وحل : زمین تر از آب

عنا : رنج و مشقت ۔ پاکوفتن ۔ رقص کرنا

شعر ۶۰۳ آن چشم شوخش را نگر مست از خرابات آمده
در قصد خون عاشقاں اندر کمر دامن زده

شعر ۶۰۴ زیں بادہ شاں افسوں کنم تا جملہ را مجنوں کنم
تا تو نیابی عاقلے در حلقۂ آدم کده

شعر ۶۰۵ لیلیٰ ما ساقی جاں مجنون او شخص جہاں
جز لیلیٰ و مجنوں بود پژمرده و بیفائده

شعر ۶۰۶ رفت آں عجوز پر دغل رفت آں زمستان وحل
آمد بہار و زاد از و صد شاہد و صد شاہده

شعر ۶۰۷ اے جبرئیل از عشق تو اندر سما پا کوفتہ
اے انجم و چرخ و فلک اندر ہوا پا کوفتہ

شعر ۶۰۸ دل دیده آبروی خود در عشق خاک کوئے تو
چوں آں عنایت دید دل اندر عنا پا کوفتہ

شعر ۶۰۹ قومے بدیده خیرگی عاشق شده لیک از حسد
وز کبر و ناموس و ریا ہم در خلا پا کوفتہ

شعر ۶۱۰ اصحاب کبر و عجب کے باشند لایق شاہ را
کز عزت ایں شاہ با صد کبریا پا کوفتہ

شعر ۶۱۱ قومے ببینی رقص کن در عشق نان و شوربا
قومے دگر در عشق شاں نان وا ما پا کوفتہ

شعر ۶۱۲ خورشید با شد ذرّۂ در عشق نورش چرخ زن
مرغ سحر از شوق او در والضحیٰ پا کوفتہ

شعر ۶۱۳ اے باد صبح تیز رو با شمس تبریزی بگو

از حال من از قال من اندر وفا یا کوفتہ

ترجمہ و تشریح ۶۰۳ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ میرے مرشد شمس تبریزیؒ کی مست پُر خمار آنکھیں تو دیکھو کہ عالم ہو سے کیا پی کر آئے ہیں یعنی کس قدر ذکر اللہ کے نشہ سے سرشار ہیں اور اپنے طالبین و عاشقین کو اپنی نگاہوں سے قتل کرنے کے لئے اپنے کمر کو دامن سے باندھے ہوئے ہیں۔ مراد یہ کہ اپنے طالبین و مریدین کو بھی خدائے پاک کی محبت کا درد عطا فرما کر خدا کا دیوانہ بنانا چاہتے ہیں۔ بعض اہل ظاہر کہتے ہیں کہ ذکر میں کیا نشہ ہو سکتا ہے تو واقعی جان ناکساں و محروماں کو یہی معلوم ہوتا ہے لیکن جب کسی اللہ والے کی نظر پڑ جاوے اور کسی بزرگ کامل کی جوتیاں سیدھی کرنے کی توفیق ہو جاوے تو معلوم ہو گا کہ کیا کیف و سرور اہل اللہ کے پاس ہے۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ پہلے تو تصوف سے بیگانہ تھے صوفیائے کرام کی طرف التفات کو اپنے وقار علمی کے خلاف سمجھتے تھے لیکن تقدیر ان کو تھانہ بھون لائی اور شیخ تھانویؒ سے بیعت ہو کر ذکر و شغل شروع کیا پھر تو جو چاشنی اور لذت روحانی ملی اس کو خود انھیں کی زبان سے سنیئے یہ علامہ موصوف کے اشعار ہیں۔ ذکر اور تہجد کو کس انداز سے بیان فرمایا ہے ؎

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا ذکر میں تاثیر دور جام ہے
وعدہ آنے کا شب آخر میں ہے صبح سے ہی انتظار شام ہے

پھر علامہ موصوف نے اپنے اوپر تبصرہ کرنے والوں کو بزبان حال یہ

جواب دیا ؎

مرے حال پر تبصرہ کرنے والو　　　　تمہیں بھی کبھی عشق یہ دن دکھائے

ترجمہ و تشریح ۶۰۴/ حضرت شمس تبریزیؒ کی طرف سے حکایۃً فرماتے ہیں کہ میں اپنے طالبین کی ارواح کو عشق حقیقی کی لذت سے آشنا کرنا چاہتا ہوں تاکہ سب کو اپنے مولیٰ کا مجنوں بنا دوں تاکہ کائنات میں بنی نوع آدم کے اندر کوئی بھی محض عقل پرست اور غافل از حق نہ رہے۔ یعنی عقل کو آمیزش عشق حق سے عقل تام بنا دوں۔ حضرت مجذوب اسی کو فرماتے ہیں

ازل میں سامنے عقل و جنوں دونوں کا ساماں تھا
جو میں ہوش و خرد لیتا تو کیا میں کوئی ناداں تھا

؎ اب بھی مجذوبؔ جو محروم پذیرائی ہے
کیا جنوں میں ابھی آمیزش دانائی ہے　　(مجذوبؒ)

؎ نگاہِ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اسے
خرد کے سامنے اب تک حجاب عالم ہے　　(اصغرؔ)

ترجمہ و تشریح ۶۰۵/ اے لوگو! ہمارا محبوب ہمارا رب کریم ہے تمہیں لیلیٰ کے لفظ سے دھوکہ نہ ہو (یہ اصطلاح عشق کی گفتگو ہے کسی اہل عشق سے ہمارا کلام سمجھ لو) وہی ساقی ازل ہی ہماری ارواح کا محبوب ہے اور یہ جہان مجموعی اعتبار سے شخص واحد فرض کرتے ہوتے ان کا مجنوں ہے یعنی جب ہر ذرّہ کائنات حق تعالیٰ شانہ کا دیوانہ اور تسبیح خوان ہے تو تمام کائنات اور پورے جہان کو ان کا دیوانہ کہنا روا ہے۔ اور ذکر حق اور عاشق حق اور جو امور ذکر کے لئے معین ہیں ان کے علاوہ دنیا بے کار اور گل افسردہ ہے۔

کوئی مزہ مزہ نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں　　تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں
(مجذوبؒ)

ترجمہ و تشریح ۶۰۶/ یہ بڑھیا دنیا جو مکر و فریب سے پر ہے میرے قلب سے نکل چکی اور موسم سردی کا (یعنی خزاں کا) مع اپنے اثار افسردگی ختم ہوا۔ اب حق تعالیٰ کی محبت کا موسم بہار آگیا اور اللہ والوں کی صحبت کے لطف اور ذکر اللہ کے مزے ملنے لگے ؎

دل کو ازار محبت کے مزے ملنے لگے
اسکے میں قربان کہ جس نے درد پیدا کردیا

ترجمہ و تشریح ۶۰۷/ اے خدا! آپ کی محبت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی افلاک پر حالت وجد میں سرگرداں و حیراں ہے اور اے وہ ذات پاک کہ آپ کی محبت میں ستارے و افلاک بھی فضاء میں محو گردش ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۰۸/ اے خدا! دل نے آپ کی محبت کی عظیم نعمت و دولت سے اپنی قیمت و عزت محسوس کرلی اور آپکے عنایات و الطاف کے پیش نظر عشاق کے دل آپ کی راہ کی ہر بلا و مشقت کو خوشی خوشی قبول کرنے کو تیار رہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۰۹/ ایک قوم ایسی ہی ہے جو حیرت کی نگاہ سے آپ پر عاشق تو ہوئی لیکن آپ کے مقبولین سے بوجہ حسد و کبر و ریا و ناموس تعلق نہ قائم کیا جس سے ان کو صحیح راہ آپ کی نہ مل سکی اور ناچار گمراہی کے غیر متناہی خلاء میں آپ سے محروم سرگرداں و پریشاں ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۱۰/ مولانا بطور نصیحت فرماتے ہیں کہ تکبر اور عجب و خود بینی والے لوگ دراصل اس محبوب حقیقی تعالیٰ شانہٗ کے لائق ہی نہیں ہیں ان کو کہاں نصیب کہ اس لامتناہی کبریائی والے

شہنشاہ کی عظمت کے سامنے اپنی ہستی کو فنا کر کے حیات دائمی سرمدی اور حیات طیبہ حاصل کر لیں۔ تکبر کی نحوست نے تو عزازیل ابلیس لعین کو گمراہ کر دیا۔ حق تعالیٰ اس خبیث بیماری سے ہم سب کو محفوظ فرما دیں آمین

ترجمہ و تشریح

۶۱۱/ اے لوگو! ایک قوم دنیا میں ایسی دیکھو گے کہ وہ روٹی اور شوربا کے لئے حالت رقص میں ہے اور آخرت سے غافل ہے اور ایک قوم حق تعالیٰ کے عاشقین کی دیکھو گے کہ وہ آخرت کے کاموں میں لگے ہیں اور روٹی وشوربا ان کی تلاش میں رقصاں و سرگرداں ہے اور روٹی پکانے والا نان ساز بھی آیا۔ تیار کنندہ (غیاث)

ترجمہ و تشریح

۶۱۲/ خورشید جہاں تاب مثل ایک ذرہ حق تعالیٰ کی تجلیات کے لئے آسمان میں سرگرداں ہے اور نور سحر انوار الٰہیہ کے لئے تمام عالم میں ساعۃ فساعۃً متزائد و متصاعد ہوتی جارہی ہے۔

ترجمہ و تشریح

۶۱۳/ اے باد صبح! تیز رفتاری سے جا کر ہمارے شمس تبریزیؒ سے ہمارا پیغام کہدے اور ہمارے قال و حال کے نقل میں باوفا رہنا اور مست و رقصاں جانا۔

اشعار منتخب

حل لغت —— دولاب: چرخی جس سے پانی نکالتے ہیں اور اس پریشان حال کو کہتے ہیں جو قرض لے کر دوسروں کا قرض ادا کرتا ہے۔ بہرام فلک: ستارہ مریخ کہ بر فلک پنجم ہست۔ زنہار کبھی: ہوش و آگاہی پرکار: دانا۔ قاضی فلک: ستارہ مشتری۔ گلکار: روشن۔ وثاق: بند و قید۔

شعر/ ۶۱۴ این نیمشباں کیست چو مہتاب رسیدہ
پیغمبر عشق ست باصحاب رسیدہ

شعر/ ۶۱۵ این کیست چنیں غلغلہ در شہر فگندہ
برخرمن درویش چو سیلاب رسیدہ

شعر/ ۶۱۶ این کیست بگوئید کہ در گفت جزاو نیست
شاہے بدر خانۂ بواب رسیدہ

شعر/ ۶۱۷ این کیست چنیں خوان کرم باز کشیدہ
خنداں جہت دعوت اصحاب رسیدہ

شعر/ ۶۱۸ زاں نالہ وزاں اشک کہ خشک و تر عشق ست
یک نغمۂ تر نیز بدولاب رسیدہ

شعر/ ۶۱۹ یکدستہ کلید ست بزیر بغل عشق
از بہر کشانیدن بوّاب رسیدہ

شعر/ ۶۲۰ اے مرغ دل ار بال بشکست از صیاد
از دام رہد مرغ بمضراب رسیدہ

شعر/ ۶۲۱ آں کیست چنیں مست زخمار رسیدہ
یا یار بود یا زبر یار رسیدہ

شعر/ ۶۲۲ یا شاہد جانست زِ روبند کشادہ
یا یوسف مصری ست زبازار رسیدہ

شعر/ ۶۲۳ یا زہرۂ و ماہ ست در آمیختہ باہم
یا سرو گل سرخ زگلزار رسیدہ

شعر/۶۲۴ چشمۂ خضر ست رواں گشتہ زہر سو
یا ترک خوش ماست زبلغار رسیدہ

شعر/۶۲۵ یا ساقی دریا دل ما بزم نہا دست
یا نقل شکر ہائے بقنطار رسیدہ

شعر/۶۲۶ شاہ پریاں ہیں ز سلیمان پیمبر
اندر طلب ہد ہد طیار رسیدہ

شعر/۶۲۷ خوبان زمیں از پئے او جیب دریدہ
قاضی فلک بے سر و دستار رسیدہ

شعر/۶۲۸ از بہر دیت دادن ہر کشتہ کہ او کشت
ہمیان زر آوردہ باتیار رسیدہ

شعر/۶۲۹ اول دیت خون تو جامیست ز دستش
در کش کہ رحیق ست ز اسرار رسیدہ

شعر/۶۳۰ ہیبت خونریزی آں چشم چو مریخ
بہرام فلک از پئے زنہار رسیدہ

شعر/۶۳۱ اے ماہ وائے دو دیدۂ بینا چگونۂ
وے رشک ماہ گنبد مینا چگونۂ

شعر/۶۳۲ اے ما و صد چو ما ز مئے تو خراب و مست
ما بے تو خستہ ایم تو بے ما چگونۂ

شعر/۶۳۳ اے مرغ عرش آمدہ در دام آب و گل
بے خون و خلط و بلغم و صفرا چگونۂ

شعر ۶۳۴/ اے کوہ قاف صبر وسکینہ چہ صابری
وی عزلتے گرفتہ چو عنقا چگونہٗ

شعر ۶۳۵/ عالم بہ تست مست تو اندر چہ عالمے
تنہا بہ تست زندہ تو تنہا چگونہٗ

شعر ۶۳۶/ گل رانگر زلطف سوے خار آمدہ
دل پارہ پارہ کردو لدار آمدہ

شعر ۶۳۷/ مہ رانگر بر آمدہ مہمان شب شدہ
دامن کشاں ز عالم انوار آمدہ

شعر ۶۳۸/ خورشید رانگر کہ شہنشاہ کشورست
از بہر عذر گا ذرو گلکار آمدہ

شعر ۶۳۹/ آں دلبرے کہ دل زہمہ دلبراں برد
اندر وثاق ایں دل بیمار آمدہ

شعر ۶۴۰/ آں روح ہمچو عشق دریں خاکدان غریب
مانندہٗ مسیح بگفتار آمدہ

شعر ۶۴۱/ ہمچوں بہار سوئے درختان خشک ما
آں نوبہار لطف بایثار آمدہ

شعر ۶۴۲/ پنہاں بود بہار ولے در اثر نگر
ز و باغ زندہ گشتہ و پرکار آمدہ

شعر ۶۴۳/ جاں را اگر نہ بینی در دلبراں نگر
با قد سرو روئے چو گلزار آمدہ

شعر ۶۴۴ گر عشق را نہ بینی در عاشقاں نگر
حلاج وار خوش بسر دار آمدہ

شعر ۶۴۵ در عین مرگ چشمۂ آب حیات دید
آں چشمۂ کہ مایۂ دیدار آمدہ

شعر ۶۴۶ آمد بہار عشق بہ بستان در آ درا
بنگر بشاخ و برگ با قرار آمدہ

شعر ۶۴۷ اقرار میکنند کہ حشر و قیامت ست
ایں مردگاں باغ دگر بار آمدہ

ترجمہ و تشریح ۶۱۴ نیم شب خواب میں یا حالت ذکر یا حالت مراقبہ میں کوئی تجلی خاص کا ظہور ہوا جس کے جمال سے متاثر اور محو حیرت ہو کر مولانا نے یہ اشعار کہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ نیم شب کون مثل ماہ تاباں نظر آیا گویا کہ پیغمبر عشق ہے جو اپنے اصحاب کے پاس آیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۱۵ یہ کون آیا کہ دل کے شہر میں غلغلہ مچ گیا اور خرمن درویش پر مثل سیلاب چھا گیا۔

ے
میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا

ترجمہ و تشریح ۶۱۶ یہ کون جلوہ فرما ہوا کہ وہ خود ہی بشارت دے رہا ہے کہ شاہ خانۂ پاسبان کے دروازہ پر آیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۱۷/ یہ کون جلوہ فرما ہے جس نے اس طرح خوان کرم بچھا رکھا ہے اور اصحاب دعوت کی طرف خنداں آیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۱۸/ عشق کے خشک و تر نغمے جو نالہ اور اشک سے ترکیب پاتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے دولاب کا نغمۂ تر جو عاشقوں کو مست کرتا ہے یعنی پانی کھینچنے کی چرخی کے ڈول خشک کنوئیں میں جب داخل ہوتے ہیں اور پھر پانی بھر کر برآمد ہوتے ہیں اور کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں تو ان کی آواز عاشقوں کو مست کرتی ہے۔

ے کسانیکہ یزداں پرستی کنند
برآواز دولاب مستی کنند (سعدی شیرازیؒ)

ترجمہ: حق تعالیٰ کے عاشقوں کو دولاب (پانی کھینچنے کی بہت سے ڈولوں کی چرخی) کی آواز بھی مست کر دیتی ہے اور مولانا رومیؒ تو سونے کے اوراق کوٹنے کی آواز سے حضرت صلاح الدین زرکوبؒ کی دوکان پر بے ہوش اور بے خود ہو گئے اہل ظاہر کے لئے یہ مضامین ناقابل فہم ہیں جب تک کہ وہ اہل باطن کی صحبت میں رہ کر چندے ذکر و شغل نہ کریں۔ حضرت مرشدیؒ فرمایا کرتے تھے۔

ے جانے کیا بے درد لذت درد کی

ترجمہ و تشریح ۶۱۹/ اقفال منزل محبوب حقیقی کھولنے کے لئے عشق زیر بغل سیکڑوں کنجیوں کا دستہ لئے ہوئے پاسبان خانہ محبوب کے پاس آ پہنچا —— یعنی جب حق تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو تمام احکام شریعت پر عمل آسان ہو جاتا ہے اور یہ دولت عاشقان حق کی صحبت سے اور التزام ذکر و فکر و تفکر انعامات و احسانات

الٰہیہ سے عطا ہوتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۰؎ اے مرغ دل اگر صیاد نے تیرے پر و بال نوچ کر تجھکو بازو شکستہ کردیا ہے تو خنجر تسلیم کے سامنے اپنی گردن رکھدے کہ مرغ بمضراب رسیدہ دام صیاد سے رہا ہو جاتا ہے یعنی اگر احکام شریعت سے تیرے آرزوں اور تمناؤں کا خون ہوتا ہے اور ہر وقت مجاہدہ سے جگر کا خون پینا پڑتا ہے تو رضائے حق کے خنجر کے سامنے اپنا سر جھکادے اور خوشی خوشی جام شہادت نوش کرلے یعنی شہادت ظاہر تیغ کفار سے نہ میسر ہو تو مجاہدات نفس کی تکالیف کو برداشت کرکے شہادت معنوی باطنی حاصل کرلے اور تو بھی اس وقت تسلیم رضا کی دولت سے مالا مال ہو کر قید و بند کی تکالیف کو لذیذ سمجھتے ہوئے بزبان حال یہ کہے گا ؎

شکارش نخواہد رہائی زبند　　　خلاصی بجوید شکار از کمند

ترجمہ: حق تعالیٰ کا (عبد عاشق) قیدی ان کی محبت (احکام شریعت) کے قید سے خلاصی نہیں چاہتا

؎
پابند محبت کبھی آزاد نہیں ہے
اس قید کی اے دل کوئی میعاد نہیں ہے　　(مجذوبؒ)

؎
اس خنجر تسلیم سے یہ جان حزیں بھی
ہر لحظہ شہادت کے مزے لوٹ رہی ہے　　(اختر)

ترجمہ و تشریح ۶۲۱؎ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا جس کا نقشہ وہ آگے کے اشعار میں پیش کر رہے ہیں یا کوئی خاص تجلی مشاہد ہوئی چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ کون مست از شراب محبت حق نظر آرہا ہے یا تو یہ میرے

محبوب شمس تبریزیؒ ہیں یا پھر ان کی ملاقات سے کوئی مسرور و مست ہو کر آیا ہے۔ اور مظہر جمال شمس ہو رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۲ یا یہ تجلی روح کی مشاہد ہو رہی ہے جس نے اپنے چہرۂ تاباں سے نقاب بفضل حق تعالیٰ شانہ اٹھا دیا ہے یا یہ یوسف مصری ہیں اور بازار مصر سے میرے پاس آگئے ہیں یہ جملہ مضامین عنوانات محبت ہیں جو تمثیلات و نظائر مختلفہ سے مولانا بیان فرما رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۳ اے خدا کیا زہرہ ستارہ اور چاند باہم مل کر جمال بالائے جمال ہو رہے ہیں یا کسی چمن سے سرو یا گل سرخ آگیا ہے ؎

اے گل بتو خرسندم کہ بوئے کسے داری

تشریح : سرو کی دو قسمیں ہیں۔ سروِ آزاد اور سروِ سہی ایک شاخ والا سرو آزاد کہلاتا ہے اور دو شاخہ سرو سہی کہلاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۴ اے خدا! یا چشمۂ خضر علیہ السلام (آبِ حیات) ہر طرف بہہ رہا ہے یا بلغار سے ہمارا محبوب صاحب جمال معنوی ہمارے پاس آ پہنچا۔ (بلغار ایک شہر کا نام ہے) بلغار کا لفظ غالباً قافیہ کی رعایت سے استعمال فرمایا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۵ یا میرے مرشد دریا دل نے بزم فیضان معرفت منعقد کیا ہے یا غذائے شیریں کا کوئی ذخیرہ لگ رہا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۶ پریوں کے سلطان حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیکھو کہ ایک ہدہد کی تلاش میں کہیں نہ آنکلے ہوں

حکایت : حضرت مرشدیؒ نے فرمایا تھا کہ ایک شیخ کامل غیر عالم کسی

بڑے عالم کی تربیت کے لئے ان کی طرف جا رہے تھے انھوں نے دور سے دیکھ کر سمجھ لیا اور غلبۂ مسرت سے فرمایا ؎

شاہبازے بشکارے مگسے می آید

سبحان اللہ ایسے باادب اور صاحب تمیز طالب پہلے ہوا کرتے تھے کس تواضع سے فرمایا کہ ایک شاہباز (معنوی) ایک مکھی کا شکار کرنے کو تشریف لا رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۷ء ہمارے شمس دین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحب نسبت روح قرب باری تعالیٰ سے اس قدر متجلّیٰ اور پرنور ہے کہ تمام کائنات کے ظاہری حسین ان کے حسن معنوی سے محو حیرت ہو کر اپنا جیب و گریباں چاک کئے ہوئے ہیں اور ہمارے شمس دین کو قاضی فلک (مشتری ستارہ) زمین پر بے سر و دستار انھیں دیکھنے کو اُتر آیا۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۸ء ہمارے مرشد شمس دین تبریزیؒ کے فیض سے جو بھی دیوانہ وار اپنا خون بحقّ عشق بنام خدا فدا کرتا ہے اس کی دیت (خونبہا) کے لئے مشتری ستارہ (قاضی فلک) اشرفیوں کی تھیلی لیکر آگیا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۲۹ء اے مخاطب تو اگر اپنی جان خدا پر فدا کرتا ہے تو اوّل خونبہا تو حق تعالیٰ کے دست کرم سے حلاوت ایمان کا جام نوش کرے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب مومن اپنی نظر کو غیر محرم سے بچانے کے لئے نیچی کر لیتا ہے تو (اس خون آرزو کے صلہ میں) حق تعالیٰ اسے (نقد عطا دنیا ہی میں) حلاوت ایمانی (اپنی محبت کی مٹھاس) دیتے ہیں

اور آخرت میں کیا کچھ ملے گا اس کا ذکر دوسری حدیث قدسی ہے اہل جنت کے لئے ارشاد ہے کہ ہم نے وہ نعمتیں ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں کہ جن کو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا

اور نہ کبھی کسی کان نے سنا ہو گا نہ کبھی ان کا کسی دل میں خیال آیا ہو گا۔

ترجمہ و تشریح ۶۳۰؁ ہمارے شمس الدین تبریزیؒ جب ذکر و فکر اور عالم قرب سے نزول فرما کر ہم طالبین کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کی آنکھیں نہایت مستانہ خونریز اور ہیبتناک مثل مریخ ستارہ کے ہوتی ہیں اور بہرام فلک (مریخ ستارہ) میرے مرشد شمس کے مقام معرفت اور عارفانہ نظر کی تحقیق و آگاہی کے لئے زمین پر اتر آیا مراد یہ کہ حضرت تبریزیؒ بہت ہی صاحب فیض اور اہل نظر تھے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مقام اللہ والوں کا یوں بیان فرمایا ہے ؎

ستاروں کو یہ حسرت ہے کہ ہوتے وہ مرے آنسو
تمنا کہکشاں کو ہے کہ میری آستین ہوتی (مجذوبؒ)

حکایت:۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ ایک دن پھولپور میں میرے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے بعد نماز جمعہ اس شعر پر بیان شروع کیا ؎

خم کہ از دریا در و راہے شو
پیش او جیحونہا زانو زند

ترجمہ:۔ جو مٹکا کسی سمندر سے خفیہ راستہ اور رابطہ اپنے اندر رکھتا ہے اسکے سامنے بڑے بڑے دریائے جیحون زانوئے ادب طے کرتے ہیں کیونکہ دریا خشک نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اللہ والوں کے علوم کا حال ہے کہ انکے باطن میں حق تعالیٰ کے ساتھ مخفی رابطہ ہے لہٰذا اہل ظاہر کے علوم ختم ہو سکتے ہیں لیکن اللہ والوں کے علوم کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ حضرت مرشدیؒ پر بیان کرتے کرتے ایک خاص حالت طاری ہو گئی اور احقر نے تین مرتبہ حضرت والا کی آنکھیں دیکھیں اور ہر مرتبہ نہایت سرخ تھیں اور بالکل اسی شعر ۶۳۰؁ کے مصداق تھیں۔ اس کے بعد پھر احقر کی ہمت نہ ہوئی کہ نظر سے نظر کو دوچار کر سکے

کیونکہ تین مرتبہ جب جب دیکھا حضرت والا احقر کی طرف دیکھ رہے تھے۔

خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

کر کے بسمل مجھے قاتل سرِ مقتل بولا دیکھتا کیا ہے یہاں روز تماشا ہی یہی

ترجمہ و تشریح ۶۳۱/ مولانا نے اس مقام پر تجلی روح کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے قمر دو آنکھیں بینا رکھنے والے تو کس حالت میں ہے اور اے رشک ماہ فلک تیرا کیا حال ہے یعنی تجلی روح سے معرفت روح کا سوال فرما رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۳۲/ اے مظہر جمال خداوندی اے روح عارف حق یعنی اے روح حضرت شمس تبریزیؒ تو نے ہم کو اور ہم جیسے بہت سے لوگوں کو دیوانۂ حق اور مست و خراب عشق کر رکھا ہے ہم تو آپ کے بغیر خستہ حال ہیں اور آپ کا بغیر ہمارے کیا حال رہتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۳۳/ اے روح عارف حق! اے طائر عرشی تو جسم کے آب و گل (عناصر اربعہ) میں امر ربی سے تو آگئی لیکن اب تبتل تام کے مقام سے فائز ہو کر عالم ہو میں تیرا کیا حال ہے؟

ترجمہ و تشریح ۶۳۴/ اے روح عارف! اے صبر اور سکون کی کوہ قاف! تو کس قدر صابر ہے کہ تو اس جہاں کے تعلقات ضروریہ کے حقوق شرعیہ واجبہ کو ادا کرتے ہوئے بھی ہر وقت حق تعالیٰ کے ساتھ رابطہ قویہ سے مشرف ہے ؎

جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانہ

خدا کے عاشقوں کا حال کوئی کیا جانے (اختر)

ترجمہ و تشریح ۶۳۵/ اے روح! تجھ سے عالم مست ہے اور تو کس

عالم میں ہے اور تنہا ہر شخص تجھ سے زندہ ہے اور تو تنہا کس حال میں ہوتی ہے، بظاہر مولانا روح سے سوال کر رہے ہیں مگر دراصل روحانیوں سے یہ سوال ہے اور کیا عجب کہ حضرت شمس دین تبریزیؒ سے سوال ہو مراد یہ کہ وہ روح جو جسم میں آکر جسم کی زندگی کا سبب ہے تو خود تعلق مع اللہ (بخشندۂ روح) سے سرفراز ہو کر مرتبۂ روح میں روح کا کیا مقام قرب و عرفان ہوتا ہے؟ یہ جواب بھی مقرب بارگاہ حق ہی دے سکتا ہے۔

حقائق و معارف

ترجمہ و تشریح ۶۳۶ اب مضمون تبدیل ہو رہا ہے اور مولانا دوسرے حقائق بیان فرما رہے ہیں کہ دیکھو کانٹے نے اپنی آہ وزاری سے پھول کا دل پارہ پارہ کر دیا تو وہ پھول خود کانٹوں کے پاس آگیا اور بظاہر تو وہ گل شگفتہ ہے لیکن دراصل کانٹے کے نالہ وغم سے صد چاک گریباں ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کلید مثنوی میں ایک شعر اسی مضمون کے تحریر فرمایا ہے ؎

آہ من گر اثرے داشتے　　　یار من بگویم گذرے داشتے

ترجمہ:- اگر میری آہ کچھ اثر رکھتی ہے تو میرا محبوب ایک دن ضرور میری گلی میں گذرے گا۔

حضرت تھانویؒ کے عاشق خلیفہ حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

دکھائیں گی آہیں اثر دیکھ لینا　　　وہ آئیں گے تھامے جگر دیکھ لینا

ادھر دیکھ لینا اُدھر دیکھ لینا　　　پھر ان کا مجھے اک نظر دیکھ لینا

یہ اشعار حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس تھانویؒ

کی شان میں فرمائے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ والوں کے قلب میں حق تعالیٰ کی محبت کا ایک درد مستقل قائم رہتا ہے جس کو اصطلاح تصوف میں رسوخ نسبت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ علائق ومشاغل دینویہ میں بھی ان کی نسبت کا بازار اسی طرح گرم ہوتا ہے جس طرح تنہائیوں میں بحالت ذکر وشغل۔ حق تعالیٰ کی محبت کا یہ غم پنہاں انہیں ہر وقت باخدا رکھتا ہے۔

احقر کا ایک شعر ملاحظہ ہو

غم پنہاں متاع زندگی ہے　　　رموز عاشقی وبندگی ہے

حکایت:۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد حضرت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ حضرت! اللہ والے دنیا کے مشغلوں میں کس طرح سے حق تعالیٰ کا اپنے قلوب میں دھیان قائم رکھتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ شہر جونپور ہے عورتیں کنوئیں سے پانی بھر کر دو گھڑوں کو اس طرح لے جا رہی ہیں کہ ہر عورت کے سر پر ایک ایک گھڑا ہے اور ایک ایک بغل میں ہے اور گفتگو کرتی ہوئی جا رہی ہیں۔ سر کے گھڑوں کو انھوں نے ہاتھ سے پکڑا ہوا نہیں ہے صرف قلب سے دھیان اور خفیہ رابطہ قائم ہے اگر گفتگو کے دوران ان کا دل سر کے اوپر والے گھڑوں سے غافل ہو جائے تو گھڑا زمیں پر آ گرے۔ بس اسی مثال سے سمجھ لو کہ اللہ والے تعلق مع اللہ کی دائمی دولت سے کس طرح سرفراز رہتے ہیں۔ البتہ اس رسوخ میں انھوں نے بڑے بڑے مجاہدات جھیلے ہیں۔ ذکر کا التزام۔ فکر کا دوام صحبت اہل اللہ کا اہتمام ایک طویل مدت کیا ہے۔ جب یہ دولت عطا ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

کامیابی تو کام سے ہو گی　　نہ کہ حُسنِ کلام سے ہو گی
ذکر کے التزام سے ہو گی　　فکر کے اہتمام سے ہو گی

؎ مے یہ ملی نہیں ہے یوں دل و جگر ہوئے ہیں خوں
کیوں میں کسی کو مفت دوں مے مری مفت کی نہیں

؎ دونوں عالم دے چکا ہوں میکشو
یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

حکایت: ایک بار حضرت خواجہ صاحبؒ نے مرشد حضرت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ کیا جب کوئی اللہ والا اور صاحب نسبت ہو جاتا ہے تو اسے اپنے صاحب نسبت ہونے کا احساس ہو جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا جی ہاں جس طرح جب کوئی بالغ ہوتا ہے تو اسے اپنے بلوغ کا احساس ہو جاتا ہے۔

مقبول خدا مردود نہیں ہوتا: حضرت حکیم الامت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ علم الٰہی چونکہ ماضی حال اور مستقبل سب پر محیط ہے اس وجہ سے اسی کو مقبول بناتے ہیں جو ہمیشہ مقبولیت کے اعمال کرنے والا ہوتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ کوئی مقبول کبھی مردود نہیں ہوتا۔ جو مرتد اور مردود ہوئے وہ دراصل مقبول ہی نہ تھے۔ اور اس کی مثال یہ ارشاد فرمائی کہ جس طرح کوئی بالغ پھر نابالغ نہیں ہوتا اسی طرح کوئی منتہی اور واصل ناواصل نہیں ہوتا ہے۔ البتہ مقبولین بارگاہ حق امید اور خوف کے درمیان رہتے ہیں اعمال حسنہ کرتے رہتے ہیں اور ڈرتے رہتے ہیں کہ نہ معلوم قبول بھی ہے یا نہیں۔ اور دعویٰ و تکبر و ناز سے محفوظ رہتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۳۷ چاند کو دیکھو کہ وہ اپنے مستقر سے برآمد ہو کر خانۂ شب میں مہمان ہے اور تاریکی شب کو ردائے نور سے منوّر

کرنے کے لئے عالم انوار سے دامن کشاں آیا ہے

ترجمہ و تشریح ۶۳۸/ آفتاب کو دیکھئے کہ وہ سلطان انوار کائنات ہے اور چمگادر (گاذر) کی معذوری (تاب دید نہیں رکھتا) کے لئے اپنے مستقر سے باہر آکر عالم کو افادۂ نور و حرارت بخشتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۳۹/ وہ دلبر حقیقی جو تمام دلبروں کا بھی دلبر ہے عناصر و اجسام انبیاء و اولیاء کے قید و بند میں انوار معیت خاصہ و قرب خاص سے اپنے بیمار دلوں کو تسلی عطا فرماتا ہے۔

ہمارے مرشد رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی حق تعالیٰ شانہ کو یوں خطاب فرمایا کرتے تھے۔ اے آرام جان بیقراراں! اور آنسو نکل آتے۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۰/ وہ روح جو عالم ارواح میں آزاد تھی۔ یہاں اجنبی اجسام کے قید میں مثل عشق میہمان ہو کر کلام مؤثر کے ساتھ خطاب کر رہی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۱/ مثل بہار ہم خشک درختوں کی طرف انکے الطاف کرم آتے ہیں اور اپنے ایثار کرم سے ہم کو تر و تازہ کرتے ہیں۔ (مراد عنایات الٰہیہ ہیں)

ترجمہ و تشریح ۶۴۲/ موسم بہار تو پنہاں ہے نظر سے لیکن اس کے اثار باغ و چمن میں دیکھو کہ وہ سرسبز و شاداب ہو رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۳/ اگر روح کو تو نہیں دیکھتا لیکن اجسام کو دیکھ کہ روح کی برکت سے کس طرح قد سہ و اور چہرہ مثل گلزار رکھتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۴/ اگر تم نے عشق کو نہیں دیکھا لیکن اس کا اثر عاشقوں پر دیکھو کہ خوشی خوشی مثل حلاج منصورؒ کے دار پر چڑھے

جاتے ہیں۔ حلاج لقب حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ حلاج دُھنیا کو کہتے ہیں روئی کو دھن کر اس کے اندر سے بنولہ الگ کرتے ہیں اور حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی انگلی کے اشارہ سے ایک مرتبہ روئی کو دُھن دیا یعنی دانوں سے صاف کر دیا جس سے تمام حلاج متحیر ہو گئے اس کرامت کو دیکھ کر حضرت منصورؒ کا لقب حلاج رکھ دیا۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۵؎ عاشقان خدا نے عین موت میں چشمۂ آب حیات مشاہدہ کیا یعنی شہادت میں حیات جاودانی کا مشاہدہ کیا اور وہ چشمہ کہ سرمایہ ہے دیدار خداوندی کا یعنی موت چونکہ سبب ہے حق تعالیٰ کے پاس جانے کا اس لئے عشاق حق موت کو محبوب سمجھتے ہیں ؎

آؤ دیار دار سے ہو کر گزر چلیں
سنتے ہیں اسطرح سے مسافت رہے گی کم

حکایت: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کرنے کا حکم دیا ہے آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا کہ کیا کوئی اپنے خلیل کی جان نکالا کرتا ہے۔ واپس ہوئے حق تعالیٰ سے یہ قول خلیل نقل کیا ارشاد ہوا کہ میرے خلیل سے کہدو کہ کیا کوئی خلیل اپنے خلیل کی ملاقات سے گھبراتا ہے۔

حضرات انبیاء علیہم کا یہ شرف اور اعزاز ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ان سے مشورہ کر کے ان کی ارواح کو قبض کرتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۶؎ بہار عشق آئی اور باغ میں اس کا اثر دیکھو کہ برگ و شاخ کی تازگی اس کا اقرار کر رہے ہیں۔ یعنی عشاق حق بھی ذکر کی بہار لذت سے بشاش و تازہ دم اور چہرۂ تاباں رکھتے ہیں

ذکر سے ان کے قلب کا اطمینان ان کے چہروں پر بھی اطمینان کے آثار نمایاں کرتا ہے ہر عکس اہل غفلت دنیا گے بکھیڑوں کی پریشانی سے انکے چہروں پر بھی بے رونقی اور بے چینی کے آثار پائے جلتے ہیں ؎

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہو گیا عالم بیاباں ہو گیا

؎ جو دل پر ہم اُن کا کرم دیکھتے ہیں
تو دل کو بہ از جام دیکھتے ہیں

ترجمہ و تشریح ۶۴۷/ موسم بہاریں دوبارہ باغوں کی تازگی اور مردہ درختوں کا دوبارہ حیات گیر ہونا قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کا اور حشر کا حالاً اقرار کرنا ہے۔ منکرین قیامت کا انکار اس مشاہدہ کے باوجود محض بے معنیٰ اور لچر و گوز شتر ہے۔

منتخب اشعار

شعر ۶۴۸/ اے ساقی کہ آں مئے احمر گرفتہ
وے مطربے کہ ایں غزل تر گرفتہ

شعر ۶۴۹ از جاں واز جہاں دل عاشق گزیدہ
الحق شکار نازک ولاغر گرفتہ

شعر ۶۵۰/ دی زہرہ کہ مست شد از چنگ تو زحل
بہرام را بگو کہ چہ خنجر گرفتہ

شعر ۶۵۱/ اے ہجر تو ز روز قیامت دراز تر
ایں چہ قیامت است کہ از سر گرفتہ

شعر ۶۵۲/ پیلان شیر دل چو کفت را مسخرن
این چند پشہ را چہ مُسخر گرفتہٗ

شعر ۶۵۳/ تو اے فقیر روز فقیری گلہ مکن
زیرا کہ صد چو ملکت سنجر گرفتہٗ

شعر ۶۵۴/ ہشردہ ہزار عالم اگر ملک تو شود
بے روئے دوست چیز محقّر گرفتہٗ

شعر ۶۵۵/ پیش شمع نور جاں دل مست چوں پروانہٗ
وز شعاع نور جاناں جاں گرفتہ خانہٗ

شعر ۶۵۶/ ہر فرازے شیر گیرے مست عشق فتنہٗ
نزد حق ہشیار و نزد خلق چوں دیوانہٗ

شعر ۶۵۷/ نور گیرو جملہ عالم بر مثال کوہ طور
گر بگویم بے حجاب از حال او افسانہٗ

شعر ۶۵۸/ دامن دانش گرفتہ زیر دندانہا ولیک
او کلید عشق از صبرے برد دندانہٗ

شعر ۶۵۹/ عشق بیں با عاشقاں آمیختہ
روح بیں با خاکیاں آمیختہ

شعر ۶۶۰/ چند گوئی تو نشاں از بے نشاں
بے نشاں بیں با نشاں آمیختہ

شعر ۶۶۱/ دل چو شاہ آمد زباں چوں ترجماں
شاہ بیں با ترجماں آمیختہ

شعر ۶۶۲/ بادو آتش ہم آب وخاک را
دشمناں چوں دوستاں آمیختہ

شعر ۶۶۳/ گرگ وشیر ومیش وآہو چار ضد
از نہیب قہرماں آمیختہ

شعر ۶۶۴/ آنچناں ابرے نگر کز فیض اوست
آب چندیں ناوداں آمیختہ

شعر ۶۶۵/ اے بخارے را تو جاں پنداشتہ
حبۂ مس را تو کاں پنداشتہ

شعر ۶۶۶/ اے فرو رفتہ چو قاروں در زمیں
اے زمیں را آسماں پنداشتہ

شعر ۶۶۷/ اے ز شہوت در پلیدی، ہمچو کرم
عاشقاں را ہمچناں پنداشتہ

شعر ۶۶۸/ مستی شہوت بشان لعنت است
ہست گرگے راشباں پنداشتہ

شعر ۶۶۹/ اے تو گندیدہ میان حرف وصوت
قول حق را آنچناں پنداشتہ

شعر ۶۷۰/ ماہتابش میزند بر گور تن
اے تو آں مہ را نہاں پنداشتہ

شعر ۶۷۱/ میزنم من حلقہ در ہر خانۂ

شعر ۶۷۲/ مرغ جاں پابستۂ ایں دام شد
بے نیاز آمد ز ہر دُر دانۂ

شعر ۶۷۳/ زانکہ گوش عاقلاں نامحرم ست
وز فسونِ عاشقاں بیگانۂ

شعر ۶۷۴/ سلسلۂ زلفے کہ دل مجنون اوست
میل دارد باشکستہ شانۂ

شعر ۶۷۵/ شہر ما پُر فتنۂ د پر شور شد
از نگارے فتنۂ فتانۂ

شعر ۶۷۶/ ہیچ خمرے بے خمارے دیدۂ
ہیچ گل بے زخم خارے دیدۂ

شعر ۶۷۷/ در گلستان بہار آب و گل
مر خزانے نوبہارے دیدۂ

شعر ۶۷۸/ کار حق کن بار حق کش غیر او
ہیچکس را کاروبارے دیدۂ

شعر ۶۷۹/ ہیچ دل بے صیقلۂ لطف او
در تجلی بے غبارے دیدۂ

شعر ۶۸۰/ در جہاں صاف بیدردی عشق
بیخطر چوں دل مطارے دیدۂ

شعر ۶۸۱/ چوں سگ اصحاب در غار وفا
از شکار حق شکارے دیدۂ

شعر ۶۸۲؎ من مست و تو دیوانہ ما را کہ برد خانہ
چندیں کہ ترا گفتم کم خور دو سہ پیمانہ

شعر ۶۸۳؎ در شہر یکے تن را ہشیار نمی بینم
ہر یک بتر از دیگر شوریدہ و دیوانہ

شعر ۶۸۴؎ جاناں بخرابات آ تا لذت جاں بینی
جاں را چہ بُود لذت بے صحبت جانانہ

شعر ۶۸۵؎ ہر گوشہ یکے مستی مستے و زیر دستے
واں ساقی سر مستے با ساغر شاہانہ

شعر ۶۸۶؎ اے محرم تبریزی از خلق چہ پرہیزی
اکنوں کہ در افگندی صد فتنہ و فتانہ

ترجمہ و تشریح ۶۴۸؎ اے مرشد شمس تبریزی! آپ کے سینے میں خالص معرفت و محبت حق کی شراب تیز والی بھری ہوئی ہے اور اے مرشد! کیا ہی نغمات تر آپ کی روح میں بھرے ہوئے ہیں۔

۱؎ بر کف من نہہ شراب آتشیں
بعد ازیں کرّ و فر مستانہ بیں

۲؎ عارفاں را در دروں ہا نغمہ ہاست
طالباں را زاں حیات بے بہاست

(مثنوی رومی)

ترجمہ: ۱؎ اے خدا میرے ہاتھ پر تیز والی اپنی محبت کی شراب آتشیں رکھدیجئے یعنی اپنی محبت کا تیز درد ہماری روح میں عطا فرمادیجئے پھر اس کے بعد ہماری مستی و دیوانگی کی شان و شوکت دیکھئے۔

۲ عارفین کے باطن میں ایسے نغمات درد مخفی ہیں جو طالبین حق کے لئے حیات بے بہا ہوتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۴۹ اے خدا! آپ نے اپنی کائنات سے جان عاشق کو اپنے لئے منتخب فرمایا ہے۔ آپ نے نہایت لاغر اور نازک شکار کیا ہے۔ یعنی عشاق مجاہدات سے لاغر ہو جاتے ہیں اور حق تعالیٰ کو انکی یہ لاغری زرد روئی محبوب ہے۔

سہ نشانی عاشقاں را اے پسر
آہ سرد و روئے زرد و چشم تر

عاشقوں کی تین نشانیاں ہیں۔ آہ سرد[1] اور چہرہ زرد[2] اور چشم تر[3]

ترجمہ و تشریح ۶۵۰ اے مرشد تبریزی! آپ ایسے زہرہ ہیں (زہرہ وہ سیارہ ہے جو فلک سوم پر روشن ہے) (غیاث) کہ آپ کے نالہائے درد و آہ سرد اور نغمات عشق سے زُحل مست ہو رہا ہے (زُحل وہ سیارہ ہے جو فلک ہفتم پر تاباں ہے) اے مرشد! بہرام فلک سے فرمایئے کہ وہ خنجر کیوں کشیدہ کئے ہوئے ہے۔ (بہرام وہ ستارہ سیارہ ہے جس کا نام مریخ ہے اور فلک پنجم پر روشن ہے۔ اصطلاح شعر و عشق میں محبوب کی چشم قاتل کو مریخ تشبیہ دیتے ہیں) مراد یہ کہ اے مرشد آپ کی آنکھیں مثل مریخ کے خنجر کشیدہ طالبین حق کو دیوانۂ حق اور بسمل بنا رہی ہیں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ اپنے مرشد شیخ تھانویؒ کی شان میں فرماتے ہیں

(۱) وہ پہلے تیغ کی زد سے ہر اک کو دور کرتے ہیں
مگر جب وار کرتے ہیں تو بھرپور کرتے ہیں
کوئی جا کر کہے غم کس لئے مہجور کرتے ہیں
وہ دل سے پاس رکھتے ہیں نظر سے دور کرتے ہیں

۶۵۱ اے خدا! آپ کی جدائی قیامت کے دن سے بھی دراز تر ہے لیکن یہ کیا قیامت ہے کہ اپنے عشاق کو اپنے سر سے پکڑا ہوا ہے۔ از سر گرفتہ کا تین مفہوم ہے اوّل یہ کہ اپنے لئے حق تعالیٰ شانہ اپنے عاشقین کو منتخب فرمالیتے ہیں جیساکہ ارشاد خداوندی ہے کہ اور ہم نے خالص کر لیا ان کو دارِ آخرت کے لئے۔ اور جیساکہ حدیث شریف میں روایت ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا ہوجاتا ہے حق تعالیٰ بھی اس کے لئے ہوجاتے ہیں۔

اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ مجاہدات بلا میں مبتلا کرنے کے لئے عاشقین کو منتخب کیا ہے تاکہ ان کے درجے بلند ہوں اور دنیا میں ان کا مقام صبر و تحمل لوگوں کو معلوم ہو۔

تیسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں قبول فرمالیا اور اب یہ غیر کا نہ ہوسکے گا یعنی اگر ہونا بھی چاہے گا تو بھی غیر کے ہاتھ نہ لگ سکے گا کیونکہ حق تعالیٰ نے اس کو اپنے لئے گرفتار کیا ہوا ہے پھر مخلوق کی کیا مجال کہ خالق کے شکار پر قدرۃ پاسکے۔ اور شکار بہ معنیٰ انتخاب ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ یہ کتاب عشق و تصوف ہے، اس کو لغت محض سے نہ سمجھیں بلکہ اصطلاح عشق و شعر و تصوف کے آئینے میں اور انھیں کے محاورات سے سمجھیں۔ حضرت تھانویؒ یہ مصرع وعظ میں اکثر فرمایا کرتے ہیں،

شکارش نہ خواہد رہائی زبند

یہاں بھی شکار بہ معنیٰ انتخاب ہے۔

ترجمہ و تشریح

۶۵۲ اے مرشد تبریزیؒ! اس وقت کے بڑے بڑے اولیاء جو قوت نسبت میں پہلوان شیر دل کے مثل ہیں

وہ بھی آپ کی باطنی نسبت سے مستفید ہو رہے ہیں اور آپ کے تابع ہو رہے لیکن آپ کے کرم عام کا کمال یہ ہے کہ ہم جیسے چند پشہ یعنی کمتر لوگوں کو پر بھی آپ کی نظر و توجہ خاص ہے اور دام تربیت میں ہم جبیسوں کو بھی شکار کر رکھا ہے (یہ مضمون تشکر آمیز احسان مرشد کے پیش نظر بیان فرمایا ہے)

ترجمہ و تشریح ۶۵۳ اے فقیر! تنگدستی کے ایام کی شکایت مت کر کیونکہ تو حق تعالیٰ کے قرب کی سلطنت اپنے باطن میں رکھتا ہے جو سینکڑوں مملکتِ سنجر سے افضل ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۴ اے فقیر! اگر دنیا کے ۱۸ ہزار عالم تیری ملکیت میں ہوں تو حق تعالیٰ کے قرب و رضا کی دولت اور ان کی معیت خاصہ و ولایت خاصہ کی دولت کے مقابلے میں تو نے نہایت حقیر شے پر قبضہ کر رکھا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۵ روح کی تجلی کے سامنے قلب عارف مثلِ پروانہ مست ہوتا ہے اور عارف کی رُوح کو انوار الٰہیہ محیط ہوتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۶ اللہ والے عشق الٰہی سے سرمست اور حق تعالیٰ کے ساتھ ہوشیار اور باخبر اور خلق سے بے خبر اور دیوانہ ہیں لیکن حقوق العباد ضروریہ سے غافل نہیں ہوتے اس بے خبری اور دیوانگی سے مراد یہ ہوتی ہے کہ بے ضرورت تعلقات اور لایعنی مشاغل میں وقت ضائع نہیں کرتے اور ضرورت کی تعریف یہ ہے کہ جس کے نہ ہونے سے ضرر ہو خواہ دنیا کا یا آخرت کا۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۷ تمام کائنات مثل کوہِ طور تجلیات کا مظہر اور جلوہ گاہ حق ہے لیکن مظاہر کو اصل بے حجاب سمجھنا محض افسانہ اور بے حقیقت ہے بے حجاب تجلی جنت میں موعود ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۸ عاشق عقل کے دامن کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر رکھتا ہے لیکن وہ عشق کی کنجی ایسے ایسے صبر کے تالوں کو توڑ کر دانت بھی غائب کر دیتی ہے مراد یہ ہے کہ عشق اور خرد ناقص میں تضاد ہے، عشق اور عقل کامل میں دوستی ہے۔

عقل ناقص والا وہ ہے جو اپنے مالک سے بے خبر جانوروں کی طرح کھاتا پیتا ہے اسے یہ خبر نہیں کہ ہم کو کس مقصد کے لئے کھلایا جا رہا ہے۔

عقل کامل والا وہ ہے جو اپنے مالک کو پہچانتا ہے اور اس کی مرضی کے مطابق زندگی گذارتا ہے جیسے اولیاء اللہ دنیا میں بسر کرتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۵۹ عشق کا کرشمہ دیکھو کہ وہ عاشقوں کو باہم دوست بنا دیتا ہے جیسے کہ اولیائے کرام بقول حضرت سعدی شیرازی دس فقیر ایک کمبل میں سو سکتے ہیں اور دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں سما سکتے اور روح کا کرشمہ دیکھو کہ خاکی اجسام کو آپس میں ملائے ہوئے ہے چنانچہ روح نکلنے کے بعد پھر اس خاک سے رابطہ محال ہو جاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۰ تم کب تک بے نشاں (غیر محسوس غیر مرئی مثل روح) سے نشان کی باتیں کرو گے یعنی روح تو مخفی ہے اور اجسام پر اس کے آثار ظاہر ہیں اس روح غیر ظاہر کو دیکھو کہ کس طرح ظواہر کو آمیختہ کرتی ہے۔

ترجمہ و تشریح دل مثل بادشاہ ہے اور زبان اس کی ترجمان ہے لیکن اس شاہ کو دیکھو کہ ترجمان سے کس طرح آمیختہ ہے یعنی دونوں

میں کیسا رابطہ ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۲ پانی۔ ہوا۔ خاک۔ آتش سب آپس میں ضد اور دشمن ہیں لیکن روح نے ان دشمنوں کو ہمارے اجسام کے اندر جمع کر رکھا ہے اور روح نکلتے ہی یہ عناصر متضادہ تحلیل ہو کر اپنے مراکز کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۳ حق تعالیٰ کی قدرۃ قاہرہ نے جسم خاکی میں ان عناصر متضادہ کو اس طرح جمع کر دیا ہے جیسے کہ بھیڑیا بشیر بھیڑ اور ہرن جو مختلف المزاج اور مختلف الطبائع ہیں ایک جگہ جمع ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۴ بادل کے فیض کو دیکھو کہ بارش کے سبب بہت سے ناوَدان باہم آمیختہ ہیں۔ یہ اتحاد و اتصال جس طرح فیضان ابر سے ہوتا ہے اسی طرح حضرت شمس الدین تبریزیؒ کا فیض مثل بارش ہو رہا ہے جس کے سبب طالبین باہم شیر و شکر کی طرح محب و محبوب ہو رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۵ اے شخص! تو نادانی سے بھاپ کو روح سمجھتا ہے اور یہ سمجھنا ایسا ہے جیسے کہ تو تھوڑے سے تانبہ کو دیکھ کر اس کو معدن سمجھ لے حالانکہ کیا نسبت اس حقیر جز کو کان سے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۶ اے شخص تو مثل قارون کے اندر جا رہا ہے اور زمین کو آسمان سمجھتا ہے۔ یعنی پستی اور ذلت کے اعمال و اخلاق اور دنیائے حقیر پر فخر کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۷ اے شخص تو شہوت کے اندر مثل پاخانہ کے کیڑے کے ہے اور خدا کے نیک اور صالح بندوں کو بھی اسی طرح

اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۸ شہوت کی مستی لعنت والی مستی ہے اور نفس گرگ (بھیڑیا) کو پاسبان و محافظ سمجھا ہے حالانکہ یہ دشمن راہِ خدا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۶۹ اے شخص تو کلام میں چونکہ حروف اور آواز کا محتاج ہے پس حق تعالیٰ کے کلام کو بھی اسی طرح نادانی سے قیاس کرتا ہے حالانکہ حق تعالیٰ کا کلام حروف اور آواز سے بے نیاز ہے۔

ع قول اور الحن نے آواز نے

ترجمہ و تشریح ۶۷۰ حق تعالیٰ کا ماہتاب (نور خاص) اجسام پر متجلی ہے لیکن تو اس چاند کو مخفی سمجھتا ہے مراد یہ کہ صفاتِ الٰہیہ لطف و کرم رحمتِ رزاقیت ہر وقت بندوں پر مبذول ہیں لیکن ہمارے قلوب اس سے غافل ہیں اور اسباب کی طرف متوجہ ہیں اور خالق اسباب سے بے خبر ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۷۱ میں ہر گھر پر محبّت کا دام ڈالتا ہوں اور ہر گھر میں کوئی نہ کوئی دیوانہ اللہ کا موجود ہے۔ مراد یہ کہ ہر انسان کو دعوت الی اللہ کرتا ہوں اور اسی عام دعوت میں خاصان حق بھی مل جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۷۲ جو مرغ روح محبت حق کے دام میں آگئی وہ دُنیا کے حرص و طمع سے آزاد اور بے نیاز ہوگئی۔

ہو آزاد فورا غمِ دو جہاں سے
ترا ذرّہ غم اگر ہاتھ آئے

ترجمہ و تشریح ۶۷۳ چونکہ اہل عقل کے کان عشق کے اسرار و رموز کے لئے نامحرم ہیں اس وجہ سے عاشقوں کی لذیذ گفتگو سے یہ بیگانے سے معلوم ہوتے ہیں یعنی توجہ سے نہیں سنتے۔ ——— عقل سے مُراد عقلِ ناقص ہے ورنہ عقل کامل اور عشق تو کلیان متساویان ہیں۔ انبیاء علیہم السّلام اور اولیائے کرام سب عاشق حق ہوتے ہیں اور سب عقل میں اکمل اور کامل ہوتے ہیں۔

حکایت: ایک شخص نے ایک کافر کے بارے میں حضرت شیخ تھانوی سے کہا کہ حضرت وہ بڑا ہی عاقل ہے ارشاد فرمایا کہ خاک عاقل ہے عاقل ہوتا تو ایمان لاتا۔ وہ طاغوت اکبر ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۷۴ محبوب کے زلف کی زنجیریں انھیں کی گرفتاری کی طرف مائل ہوتی ہیں جو شکستہ حال پراگندہ بال ہوتے ہیں یعنی دیوانے ہوتے ہیں مراد یہ کہ محبت کی یہ دولت دیوانوں کو عطا ہوتی ہے عیش پرستوں کو نہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۷۵ ہمارے قلوب کے شہر میں شور و ہنگامہ ہے حضرت شمس نے نجانے کیا درد ہم سب کو پلا دیا ہے۔

حقائق و معارف

ترجمہ و تشریح ۶۷۶ اب مولانا چند حقائق پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہر خمر کے لئے خمار لازم ہے بے خمار کا خمر کس نے دیکھا ہے؟ پس شراب معرفت و محبت حق سے اللہ والوں کی دائمی اور سرمدی مستی پر کیوں اشکال ہوتا ہے! اسی طرح کسی پھول کو بدون کانٹوں کے زخم

کے دیکھا ہے لہٰذا اللہ والوں کے مجاہدات پر کیا اعتراض ہے کہ وہ حضرات ع

خورند از برائے گلے خارہا

ایک گل کے لئے مجاہدات امر و نہی اپنے نفس پر جھیلتے ہیں گل تو ایک ہے کانٹے بہت ہیں۔ یعنی صرف رضائے حق کے لئے تمام زندگی نفس کی مخالفت کا غم کھاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۷۷ گلستان آب و گل یعنی دنیا میں خزاں کے بغیر کسی نے بہار دیکھی ہے۔ اسی طرح آخرت کی بہار اسی کو ملے گی جو دُنیا میں نفس کی خواہشات پر موسم خزاں دیکھے گا۔

ترجمہ و تشریح ۶۷۸ بس اللہ تعالیٰ کے لئے زندگی وقف کردو انھیں کی محبت میں مرنا جینا ہو اس کے علاوہ دنیا کے تمام کام لغو ہیں یعنی جو کام اللہ کے لئے نہ ہو وہ بے کار ہے یہی وجہ ہے کہ کفار جو کچھ بھی خیر و نیکی مثل ہسپتال۔ اسکول۔ غربا کی امداد۔ ہوائی جہاز و دیگر ضرورت کے لئے مصنوعات بناتے ہیں چونکہ بے ایمان ہیں۔ اللہ کے لئے یہ اعمال نہیں اس لئے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم ان کے لئے قیامت کے دن میزان نہ قائم کریں گے یعنی ان کے اعمال ضائع اور بے کار ہیں تولنے کے قابل ہی نہیں

ترجمہ و تشریح ۶۷۹ جس دل کو حق تعالیٰ کی رحمت و عنایت صیقل نہ کرے تو وہ دل حق تعالیٰ کی تجلی کو بے غبار کب مشاہدہ کر سکتا ہے

ترجمہ و تشریح ۶۸۰ عشق کی بلاؤں کے جہان میں دل عاشق جیسا بے خطر اڑنے والا کسی اور کو دیکھا ہے؟ مطار (اڑنے کی جگہ) ہوائی جہاز کے اسٹیشن کو بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۸۱ سگ اصحاب کہف جیسا باوفا غار کے اندر کسی اور کو دیکھا ہے؟ لیکن حق تعالیٰ جسے چاہیں باوفا بنا دیں کتے

پر ان کی نگاہ کرم کا یہ اثر ہے وفاداری میں تو جس انسان پر ان کی نگاہ کرم پڑ جاوے گی اس کی وفاداری کا کیا مقام ہو گا۔ چنانچہ صحابۂ کرامؓ اولیائے کرامؒ کا خونِ شہادت اس وفا کا ثبوت فیصل ہے۔

حضرت شمس تبریزؒ سے مولانا رومیؒ کی درخواست غلبۂ حال میں

ترجمہ و تشریح ۶۸۲؎ مولانا عرض کرتے ہیں کہ اے میرے مرشد شمس الدینؒ! میں مست ہوں اور آپ غلبۂ عشقِ الٰہی سے دیوانے ہو رہے ہیں تو ہم کو حق تعالیٰ تک کون پہنچائے گا۔ یعنی رہبری کے لئے ہوش چاہیئے اور آپ کو عشقِ الٰہی نے بے ہوش و مست کر رکھا ہے۔ بارہا میں نے آپ سے عرض کیا کہ دو تین پیمانۂ معرفت کی شراب سے کم ہی پیا کریں تاکہ ہم لوگوں کا خیال بھی آپ کو باقی رہے اور طالبین خدا کا بھی بھلا ہو۔

انتباہ: مولانا نے یہ مضمون غلبۂ حال میں بیان فرمایا ہے کسی مُرید اور طالب کے لئے شیخ سے ایسی باتیں کرنا حالت حواس و ہوش میں خلافِ ادب ہو گا۔

ترجمہ و تشریح ۶۸۳؎ اے مرشد شمس تبریزی! آپ کے نعرہ ہائے دردِ عشق نے تمام اہلِ شہر کو دیوانہ اور بے ہوش کر رکھا ہے ہر ایک کی شوریدہ سری ایک دوسرے سے بڑھی ہوئی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۸۴؎ اے مخاطب! زہد خشک کا راستہ چھوڑ کر حق تعالیٰ کی محبت کا راستہ اختیار کر کیونکہ یہ راستہ جلد محبوب تک رسائی کا ذریعہ ہے اور جان بغیر محبوب کے بے کیف و محزون ہوتی ہے۔

انتباہ: محبت کا راستہ آسان تر اور نزدیک تر ہے اور تمام دین کو

لذیذ تر بنا دیتا ہے اور اس کی ترغیب حدیث شریف سے بھی ثابت ہے، چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کی محبت کو اس سطح پر حق تعالیٰ سے طلب فرماتے ہیں کہ اے خدا اپنی محبت مجھے میری جان سے زیادہ اہل وعیال سے زیادہ اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ عطا فرما دیجیے۔

میرے دوستو! اگر اتنی محبت ہماری روح میں حق تعالیٰ اس دُعائے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں عطا فرما دیں (اور مانگنے سے ضرور انشاء اللہ عطا فرمائیں گے اور دُعا کا ادب بھی یہی ہے کہ مانگ کر اُمید وارِ قبولیت رہنا چاہیئے) تو نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد تہجد سب آسان ہی نہیں بلکہ لذیذ تر ہو جائے اور ہر گناہ کا چھوڑنا آسان تر ہو جاوے۔

اے خدا! ہم سب کو اسی معیار کی محبت اپنی رحمت سے عطا فرما آمین

ایک حدیث میں یہ مضمون بھی ہے کہ اے خدا مجھے اپنی محبت تمام اشیاء سے زیادہ عطا فرما آمین

ان مضامین احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی تھوڑی سی محبت پر قناعت کرنا سخت نادانی ہے اور دین کے لئے ناکافی ہے. محبت کا وہی معیار مطلوب ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے پاک سے طلب فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو محبت خداوندی کا یہ مقام حاصل ہی تھا آپ تو یہ دُعا مانگ کر درحقیقت ہمیں مانگنا سکھا گئے کہ اُمت ہماری اسی طرح مانگا کرے.

ترجمہ و تشریح ۱۶۸۵ اے مرشد تبریزی! آپ کے کمالات عشق اور فیضان نسبت باطنی سے تو جس گوشہ کی طرف دیکھتا ہوں کوئی سرمست و دیوانہ ذکر حق میں مشغول نظر آتا ہے اور پھر آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ ساقی سرمست ساغر شاہانہ لئے ہوئے نظر آتے ہیں۔

انتباہ: ساغر و پیمانہ و خم و خمار و میخانہ و جام و مینا و سبو و خم و صراحی اور ساقی یہ تمام الفاظ تصوف میں جب استعمال ہوتے ہیں تو وہ اپنے لُغوی معنی میں باقی نہیں رہتے بلکہ منقول اصطلاحی ہو جاتے ہیں اور سب کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ عبادت و ذکر میں روح کو لذت عطا ہوتی ہے اور ایک خاص قسم کا سرور اور سکون اور اطمینان ہوتا ہے کبھی استغراق اور بیخودی سی بھی ہو جاتی ہے اور کبھی کوئی حال بھی غالب ہو جاتا ہے اور استحضار حق اور حضوری حق سے روح ہر وقت باکیف رہتی ہے انہیں حالات و کیفیات کو بیان کرنے کے لئے صوفیائے کرام الفاظ مذکورہ کو استعمال کرتے ہیں اور شیخ و مرشد چونکہ وسیلہ ہے ان باطنی نعمتوں کا اس لئے اُسے ساقی سے تشبیہ دیدیتے ہیں پس مشبہ اور مشبہ بہ میں صرف اتنی سی جزئی مناسبت اور قدر مشترک ہے اور فن میں اس طرح کا مجاز مرسل اہل فن استعمال کرتے ہیں۔ یہ مضمون اس وجہ سے احقر مؤلف نے لکھا کہ اہل ظاہر ان الفاظ سے لغوی معنی کی طرف ان پاکیزہ مضامین کو نہ منسوب کریں۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی ؒ ارشاد فرماتے تھے کہ جس فن کا مطالعہ کیا جاوے اس فن کے اصطلاحات سے آگاہی ضروری ہے ورنہ مفاہیم صحیحہ تک ادراک ناممکن ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۸۶؎ اے محرم اسرار علوم و معرفت حضرت شمس الدین تبریزی ؒ! جب آپ نے ایک خلق کو اپنے آہ و نالوں اور درد باطن سے سرگشت و سرمست و حیران و دیوانہ بنا رکھا ہے تو آپ کا خلق سے کنارہ کش ہونا اب مناسب نہیں معلوم ہوتا ر اب ان طالبین کے احوال پر رحم کیجئے اور ان کی تربیت و اصلاح کے لئے مخلوق سے رابطہ منقطع نہ فرمائیے)۔

(یہ مولانا نے غلبۂ حال سے خطاب کیا ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ورنہ مرشد سے

ایسی باتیں کرنا حالت ہوش میں خلاف ادب ہے)

"منتخب اشعار"

شعر ۶۸۷ ہر روز پریزادے از سوے سرا پردہ
مارا و حریفاں را در رقص درآوردہ

شعر ۶۸۸ جستم جگرت رامن بستان جگر دیگر
تاثیر بزیر آری لے روبہہ و پژمردہ

شعر ۶۸۹ مبارک باد آمد ماہ روزہ
رہت خوش بادلے ہمراہ روزہ

شعر ۶۹۰ نظر کردم کلاہ از سر بیفتاد
سرم رامست کرد آں شاہ روزہ

شعر ۶۹۱ دُعا ہا اندریں مہ مستجاب ست
فلک ہا را بدرّد آہ روزہ

شعر ۶۹۲ بیا دل بر دل پرور دمن نہ
بیا رخ بر رخان زر دمن نہ

شعر ۶۹۳ تو خورشیدی واز تو گرم عالم
یکے تابش برآہ سرد من نہ

شعر ۶۹۴ ازاں جوہر کہ از دریا بر آری
بیا بر مفرق پرُ گرد من نہ

شعر ۶۹۵ بہر شرطے کہ بنہی من مطیعم
ولیکن شرط من در خورد من نہ

شعر ۶۹۶ بہر جامے نمیگردد سرم مست
بہ پیشم زاں مئے خوگرد من نہ

شعر ۶۹۷ ایا گم گشتگان راہ وبے راہ
شمارا باز میخواند شہنشاہ

شعر ۶۹۸ دلا بیگاہ شد باز آنجانہ
کہ ترک آید سوئے خانہ شبانگاہ

شعر ۶۹۹ بمقناطیس آید آخر آہن
بسوئے کہربا آید یقیں کاہ

شعر ۷۰۰ کنوں درگاہ گردوں برکشادند
کہ عاجز شد فلک از نالہ وآہ

شعر ۷۰۱ چو اہل آں شوی در فہمت آید
چہ میگویند مردان سحرگاہ

شعر ۷۰۲ بر بند ایں دہاں را بکشا دہان جاں را
تا ہر دو عالمت زو گردد یکے نوالہ

شعر ۷۰۳ بدانکہ خلوت دل بر مثال دریائیست
بقعر بحر گہرہائے خوب ناسفتہ

شعر ۷۰۴ اگرچہ ہر طرفے ہست راہ در طلبش

براہ دور بجوئی ازاں شوی خستہ

شعر ۷۰۵ میاں گلبن دل جاں بجست از خارے

ببیں دلا تو زخاری ہزار گلدستہ

شعر ۷۰۶ ورائے دیدہ و دل دریچہ بکشادہ

برون چرخ بریں رفتہ صد سما دیدہ

شعر ۷۰۷ بہ پیش عشق دو عالم چو دانہ پیش خروس

چنیں بود نظر پاک کبریا دیدہ

شعر ۷۰۸ اللہ را کہ شنا سد کسے کہ ہست زلا

زلا کہ است بگو عاشقے بلا دیدہ

شعر ۷۰۹ دہاں کشادہ ضمیر و صلاح دیں راگفت

توئی حیات من اے دیدہ خدا دیدہ

شعر ۷۱۰ چو آفتاب برآمد ز قعر آب سیاہ

ز ذرہ ذرہ شنو لا الہ الا اللہ

شعر ۷۱۱ چہ جائے ذرہ کہ چوں آفتاب جاں آید

ز آفتاب ربودند خود قباد کلاہ

شعر ۷۱۲ از جان و دل گوید کسے پیش چناں جانانہ

و ز سیم و زر گوید کسے پیش چناں سیمیں برے

شعر ۱۳ لقمہ شدے کون ومکاں گر عشق راَبودے دہاں
درہاں بدتدے سروراں گر عشق راَبودے درے

شعر ۱۴ آمد بہارا ے دوستاں خیزید سوئے بوستاں
امّا بہار من توئی من ننگرم در دیگرے

ترجمہ و تشریح ۶۸۷ ہر روز عالم غیب سے تجلیات الٰہیہ مختلف شان سے ہمارے ارواح پر حضرت شمس الدین تبریزیؒ کے فیض سے منکشف ہو رہی ہیں جس سے مجھ پر اور دیگر سالکین پر حالت وجد طاری ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۸۸ مولانا حق تعالیٰ کی طرف سے مجاہدہ کی حکمت بیان فرماتے ہیں کہ اے طالب! میں مجاہدات سے تیرے جگر کا خون اس لئے کرتا ہوں کہ اس جگر کے بدلے تجھے دوسرا قوۃ والا جگر عطا کر دوں جس کی طاقت سے لے افسردہ اور روباہ کی طرح بزدل تو شیر جیسے نفس کو زیر کرلے اور نفس کے بُرے تقاضوں پر تو غالب آجاوے۔

ترجمہ و تشریح ۶۸۹ و ۶۹۰ اے رمضان مبارک تجھے مُبارک ہو اور اور تو خوش رہے تجھے (یعنی ہلال رمضان) دیکھنے سے میری ٹوپی سر سے گر گئی اور شاہ رمضان نے میرے سر کو مست کر دیا۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۱ اس ماہ مبارک میں دُعا خوب قبول ہوتی ہے اور روزہ دار کی آہ آسمان کو پھاڑتی ہوئی مولائے عرش تک جاتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۲ اے محبوب مرشد! آپ اور میرے تربیت کردہ قلب پر اپنا دل رکھ دیجئے اور آپ میرے زرد رخسار پر

اپنے رخسار مبارک کو رکھ دیجئے۔ اس شعر میں مرشد سے عنایت خصوصی اور توجہ خصوصی کی درخواست ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۳ـ اے شمس الدین تبریزیؒ آپ تو معرفت کے آفتاب ہیں کہ ایک عالم آپ سے گرم ہو رہا ہے یعنی آپ کا فیض عام ہو رہا ہے ازراہِ کرم اے آفتاب! تھوڑی سی تابش (گرمی شعاع) میری آہ سرد پر رکھدیجئے۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۴ـ اے شمس الدین تبریزیؒ! آپ نے دریائے معرفت سے جو موتی چُنے ہیں آئیے اور میرے گرد و غبار سے اُٹے ہوئے سر پر رکھدیجئے یعنی یہ سر دیوانہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۵ـ اے مُرشد! آپ جو شرط میری باطنی تربیت کے لئے رکھیں مجھے منظور ہے اور میں جُملہ شرائط کا پابند و مطیع ہوں گا لیکن میری شرط کو بھی آپ اپنے کرم سے منظوری عطا فرمادیں اور وہ شرط جواہر معرفت کا عُطا کرنا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۶ـ اے مرشد تبریزی! ہر جام سے میرا سر مست نہیں ہوتا آپ تو مجھے تیز والی (مے خود در اصل مے تند ہے؛ ضرورت شعری سے تند کو حذف کیا) پلایئے مراد یہ کہ عشق و محبت کا بلند ترین مقام مجھے عطا فرمایئے جیسا کہ ایک طالب نے حضرت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا

ع عشق حق کی آگ سے سینہ مرا بھر دیجئے

اور حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں ع رگوں میں لہو ہے کہ چنگاریاں ہیں

ے اے سوختہ جاں پھونکدیا کیا مرے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

ترجمہ و تشریح ۶۹۷۔ اے گم گشتگان راہ اور بے راہ لوگو! خوشخبری ہو کہ تمہیں شہنشاہ حقیقی پھر یاد فرما رہے ہیں اور بلا رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۸۔ اے دل بے کیف! تو خلق سے یکسو ہو کر خالق کی طرف متوجہ ہو جا کہ وہ محبوب حقیقی تجھ پر کرم فرما ہونا چاہتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۶۹۹۔ لوہا بالآخر مقناطیس کے پاس آ ہی جاتا ہے اور گھاس کہربا کی طرف واصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ہماری روح عالم ارواح کی طرف کہ اس کا اصل مرکز ہے متوجہ ہوتی جا رہی ہے اور غفلت کے پردے چاک ہوتے جا رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۰۰۔ عاشقین کی گریہ وزاری اور آہ و نالوں پر دریائے رحمت کو جوش ہوا اور آغوش قبولیت کشادہ فرما دیا۔

ع عرش لرزد از انیس انین المذنبین

ترجمہ نالۂ گنہگاراں سے عرش کانپنے لگتا ہے

آنچناں لرزد کہ مادر بر ولد

گوش شاں گیرد ببالا می کشد

ترجمہ اس طرح عرش کانپتا ہے جس طرح روتے ہوئے بچہ پر ماں کانپتی ہے رحمت سے اور اس کا کان پکڑ کر گود میں اٹھا لیتی ہے۔

کُل مضمون بالا کا حاصل یہ ہے کہ گریہ وزاری آہ و نالہ کو حق تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی مقبولیت ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۰۱۔ اے لوگو! جب حق تعالیٰ شانہ کی راہ میں قدم رکھو گے اور کسی شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر کچھ مدت ذکر و شغل کرو گے

تو ان باتوں کو سمجھنے کی اہلیت پیدا ہوگی پھر معلوم ہوگا کہ یہ اللہ کے دیوانے (مردان سحر گاہ۔ تہجد پڑھنے والے) کیا کہتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۰۲ اے لوگو! یہ منہ بند کرو یعنی خاموشی اختیار کرو اور روح کا منہ کشادہ کرو پھر دونوں جہاں تمہاری روح کے عالم وسیع کے سامنے ایک لقمہ معلوم ہوگا۔

ے عجب کیا ہے جو یہ عالم بایں وسعت بھی زنداں ہے
میں وحشی بھی تو وہ ہوں لامکاں جس کا بیاباں ہے

(مجذوبؒ)

ترجمہ و تشریح ۷۰۳ دل کا خلوت کدہ مثل سمندر ہے اور سمندر کی گہرائی میں بہترین موتی پوشیدہ ہیں لیکن بحر دل میں غوطہ لگانا آسان نہیں کسی اللہ والے کی جوتیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۰۴ حق تعالیٰ کی طلب کی راہیں ہر طرف ہیں لیکن اے مخاطب تونے دور دراز کا راستہ اختیار کیا ہے اس وجہ سے خستہ ہورہا ہے۔ قریب کا راستہ مرشد کامل (متبع شریعت وسنت) سے ملتا ہے

ترجمہ و تشریح ۷۰۵ دل کے گلاب میں روح کانٹوں کا غم برداشت کرکے خستہ ہوگئی لیکن اے دل ان مجاہدات کے صدقے میں ہزاروں گلدستہ قرب ومعرفت الٰہیہ کے تو دیکھ لے

پہنچنے میں ہوگی تو بے حد مشقت
تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی

(مجذوبؒ)

گُلبُن ۔ گلاب کا درخت

ترجمہ و تشریح ۴۰۶ اے مرشد شمس الدین تبریزیؒ ! آپ نے اپنے دیدہ و دل کے علاوہ سینکڑوں خفیہ دریچے اور کھول رکھے ہیں اور اس آسمان کے علاوہ سینکڑوں آسمان دیکھے ہیں مراد قرب و تجلیات الٰہیہ ہیں کہ آسمان اس سے محروم ہیں

آسماں بار امانت نتوانست کشید

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ترجمہ امانت عشق الٰہیہ آسمان نہ اُٹھا سکا اور ڈر گیا اور قرعۂ فال ہم دیوانوں کے نام نکلا یعنی انسان نے اٹھا لیا وحملها الانسان

پس معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کے مقامات مافوق الافلاک ہوتے ہیں اور ان کی قیمت افلاک سے زائد ہے۔

۴۰۷ عاشق حق کے سامنے دونوں جہاں کی مثال ایسی ہے جیسے مرغ کے سامنے دانہ ہو کہ جب چاہتا ہے چگ لیتا ہے۔ یہی حق شناس کبریا دیدہ آنکھوں کا مقام ہوتا ہے ؎

دونوں عالم دے چکا ہوں میکشوں

یہ گراں مے تم سے کیا پی جائے گی (مجذوبؒ)

؎ اب نہ کہیں نگاہ ہے اب نہ کوئی نگاہ میں

محو کھڑا ہوا ہوں میں حُسن کی جلوہ گاہ میں اصغر

مراد یہ کہ عاشق حق رضائے حق کا طالب ہوتا ہے اور دونوں عالم دینے کو تیار رہتا ہے ایک بزرگ کا شعر ہے۔

قیمت خود ہر دو عالم گفتۂ

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

ترجمہ اے خدا آپ نے اپنی قیمت دونوں جہان فرمایا ہے نرخ اور زیادہ کیجئے کہ دونوں جہان بھی آپ کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں ۔

ترجمہ و تشریح ۷۰۸ خدا کو وہی پہچانتا ہے جو اغیار کو لا الٰہ سے ختم کرتا ہے ۔

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے شاہ خوباں کے لئے دربار دل

(علامہ سلیمان ندوی)

اور جو غیر حق سے اپنے قلب کو خالی نہ کر سکا وہ حق کو کب پا سکا

ترجمہ و تشریح
ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی (مجذوبؒ)

اور غیر اللہ سے کوئی خلاصی نہیں پا سکتا جب تک کہ مجاہدات کی بلاؤں کو نہ برداشت کرے ۔ بلا دیدہ ہی نجات پا سکتا ہے ۔

ترجمہ و تشریح ۷۰۹ حضرت صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا کے محبوب رفیق تھے ان سے فرمایا کہ اے ضمیر دہاں کشادہ !

اے دیدہ خدا دیدہ ! آپ ہی ہمارے لئے بہار زندگی ہیں

ترجمہ و تشریح ۷۱۰ جب قلب کے تاریک سمندر سے آفتاب حق طلوع ہوتا ہے یعنی نسبت مع اللہ کے انوار جلوہ فگن ہوتے ہیں ، تو سالک ہر ذرۂ کائنات سے لا الٰہ الا اللہ کی آواز سنتا ہے یعنی حالاً ۔ ذوقاً وجداً وہ اپنی عارفانہ نظر سے یہی دیکھتا ہے کہ الا کل شیٔ ماخلا اللہ باطل اللہ کے سوا ہر شے فانی ہے اور سوائے خدا کے کوئی باقی نہیں اور وہ آفتاب جان یعنی نور مطلق حقیقی جب قلب سالک ، پر متجلی ہوتا ہے تو

اس خورشید جہاں تاب کا قبا اور ٹوپی کو بھی اڑا دیتا ہے یعنی یہ شمس و قمر حق تعالیٰ شانہ کے نور کے سامنے ماند اور پھیکے بلکہ کالعدم معلوم ہوتے ہیں

ے چو سلطان عزت علم بر کشد

جہاں سر بجیب عدم در کشد

ترجمہ جب وہ سُلطانِ عزت اپنا جھنڈا لہرا دیتا ہے تو کائنات اپنا سر جیب عدم میں ڈال دیتی ہے.

ترجمہ و تشریح

ر ۱۱ محبوب حقیقی کے جمال لازوال کے سامنے دل و جان کا تذکرہ کون کرتا ہے یعنی سرِ مجاہدہ کو گوارا کرنا آسان ہے حتیٰ کہ جان بھی دیدینا ے

ترجمہ و تشریح

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اُس محبُوب جہاں فروز کے سامنے سیم و زر کا تذکرہ کیا معنی رکھتا ہے.

ترجمہ و تشریح

ر ۱۲ اگر عشق کے منہ ہوتا تو یہ دونوں جہاں اُس کے لئے ایک لقمہ ہوتا اور اگر عشق کا دروازہ ہوتا تو اس کی دربانی کے لئے بڑے بڑے سردار خواہشمند ہوتے. مراد عشق حقیقی ہے کیونکہ عشق مجاز دراصل فسق ہے اور عاشق مجاز دراصل فاسق ہے یہی وجہ ہے کہ فاعل اور مفعول دونوں ایک دوسرے کی نگاہ میں ذلیل ہوجاتے ہیں اور کائنات بھی ایسی ذلت کی نگاہ سے دیکھتی ہے. لہذا فسق کا نام عشق رکھنا ہی غلط ہے حق تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں افمن زُیِّنَ لہ سوء عملہ فرأٰہ حسنا جس شخص کے نگاہ میں شیطان بُرائی کو مُزیّن کر دیتا ہے تو وہ بُری شے کو اچھی دیکھتا ہے. اس مضمون پر ایک مستقل رسالہ حضرت شیخ تھانوی نے لکھا تھا جس کا نام تمییز العشق من الفسق

تھا۔

ترجمہ و تشریح ۱۳؎ بہار آگئی اے دوستو! باغ کی طرف چلو لیکن میرے بہار تو اے شمس الدین تبریزیؒ! آپ ہیں آپ کے علاوہ کسی اور کو ہم نہ دیکھیں گے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی فرماتے ہیں کہ شیخ سے ایسا ہی تعلق ہونا چاہیے (بشرطیکہ وہ شیخ واقعی متبع سنت و شریعت اور ماہر طریقت ہو) حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر کسی مجلس میں اکابر جمع ہو جاویں (بالفرض)، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت علامہ غزالیؒ اور حضرت جنید بغدادیؒ وغیرہم اور اسی مجلس میں ہمارے مرشدنا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہوں تو میری نظر صرف حضرت حاجی صاحب کی طرف رہے گی کیونکہ ہماری تربیت تو حق تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحبؒ کے ہاتھوں سے کرائی ہے۔

منتخب اشعار

"در بیان فیوض و برکات صحبت مرشد"

شعر ۱۴؎ از خلق پنہاں اے پری در جان من در دلبری
اے زہرۂ صد مشتری اے سرّ لطف ایزدی

شعر ۱۵؎ از زہرہ تنگ آید ترا مہ تیرہ رنگ آید ترا
افلاک تنگ آید ترا چوں تو بجولاں میروی

شعر ۱۶؎ یک مسئلہ می پرسمت ای روشنی بر روشنی
ایں چہ افسوں می دمی غم را کہ شادی میکنی

شعر ۷۱۷ ہر لحظہ جائے روم ہر دم بباغ میرہ دم
بے فکر و بے دل می روم چو دست بردل میزنی

شعر ۷۱۸ لالہ بخوں غسلے کند نرگس ز حیرت سر نہد
غنچہ ببیند از دکلہ سوسن فتد از سوسنی

شعر ۷۱۹ گر خاطر اشتر دلم خوش شیر گیر او شدے
شیران نر را ایں زماں در زیر زیں آوردمے

"در بیان آثار وصول الی اللہ"

شعر ۷۲۰ بدی تو بلبل مستے میانۂ جغداں
رسید بوئے گلستاں بگلستاں رفتی

شعر ۷۲۱ تو تاج را چہ کنی چونکہ آفتاب شدی
کمر چرا طلبی چونکہ از میاں رفتی

شعر ۷۲۲ خموش باش مکش رنج گفتگوئے مخسپ
کہ در کنار چناں یار مہرباں رفتی

شعر ۷۲۳ ز جان خویش اگر بوئے تو نیابندے
چو استخواں دل و جان را بسگ سپردندے

شعر ۷۲۴ اگر نہ پرتو رویت بر آب می تابید
بجائے آب ہمہ زہر ناب خوردندے

"در بیان ترغیب عشق حقیقی واحتراز حب دنیا"

شعر ۷۲۵ دوش آمدہ بود دست مرا خواب ربودہ
آں شاہ دلا رام من و محرم جانی

شعر ۷۲۶ ہر گوشہ نشانیست ز مخلوق بخالق
قانع نشود عاشق بیدل بہ نشانی

شعر ۷۲۷ برخیز و بیا دبدبۂ عمر ابد بیں
تا باز رہی زود ازیں عالم فانی

شعر ۷۲۸ عاشق شو و عاشق شو و بگذار امیری
سلطان بچۂ آخر تا چند اسیری

شعر ۷۲۹ در خاک میامیز کہ تو گوہر پاکی
در سر کہ میامیز کہ تو شکر شیری

شعر ۷۳۰ تا فضل و کرامات و مقامات تو دیدم
بیزار ازیں فضل و مقامات حریری

شعر ۷۳۱ اے چشمۂ خورشید کہ جوشیدی ازاں بحر
تا پردۂ ظلمات بانوار دریدی

شعر ۷۳۲ ہر خاک کہ در دست گرفتی ہمہ زر شد
شد لعل و زمرد ہمہ سنگے کہ گرفتی

"در بیان آثار عشق حقیقی"

شعر ۷۳۳ اے آنکہ آفتاب و چراغ جہاں شوی
اندر کنار ہر دہ در آئی و جان شوی

شعر ۷۳۴ اندر دو چشم کور در آئی نظر شوی
اندر دہان گنگ در آئی زباں شوی

"در بیان مقامات عالیہ اولیائے کرام"

شعر ۷۳۵ شاہد ہمچو کواکب در پیت
تو رواں چو ماہ روشن میروی

شعر ۷۳۶ ہر دم اے دل سوئے جاناں میروی
در نظر ہا سخت پنہاں می روی

شعر ۷۳۷ اے نشستہ با حریفاں در زمیں

وز دروں بالائے کیواں می روی

شعر ۷۳۸ پیش مہماناں صورت حاضری

گر بمعنی پیش یزداں می روی

شعر ۷۳۹ در جہاں غمگیں نماندی لیک تو

در نہاں از جملہ خلقاں می روی

شعر ۷۴۰ حال ما بنگر ببر پیغام ما

چوں بہ پیش تخت سلطاں می روی

شعر ۷۴۱ شکر کن در عشق او بگداختی

سر بریدہ نالہ کن مانند نے

شعر ۷۴۲ شمس تبریزی بیا در من نگر

تا بہ بینی تو مرا معدوم شے

شعر ۷۴۳ بگذر از خورشید وز مہ چو خلیل

ورنہ در خورشید کامل کے رسی

شعر ۷۴۴ بے عنایتہائے آں دریائے لطف

از چنیں موجے بساحل کے رسی

شعر ۷۴۵ از مرگ چوں اندیشی چوں جان لبقا داری

در گور کجا گنجی چوں نور خدا داری

شعر ۷۴۶ خوش باش کزیں عالم گر ہیچ نداری تو

خود جملہ تو میداری گر دلبر ما داری

"خطابات از زاہدان خشک کہ از صوفیاے کرام نفور باشند"

شعر ۷۴۷ ہم رنگ جماعت شو تا لذت جاں بینی

در کوے خرابات آ تا درد کشاں بینی

شعر ۷۴۸ از بہر عجوزے را تا چند دہی کابیں[1]

از بہر سہ ناں تا کے شمشیر و سناں بینی

شعر ۷۴۹ اندک اندک مجنوں راہ بری از دم من

برہی از خرد و با من دیوانہ شوی

تجلیات پنہانی

شعر ۷۵۰ از کجا تافت چنیں ماہ دریں قالب ما

تا زجا رفت دل و رفت بجائے عجبے

شعر ۷۵۱ خاکیا نرا کہ ہوش می بخشد

بادشاہے عظیم جبارے

شعر ۷۵۲ تو شاہے عظیم کہ در دل مقیم

تو آب حیاتی کہ در تن روانی

شعر ۷۵۳ بہر دم گویدت دلہا حلالت باد خونِ[2] ما

کہ خونِ ہر کرا خوردی وراحتِ ابد کردی

"اعتذار عاشقاں و خطاب زیشاں"

شعر ۷۵۴ ندارد چارہ دیوانہ بجز زنجیر خائیدن

حلال استت ثواب استت اگر زنجیر می خائی

شعر ۷۵۵ بگو اسرار اے مجنوں زہشیاراں چہ می ترسی

قیامت گاہ خدائے گردوں قیامت راچہ می پائی

ع۱ کابیں ۔ مہر داز غیاث ع۲ تا ضمیر عشق کی طرف ہے ۔

شعر ۷۵۶ اگر پرواز عشق تو درین عالم نمی گنجد
بسوئے قاف قربت پرکہ سیمرغی وعنقائی

شعر ۷۵۷ در آتش بایدت بودن ہمہ تن چوشہ تخم
اگر خواہی کہ عالم را ضیا و نور افزائی

شعر ۷۵۸ دلامی ساز باخارش باؤ بود گلزارش
اگر خواہی کہ بوئے گل بکش از خار رنجورے

"خطاب از اہل ظاہر و اہل طبع یابس"

شعر ۷۵۹ توخود می نشنوی بانگ دہل را
رموز سر پنہاں راچہ دانی

شعر ۷۶۰ ہنوز از صورت کفرت خبر نیست
حقائق ہائے ایماں راچہ دانی

شعر ۷۶۱ درخت سبز داند قدر باراں
تو خشکی قدر باراں راچہ دانی

شعر ۷۶۲ ہنوزت در قدم خارست بہ نشیں
تو اشکال گلستاں راچہ دانی

شعر ۷۶۳ تر در چرخ آور دست ماہے
تو ماہ چرخ گرداں راچہ دانی

شعر ۷۶۴ تجلی کرد نور شمس تبریز
تو دیوی نور رحماں راچہ دانی

عنایات مرشد

شعر ۷۶۵ مرا بگرفت روحانے نگارے
کنارے او کنارے او کنارے

شعر ۷۶۶ مبادا ہیچ دل را از چنیں عشق

قرارے او قرارے او قرارے

شعر ۷۶۷ فتادہ در دماغ از شمس تبریز

خمارے او خمارے او خمارے

شعر ۷۶۸ بیا اے یار کامشب یار مائی

چو گل باید کہ ہاما خوش برائی

شعر ۷۶۹ خدایا چشم بد را دور گرداں

خدا وندا نگہدار از جدائی

شعر ۷۷۰ نہ من مانم نہ دل ماند نہ عالم

اگر فردا بدیں خوبی در آئی

شعر ۷۷۱ نہادم دست بر دل تا نہ پرد

تو دل از سنگ خارا در ربائی

شعر ۷۷۲ بر آ اے ماہ تا خوبی بہ بینی

بیا اے زہرۂ رعنا کجائی

شعر ۷۷۳ بہر جانے زسودائے تو دودیست

گرائے تو کجائے تو چہ جائی

شعر ۷۷۴ بیا اے جان ما را زندگانی

بیا اے چشم ما را روشنائی

"طلب مرشد از خدائے تعالےٰ"

شعر ۷۷۵ اگر دردِ مرا درماں فرستی

دگر کشتِ مرا باراں فرستی

شعر ۷۷۶ وگر آں شاہ خوباں را بجیلت

زخانہ جانب میداں فرستی

شعر ۷۷۷ وگر ساقی جان عاشقاں را

میان حلقۂ مستاں فرستی

شعر ۷۷۸ ہمہ ذرات عالم زندہ گردد

کہ جانہا را ہمہ جاناں فرستی

شعر ۷۷۹ منم کشتی دریں بحر رت مبادا

کہ برمن باد سرگرداں فرستی

شعر ۷۸۰ ہمی خواہم کہ کشتیباں تو باشی

اگر بر عاشقاں طوفاں فرستی

شعر ۷۸۱ دل پژمان عاشق بادہ خواہد

تو اورا غصۂ پنہاں فرستی

شعر ۷۸۲ یکے رطل گراں بر ریز بر وی

ازاں بادہ کہ بر مرداں فرستی

شعر ۷۸۳ چہ باشد اے صبا گر ایں غزل را

بخلوتخانۂ سلطاں فرستی

فیوض و برکات مرشد

ترجمہ و تشریح ۷۱۴ اے مرشد تبریزیؒ! آپ مخلوق سے پنہاں خلق سے گریزاں باحق آویزاں میری جان میں اپنی محبوبیت اور جذب سے دلبری فرما رہے ہیں۔ اے حق تعالیٰ کے الطاف پنہاں کے حامل! آپ سینکڑوں دل طالبین کے محبوب ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۱۵ ۔ اے مرشد شمس الدین تبریزیؒ ! آپ مرتبہ روح میں حق تعالیٰ سے اس قدر مقرب ہیں کہ آپ انوار نسبت (انوار تعلق مع اللہ و تجلیات قرب) کے سامنے یہ زہرہ ستارہ اپنی بلندی کے باوجود خود کو شرمسار اور چاند اپنی روشنی کو تیرہ و تاریک محسوس کر رہا ہے اور افلاک آپ کے وسعت روحانی اور باطنی اور تیز رفتاری کے سامنے حقیر و تنگ ہیں ؎

عجب کیا گر بایں وسعت یہ عالم مجھکو زنداں تھا
میں وحشی بھی تو وہ ہوں جس کا دو عالم بیاباں تھا
(مجذوبؒ)

آسمانہا ست در ولایت جاں
ایں جہاں و کارفرمائے جہاں
دررہ روح پست و بالا ہاست
کوہ ہائے بلند و صحرا ہاست

ترجمہ روح کے ملک میں بہت سے آسمان پوشیدہ ہیں اور یہ خود کارفرمائے جہاں متجلّی ہیں اور روح کی سیر گاہ کے راستے میں بہت سے نشیب و فراز پستیاں اور بلندیاں ہیں بلند تریں پہاڑ اور بہت سے صحرا ہیں۔

حضرت رومیؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ انسان کا ظاہر تو نہایت کمزور ہے کہ ایک مچھر بھی کاٹ لے تو چیخ اٹھتا ہے لیکن انسان کا باطن یعنی روحانیت تمام آسمانوں کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے لیکن اس کا ادراک صرف انھیں کو ہوتا ہے جنہوں نے اپنی، حق تعالیٰ شانہٗ

کے ساتھ وابستہ کر دیا اور مجاہدات و ریاضات ذکر و شغل سے روح کو روشن کرلیا۔ شعر یہ ہے ؎

ظاہرش را پشۂ آرد بہ چرخ
باطنش باشد محیط ہفت چرخ

کبھی کبھی تو اسی ایک مشت خاک کے گرد
طواف کرتے ہوئے ہفت آسماں گذرے
(جگرؔ)

جب کبھی وہ اِدھر سے گذرے ہیں
کتنے عالم نظر سے گذرے ہیں
(حضرت عارفیؔ)

روحانی ترقی کی تدبیر کیا ہے؟

لب پہ ذکر اللہ کا تکرار ہو
دل میں ہر دم حق کا استحضار ہو
اس پہ تو کر لے اگر حاصل دوام
پھر تو کچھ دن میں یہ بیڑا پار ہو
انشاء اللہ تعالےٰ

لیکن یہ دولت ذکر و فکر کسی شیخ کامل کی صحبت ہی سے میسر ہوتی ہے

ترجمہ و تشریح ۷۱۶ اے مرشد شمس الدین تبریزی! آپ سے ایک مسئلہ دریافت کرتا ہوں کہ آپ روشنی بر روشنی نورٌ علیٰ نور ہیں وہ مسئلہ یہ ہے کہ آپ کے ساتھ جب سے رابطہ قائم ہوا ہے تو کیا راز ہے کہ آپ کا فیض روحانی میرے غم کو خوشی سے تبدیل کرتا جارہا ہے۔ دراصل یہ

طمانیت وخوشی روحانی سکون سے ہے جو روح اپنی غذا یعنی ذکر حق پاجاتی ہے اس کو یہی دولت عطا ہوتی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۱۷ اے مرشد! جب سے آپ نے میرے قلب پر توجہ و شفقت خصوصی فرمائی ہے ہر وقت باغ مسرت میں ہوں اور ہر وقت بے فکر وکیف بے خودی سے سرشار رہوں۔

ترجمہ و تشریح ۷۱۸ اے مرشد تبریزی! آپ کے انوار وجمال کو دیکھ کر لالہ چمن میں خونِ غم ننگ سے نہا رہا ہے اور نرگس حیرت سے سرنگوں ہے اور غنچے اپنے تاج سے اور سوسن اپنی شان سوسنی سے دستبردار ہو رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۱۹ اگر میرے دل نے فیوض مرشد حاصل کرلیا تو بڑے بڑے شیران طریق میرے مقام قرب سے حیرت زدہ ہونگے

"دربیان آثار وصول الی اللہ"

ترجمہ و تشریح ۷۲۰ اے طالب حق! تو ساقی ازل سے ازل ہی میں خدا کا بلبل مست بن چکا لیکن دنیا میں اُلوؤں کے اندر پھنس گیا تھا اور عہد وفا الست بھول گیا تھا (اُلوؤں سے مراد آخرت سے غافل لوگ ہیں) پھر جب اللہ والوں کی صحبت میں تو نے وطن آخرت کا تذکرہ سنا اور اللہ تعالیٰ کی خوشبوئے قرب نے تیری روح کو مست کردیا تو پھر تو نے گلستان قرب خدا میں اپنا آشیانہ بنالیا یعنی اہل اللہ کی صحبت اور ذکر و فکر وعبادت کا مزہ لوٹنے لگا

لگ چکا تھا دل قفس میں پھر پریشاں کردیا
ہمصفیر و تم نے کیوں ذکر گلستاں کردیا (مجذوبؒ)

ترجمہ و تشریح ۷۲۱ اے طالب حق! جب تو آفتاب ہو گیا تو تاج کیا کریگا اور جب تونے اپنے نفس سرکش کی کمر توڑ دیا تو پھر کمر و ٹپکا کیا کرے گا۔ یعنی اللہ والوں کو جب قرب خدائے پاک کا آفتاب مل جاوے تو پھر تاج و تخت و کمر و ٹپکا جیسے شاہی و شاہزادگی کے لوازم سے مستغنی ہو جانا چاہیے۔

ترجمہ و تشریح ۷۲۲ خاموش ہو جا اور نہ سونے کے حکم سے رنجیدہ نہ ہو کہ تیرے پاس کیسا مہربان محبوب موجود ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۲۳ اے خدا! اگر آپ کے عاشقوں کو اپنی جانوں میں آپ کے قرب کی خوشبو نہ محسوس ہوتی تو شدتِ غمِ فراق سے مثل ہڈی کے اپنے دل و جان کو کتوں کے سپرد کر دیتے یعنی زندہ نہ رہتے ؎

کوئی مزہ مزہ نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں

تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں

ترجمہ و تشریح ۷۲۴ اور آپ کی تجلیات صفاتیہ کا ظہور پانی پر نہ ہوتا یعنی کائنات میں نہ ہوتا تو بجائے آب کے یہ عشاق زہر کھا لیتے یعنی اس کائنات سے لطف اندوز ہونے کے بجائے آپ کی جدائی کے غم سے گھل گھل کر ہلاک ہو جاتے۔ مگر یہ تو آپ کا کرم ہوا کہ آپ کی نشانی کائنات کا ہر ذرہ بتا رہا ہے ؎

جمال تیرا چھپائے گی کیا بہار چمن

گلوں سے چھپ نہ سکی جس کی بوئے پیراہن

تیرے جلوؤں رنگیں بہاریں

دیکھتے دیکھتے سو گئے ہم

روایت: ایک بدوی صحابی رضؓ نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا اے

آسمان اور اے نجوم تمہارا کوئی رب اور خالق ہے پھر کہا اے اللہ ہم کو بخش دیجیے۔ یہ باتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنیں تو ارشاد فرمایا کہ اے شخص تیری باتیں خدا کو پسند آئیں اور تیری بخشش فرمادی۔ احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ کبھی کبھی یہ عمل جب رات کو آسمان اور ستاروں کو دیکھے تو کر لیا کرے ان کی رحمت کے بہانوں پر حریص ہونا چاہیے۔

ترجمہ و تشریح ۷۲۵۔ رات حضرت شمس الدین تبریزیؒ کو خواب میں دیکھا کہ اس محبوب مرشد کی زیارت فی المنام کی لذت نے بیدار کر دیا اور کیوں نہ ایسا ہوتا کہ وہ میرا شاہ دل آرام ہے اور میری روح محرم اسرار بھی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۲۶۔ ہر ذرہ اگرچہ خالق پر نشان دہی کر رہا ہے لیکن عاشق بیدل کو صرف نشانی پر قناعت نہیں ہوتی انھیں تو دیدار چاہیے۔

نہیں کرتے ہیں وعدہ دید کا وہ حشر سے پہلے
دل بیتاب کی ضد ہے ابھی ہوتی یہیں ہوتی
(مجذوبؒ)

ترجمہ و تشریح ۷۲۷۔ اے مخاطب جلد آ اور اللہ والوں کی حیات ابدی کا دبدبہ و کرّ و فر دیکھ تاکہ تو اس عالم فانی کی محبت سے رہائی و خلاصی پا جاوے۔

ترجمہ و تشریح ۷۲۸۔ اے مخاطب عاشق حق ہو جا۔ عاشق حق ہو جا یہ امیری متاع چند روزہ فانی ہے اسے ترک کر دے۔ سلطان ہو کر کب تک کوڑے خانہ کے کنوئیں میں پڑا رہے گا۔ سلطان سے خطاب شفقت و پیار پر دلالت کرتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۲۹ خاک سے مت آمیزش کر کہ تو پاک گوہر ہے اور مرکہ سے مت آمیزش کر کہ شکر شیریں ہے۔ یعنی تو اپنی روح کو اعمال صالحہ اور عشق خدا سے منور کر اور جسم کے تقاضوں کو بقدر ضرورت پر اکتفا کر۔ ان کو مقصود سمجھ کر انھیں فانی لذتوں میں، خبردار! اپنی زندگی کو ضائع مت کر کہ آخرت میں رُسوائی ہوگی۔

ترجمہ و تشریح ۷۳۰ اے مرشد! جب سے آپ کی کرامات ومقامات کو میں نے دیکھا دنیا کی فانی شان وشوکت میری نگاہوں سے گر گئی اور میں حُبّ دنیا سے بیزار ہو گیا ؎

عارفی زندگی افسانہ در افسانہ ہے
صرف افسانوں کے عنوان بدلجاتے ہیں

ترجمہ و تشریح ۷۳۱ اے مرشد! آپ چشمۂ خورشید ہیں جو بحر معرفت حق سے برآمد ہوا ہے آپ کے انوار روح نے میرے ظلمات نفسانیہ کے پردوں کو چاک کر دیا اور ہمارے باطن کو منور کر دیا۔

ترجمہ و تشریح ۷۳۲ اے مرشد! آپ کی صحبت میں جو نااہل آتا ہے چند دن میں وہ پتھر لعل وزمرد ہو جاتا ہے یعنی خاک کو کیمیا آپ کی صحبت بناتی ہے جس طرح سے لوہا پارس پتھر سے مل کر سونا ہو جاتا ہے۔

؎ آہن کہ بپارس آشنا شد
فی الفور بصورت طلا شد

"در بیان آثار عشق حقیقی"

ترجمہ و تشریح ۷۳۳ اے خدا آپ ہی تمام کائنات کے لئے آفتاب ہیں یعنی تمام عالم حتیٰ کہ شمس وقمر بھی آپ کے نور سے منور ہیں

اور جس مردہ دل میں آپ کا نور آجاتا ہے تو وہ زندہ ہوجاتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۳۴ آپ کا نور جس کی آنکھوں میں آجاتا ہے وہ صاحب نظر ہوجاتا ہے (یعنی اہل بصیرۃ ہوجاتا ہے) اور جس زبان گنگ میں آپ کا درد آجاتا ہے وہ زبان فصیح البیان ہوجاتی ہے۔ حقر کا یہ شعر اسی مضمون کا حامل ہے:

معذور تھا ضمیر کے اظہار سے لیکن

مجمع میں ترے درد نے پھر دل بلا دیا

دربیان مقامات عالیہ اولیائے کرام

ترجمہ و تشریح ۷۳۵ اے مرشد شمس الدینؒ! بڑے بڑے وقت کے روحانی لوگ مثل ستاروں کے آپ کے گرد و پیش جمع ہیں اور آپ ان کے درمیان اس طرح چلتے ہیں جس طرح روشن چاند ستاروں کے جھرمٹ میں چلتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۳۶ اے دل ہر وقت تو محبوب حقیقی کی یاد میں اُسی کی طرف جا رہا ہے لیکن اس باطنی سیر الی اللہ سے خلائق آگاہ نہیں ہے کیونکہ سیر دل مخلوق کی نظر سے سخت پنہاں ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۳۸ اے مرشد شمس الدین تبریزیؒ آپ اپنے مہمانوں کی مجلس میں بظاہر حاضر ہیں لیکن آپ کا باطن اسوقت بھی خدائے پاک کے ساتھ مشغول ہوتا ہے یعنی آپ باہمہ بھی ہیں اور بے ہمہ بھی اور اس مقام کو صوفیہ خلوت در انجمن سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۳۹ اور اے مرشد آپ کے اوپر بظاہر مجاہدات اور غم کے کوئی آثار نہیں معلوم ہوتے لیکن آپ کی باطنی

رفتار کی تیزی تمام مخلوق سے فائز تر ہو رہی ہے۔

ترجمہ و تشریح | ۴۴۰ے اے مرشد! میرا حال زار دیکھ کر ہمارا پیغام بھی جب آپ کو تخت سلطان حقیقی سے قرب ہو پیش کر دیجئے۔

ترجمہ و تشریح | ۴۴۱ے اے طالب! شکر خدا کر کہ مرشد نے عشق خدا میں تجھکو گھلایا۔ پس تو سر بریدۂ عشق ہو کر نالۂ عشق بلند کرتا رہ مثل بانسری کے یعنی جس طرح بانسری کا ایک سرا جب بجانے والے کے منہ میں ہوتا ہے تو دوسرے سرے سے درد و نالہ کی آواز کبھی بلند اور کبھی پست نکلتی ہے اسی طرح مرشد کے منہ میں تو نے جب روح کا ایک سرا دیدیا تو اب تیری روح کے دوسرے سرے سے درد و نالہ ہائے عشق حق کی وہ آواز بلند ہوگی جو سامعین و طالبین کے لئے غذائے روح ہوگی ؎

اولیاء را در دروں ہا نغمہ ہاست

طالبین را زاں حیات بے بہاست (رومی)

اولیاء اللہ کے سینوں میں درد محبت الہیہ کے نغمات پوشیدہ ہیں طالبین صادقین کی ارواح اُن سے حیات بے بہا پاتی ہیں۔

(نوٹ) بانسری کی مثال صرف سمجھانے کے لئے ہے اس مثال سے اس کے جواز کا شبہ باطل ہے کہ شریعت کی حرام کی ہوئی چیزوں کو جو صوفی حلال کہے وہ زندیق وہ گمراہ اور مردود ہے۔

ترجمہ و تشریح | ۴۴۲ے اے شمس الدین تبریزیؒ! آپ آئیے اور میرے اندر ملاحظہ کیجئے تاکہ میری فنائیت و عبدیت کا آپ مشاہدہ کرلیں۔

ترجمہ و تشریح | ۴۴۳ے اے لوگو! مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے تم بھی چاند اور سورج سے نظر ہٹالو اور لا احبُّ الآفلین

کا نعرہ لگاتے ہوئے اگر آگے نہ بڑھو گے تو خورشید حقیقی یعنی حق تعالیٰ کی ذات پاک تک رسائی کس طرح ہو گی یعنی چاند و سورج جیسی حسین صورتوں سے نگاہ کو بچالو کہ ان کے عشق سے روح کو رہائی کے بعد ہی حق تعالیٰ شانہ کا آفتاب قرب دل میں روشن ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غیور ہیں جو دل غیروں میں پھنسا ہو اس دل میں ان کی تجلی کیسے ہو خوب فرمایا حضرت مجذوبؒ نے

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوب
خدا کا گھر پئے عشق بتاں نہیں ہوتا

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رُخِ زیبا تو نے

ترجمہ و تشریح ۴۴۴ اے طالب! بدون عنایت اُس دریائے لطف خداوندی کے تو نفس و شیطان کے پُرخوف موجوں سے امن کے ساحل تک کب پہنچ سکتا ہے۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۵ اے طالب! تو موت سے کیوں اندیشہ کرتا ہے جبکہ تیری روح تعلق مع اللہ کے نور سے باقی باللہ ہو چکی ہے اور تیرا جسم تو قبر میں سما سکتا ہے لیکن تیری روح کے اندر جو نور خدا ہے وہ قبر میں کس طرح سما سکتا ہے وہ نور تو آسمانوں اور زمینوں کی وسعت میں بھی نہیں سما سکتا۔ پس تو اس دولت نور خدا کے ہوتے ہوئے قبر سے کیوں گھبراتا ہے یعنی تیری روح نور خدا کے ساتھ علیین میں ابرار و صالحین کے ساتھ ہو گی پھر قبر کی تنہائی تیرے لئے باعث وحشت کیوں ہو گی۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۶ اے طالب خدا! تو خوش ہو جا کہ اگر دُنیا تیرے پاس نہیں ہے تو مالک اور خالق دُنیا تو تیرے پاس ہے پس

جب خالق کائنات تیرے پاس ہے تو پھر یوں سمجھ کہ جملہ کائنات بھی تیرے پاس ہے۔

زاہدانِ خشک اور نادان دُنیاداروں سے خطاب

ترجمہ و تشریح ۴۴۸ـ اے طالبین خدا! خاصان خدا کی جماعت کے ساتھ ظاہراً و باطناً ہمرنگ ہوجاؤ یعنی ظاہری وضع قطع بھی صلحاء امت کی اختیار کرو اور باطنی سیرت داعمال و اخلاق میں بھی انھیں کی نقل کرو حق تعالیٰ کا کرم اسی نقل میں اصل کی روح ڈالدیتے ہیں نقل پیالہ ہے اصل کی روح بھیک ہے جب پیالہ ہی نہ ہوگا بھیک کس میں پاؤ گے۔

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

پس اللہ والوں کی بھیس اور صورت بنا کر ہم کو اس کریم مطلق سے اُمید رکھنی چاہئے۔ کہ وہ انھیں جیسا ہم کو بنادے گا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بہروپیہ بن جاویں اور اندر کچھ نہ ہو مطلب یہ ہے کہ صورت بنا کر پھر سیرت حاصل کرنے کی کوشش میں تمام عمر لگے رہیں اور میدان محشر میں یہ صورت اس طرح رنگ لائے گی۔ ے

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لیکے آیا ہوں (مجذوبؔ)

اور اے طالبین! اللہ پاک کے عاشقین کی صحبت میں آکر دیکھو کہ یہ کیسے اپنے رب اور مولیٰ کی محبت میں دیوانے ہو رہے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۴۴۹ـ اے دنیا والو! اس بوڑھی دُنیا کا مہر کب تک ادا کرتے رہوگے اور چند روٹیوں کی خاطر کب تک تلوار و نیزہ

اُٹھاتے رہوگے۔

ترجمہ و تشریح ۷۵۰ اے طالب! تو میرے فیض صحبت سے تھوڑا تھوڑا دیوانہ ہو رہا ہے تاکہ تو عقل کی زنجیر سے خلاصی پا جاوے اور ہمارے ساتھ تو بھی دیوانہ بن جاوے۔ ؎

غموں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ بن جائے

؎ یہ صحن چمن یہ لالۂ و گل ہوتے ہیں تو ویراں ہونے دو
تخریب جنوں کے پردے میں تعمیر کے ساماں ہوتے ہیں

تجلیات پنہانی

ترجمہ و تشریح ۷۵۱ ہائے کہاں سے میرے قالب میں ایسا چاند روشن ہوا کہ جس کے وفور تجلی سے میرا قلب سینے میں نہ رہا اور نہ جانے کس عجیب مقام پر پہنچ گیا۔

ترجمہ و تشریح ۷۵۲ وہ ذات پاک ایسی عظیم القدرۃ ہے کہ خاکیوں کو عقل و ہوش عطا کرتی ہے ورنہ مٹی کو عقل سے کیا مناسبت۔

ترجمہ و تشریح ۷۵۳ اے خدا تو عظیم قدرۃ والا شاہ ہے کہ میرے دل میں مقیم ہے تو میرا آب حیات ہے کہ میرے بدن میں رواں ہے،

ترجمہ و تشریح ۷۵۴ میراں دل اے محبوب! آپ سے یہ کہہ رہا ہے کہ ہمارا خون آپ کے لئے حلال ہے کہ آپ جس کا خون اپنے لئے قبول فرماتے ہیں ربوقت شہادت) اس کو حیات ابدی جاودانی عطا فرماتے ہیں

عاشقوں سے خطاب اور ان کو معذور قرار دینا

ترجمہ و تشریح ۷۵۵ دیوانہ کے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ و تدبیر نہیں کہ وہ صرف زنجیر کو دانتوں سے رہائی کے لئے کاٹتا رہے پس دیوانے کے لئے زنجیر کا دانتوں سے کاٹنا حلال اور ثواب ہے اس مضمون کو عاشقین خود سمجھ جاویں گے اور غیر عاشقین کو سمجھانا نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۵۶ اے مجنوں! اسرار عشق بیان کر اور اہل عقل سے کیا ڈرنا ہے۔ اے آسمان! اپنے قبا کو چاک کر دے قیامت کا کیا انتظار کرتا ہے۔

نگاہِ عشق تو بے پردہ دیکھتی ہے اسے
خرد کے سامنے اب تک حجاب عالم ہے اصغرؔ
ع مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

ترجمہ و تشریح ۷۵۷ اے عاشق حق! اگر تیری پرواز کے لئے یہ جہان تنگ ہے تو قرب حق کی غیر متناہی اور غیر محدود کوہ قاف کی راہ اختیار کر کے مثل سیمرغ اور عنقا کے پرواز کرے

دکھا دیتے تڑپنے کا تماشا تجھکو ہم اے دل
جو عالم بے فلک ہوتا جو دُنیا بے زمیں ہوتی

ترجمہ و تشریح ۷۵۸ اے عاشق عشق کی چنگاریوں میں تجھے ہمہ تن شاہِ انجم یعنی چاند کی طرح رہنا چاہیئے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے عشق انوار سے اور درد محبت کی خوشبو سے اہل جہاں فیضیاب ہوں۔

ترجمہ و تشریح ۷۵۹ اے دل! رضائے حق کے لئے تکالیف کے کانٹوں کو برداشت کر کہ انھیں کانٹوں کے ساتھ اس محبوب کا گلزار وصال ہے اگر تو گل کی خوشبو کا عاشق ہے تو یقیناً تجھے اسکے کانٹوں کی رنجوری کو برداشت کرنا ہوگا۔

دربیان علاج تکبّر وتعظیم مرشد

شعر ۷۶۰ رہا کن ناز تا تنہا نہ مانی
که ہمچوں گرگ درصحرا نمانی

شعر ۷۶۱ دو چشم از عیب دوز وغیب می بیں
که چوں آنجا روی اینجا نمانی

شعر ۷۶۲ ہمی کش سرمۂ تعظیم درچشم
پیاپے تاکہ نابینا نمانی

شعر ۷۶۳ منہ لب برلب ہر بوسہ جوئے
که ناز آں دلبر زیبا نمانی

شعر ۷۶۴ مشو مولائے ہر ناشستہ روئے
کہ تا از عشق مولانا نمانی

شعر ۷۶۵ چوں تو ملک ابد جوئی بہمت
ازیں ناں وازیں شربا نمانی

دربیان مجاہدات ورجوع الی الاصل

شعر ۷۶۶ دلا ار درو ہما خون شو که بودی
بداں صحرا وہامون شو که بودی

شعر ۷۶۷ دریں خاکستر ہستی چہ غلطی
درآتشدان وکانون شو که بودی

شعر ۷۶۸ درین چوں شد چگونہ چند گردی
در آن تصریف بیچوں شوکہ بودی

شعر ۷۶۹ رہا کن نظم کردن دُر و جوہر
بدریا دُرِّ مکنوں شوکہ بودی

دربیان فیضان مرشد

شعر ۷۷۰ بخوردم از کف دلبر شرابے
شدم معمور در صورت خرابے

شعر ۷۷۱ مرا آں مہ یکے شکلے نمودست
کہ بہی صد مہ نہ بیند آں بخوابے

شعر ۷۷۲ بسوزدگہ دلم گہہ خام گردد
بمانند دلم نبود کبابے

شعر ۷۷۳ بہشت اندر رہش کمتر مقالے
خرد پیش درش کمتر حجابے

شعر ۷۷۴ جہاں جملہ نور صاف می بیں
کہ ماہے می درخشد اندر آبے

نصیحت برائے طالبین حق

ترجمہ وتشریح ۷۶۰ اے طالب اناز و تکبر کو ترک کرتا کہ تو تنہا نہ رہے یعنی تو تکبر کے سبب کسی اللہ والے کے پاس نہیں جارہا ہے اور ان کی اتباع سے تجھے عار و شرم آتی ہے اس طرح تو ہمیشہ تنہا

رہے گا۔ اور اگر ناز ترک کر کے نیاز مندانہ کسی مقبول بارگاہ حق بندے سے رشتۂ عقیدت و محبت و اتباع قائم کرلے تو پھر تو تنہا نہ رہے گا۔

ترجمہ و تشریح ۷۶۱؎ اپنی آنکھوں سے دوسروں کا عیب مت دیکھ اپنے عیوب پر نظر کر۔ کیونکہ جب تو مخلوق کے عیوب پر نظر کرے گا تو اپنی اصلاح سے غافل ہوجائے گا اَلنَّفْسُ لَا تَتَوَجَّہُ اِلٰی شَیْئَیْنِ فِی آنٍ وَّاحِدٍ نفس دو شے کی طرف ایک وقت میں متوجہ نہیں ہوسکتا پس اگر تو غیروں کا عیب دیکھے گا تو اپنے عیب سے بے فکر ہوگا اور اگر اپنے عیوب کی اصلاح میں لگے دوسروں کے عیوب سے فارغ ہوگا۔

حضرت شیخ سعدیؒ کا ارشاد

فرماتے ہیں کہ میرے پیر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے مجھے دو نصیحتیں فرمائیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ میں اپنے کو اچھی نظر سے نہ دیکھوں۔

(۲) دوسرے یہ کہ دوسروں کو بُری نظر سے نہ دیکھوں۔ شعر یہ ہے

ترجمہ و تشریح ۷۶۲؎ اے طالب! اپنے مرشد کو محبت اور اکرام و احترام کی نظر سے دیکھ کر اس خاک کے اندر نسبت مع اللہ کا قمر روشن ہے جو آسمان کے قمر و خورشید سے افضل ہے۔ اس احترام اہل اللہ کی برکت اور حسن ظن سے حق تعالیٰ تجھے باطنی بصیرت عطا فرمائیں گے۔

ترجمہ و تشریح ۷۶۳؎ اے طالب تو غیر اللہ سے دل مت لگا اگر تو ان فانی حسینوں سے اپنے دیدہ و دل کو محفوظ نہ رکھے گا تو حق تعالیٰ اپنی محبت کی مٹھاس تجھے نہ عطا فرمائیں گے۔ غیرت حق اس دل کو

اپنے لئے منتخب نہیں کرتی ہو دوسروں کو بھی اپنا دل دیئے ہوئے ہو۔

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشق بتاں نہیں ہوتا (مجذوبؔ)

ترجمہ و تشریح ۷۶۴ اے مشائخ سلوک! تم ہر ناشستہ رو (نا دھلا چہرہ) کے پیر مت بن جایا کرو۔ یعنی طالب کی اہلیت اور عشق صادق کا امتحان کر کے پھر ان کو بیعت کیا کرو۔ بدون پیاس پانی پلانا عبث پانی اور وقت ضائع کرنا ہے اور ایسے نااہل مرید اکثر شیخ کی بدنامی کے اور دوسرے مریدین کی خرابی کے باعث بنتے ہیں یعنی اپنی نااہلیت کے سبب جب نامراد رہتے ہیں تو شیخ پر الزام رکھتے ہیں کہ یہاں سے ہم کو تو کچھ فیض نہ ہوا ایسی باتیں سن کر دوسرے خام طالبین بھی مایوس اور بدگمانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۶۵ اے دوستو! جب حق تعالیٰ کی محبت کا ملک لازوال چاہتے ہو تو دنیا کی فانی لذتوں سے بے پروا ہو جاؤ یعنی جو نعمت حلال کی بدون کاوش مل جاوے شکر کر کے استعمال کر لو مگر نہ حرام کے قریب جاؤ نہ اتنی کاوش کرو کہ ذکر و فکر اور معمولات کا وقت بھی نہ ملے کیونکہ فراغ قلب اور فراغ وقت اس راہ کی اساس ہے

بیان مجاہدات اور آخرت کی طرف توجہ کاملہ

ترجمہ و تشریح ۷۶۶ اے دل! جا۔ جا جیسے پہلے خون تھا پھر خون ہو جا یعنی حق تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی آرزو کا خوشی خون کر دے۔ جس صحرا سے ہو آیا ہے اسی کی طرف رجوع ہو جا۔ صحرا اور ہاموں مترادف المعنیٰ ہیں یعنی دونوں ایک ہی معنی رکھتے ہیں

ترجمہ و تشریح ۷۶۷ اے دل اس خاکی تن میں کیا لوٹ پوٹ کر رہا ہے۔ آتش عشق حقیقی میں کود پڑ کہ تیرا اصل مرکز وہی ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۶۸ تو دنیا کے چوں اور چگونہ میں کب تک پڑا رہے گا۔ ارے اُس ذات پاک سے رابطہ قائم کرلے جو بے کیف اور بے چوں ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۶۹ اے نادان موتی اور جواہرات کی پرونا (نظم کرنا) ترک کر اور دریائے حق میں پوشیدہ موتی ہو جا کہ تو پہلے وہیں تھا یعنی ان فانی علائق سے خود کو آزاد کر کے تعلق مع اللہ کی دولت حاصل کر۔

بیان فیض مرشد

ترجمہ و تشریح ۷۷۰ میں نے اپنے محبوب مرشد سے معرفت و درد محبت کا سبق سیکھا ہے طالبین مشائخ کی صحبت سے اپنی جانوں کی رہنمائی پاتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۷۱ مجھے فیض مرشد حق تعالیٰ کی محبت کا وہ وہ لطف چکھا رہا ہے جس کے سامنے کائنات کی سب لذات ہیچ ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۷۲ میرا دل کبھی جل جاتا ہے اور کبھی خام رہتا ہے خدائے پاک کی محبت میں میرے دل کی طرح کوئی کباب نہیں ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۷۳ حق تعالیٰ کی محبت اور ذکر و فکر کی لذت کے سامنے بہشت کیا ہے اور عقل تو ان کے دروازہ پر ایک حقیر حجاب ہے۔

ترجمہ و تشریح ۷۷۴ تمام کائنات کو مثل آئینہ سمجھ کہ چاند پانی ہی پر عکس ڈالتا ہے۔

صفات کاملین و نفحات غیبیہ

شعر ۷۷۶ کسے راکش بود خُلق خدائی
از ویا بند جانہار رہنمائی

شعر ۷۷۷ بروز پنج نوبت بر در او
ہمیکو بند کوس کبریائی

شعر ۷۷۸ اگر افتد بگوشت صوت آن کوس
زکبر واز حد یابی رہائی

شعر ۷۷۹ زمیں خود کے تواند بند کردن
مر آنرا کش بود روح سمائی

شعر ۷۸۰ عنایت گر ز یزداں بر تو باشد
چہ غم گر تو بطاعت کمتر آئی

ترجمہ و تشریح ۷۷۶ جس شخص نے اخلاق الہیہ سے اپنے اخلاق کو آراستہ کر لیا ہے ایسے کاملین بندوں سے دوسرے لوگ اپنی جانوں کی رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

ترجمہ و تشریح ۷۷۷ و ۷۷۸ چند دن کسی اللہ والے کے پاس رہ لو کیونکہ ان کے پاس حق تعالیٰ کی محبت کا ایسا لذیذ درد ہوتا

ہے کہ جس کی آواز سے اگر تمہارے کان آشنا ہو گئے تو روح کی خطرناک بیماریوں مثل تکبر وحسد وغیرہ سے تم خلاصی پا جاؤ گے۔

ترجمہ وتشریح

۷۷۹ زمین (قبر) کب اس کو اپنے اندر بند کر سکتی ہے جس کی روح آسمانی ہو یعنی جس روح نے حق تعالےٰ سے رابطہ قائم کر لیا اور اپنے مولیٰ کو راضی کر لیا وہ اس جسم سے الگ ہو کر علیین میں مقیم ہو گی جو ساتویں آسمان پر نیک بندوں کا منتظر گاہ ہے۔

ترجمہ وتشریح

۷۸۰ اگر حق تعالیٰ کی عنایات تیرے اوپر ہیں تو پھر تجھے اپنی طاعت کی کمی کا کیا غم ہے یعنی بیماری اور معذوری میں اگر طاعت کم ہو سکے تو گھبرائیے نہیں کہ بیمار وکمزور بندوں سے حق تعالیٰ زیادہ قریب ہوتے ہیں جس طرح کہ ماں بیمار بچے کے سرہانے بیٹھی رہتی ہے اور تندرست بچوں پر یہ عنایت نہیں کرتی۔

الحمد للہ دیوان شمس تبریزؒ کا انتخاب مع ترجمہ وتشریح آج نہایت مبارک وقت پر مکمل ہوا اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں اور ناظرین سے بھی درخواست دُعا ہے کہ لے خدا اپنی رحمت واسعہ کے صدقے اس کتاب کو حُسن قبول عطا فرما اور اپنی مخلوق کو اس کتاب سے استفادہ کی توفیق عطا فرما اور ہمارے لئے اور ہمارے بزرگوں کے لئے اس کتاب کو صدقۂ جاریہ بنا آمین ثم آمین

بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ

بروز جمعہ قبیل مغرب
۲۶ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ